

کوائف المنطق

یعنی علم منطق کا مُفصّل بیان

جسکے واسطے سرکار نے انعام دیا

مصنّفہ

پادری ٹی جے اسکاٹ صاحب ڈی ڈی

طبع ثانی

بمطبع امریکن مشن لکھنؤ باہتمام پادری جی یونصاحب طبع ہوا

سنہ ۱۸۷۹ء

فہرست مضامین

صفحہ

حصہ ۳ - دلیل

پہلی فصل

دوسری فصل

تیسری فصل

چوتھی فصل

پانچوین فصل

حصہ ۴ - منطق استعمالی

پہلی فصل

دیباچہ

علم منطق کا پڑہنا ذہن کی آراستگی اور سنوارنے کے واسطے بہت مفید ہی-
لیکن اس علم کی کتابین ہندوستانی زبانون مین بہت کم ہین- ایک مختصر رسالہ مسمی بہ
علم منطق حال مین بزبانِ اردو چھپا ہے- اگرچہ وہ رسالہ اچھا ہے مگر پھر بھی
ایسے مختصر رسالہ سے علم منطق کا حال صاف نہین کہلتا ہے- فارسی مین دو ایک
چھوٹے چھوٹے رسالے مثلاً صغری- کبری- ہین چند باتین منطق کے بیان مین
دریاے لطافت اور مخزن العلوم مین لکہی ہین مگر ان کتابون سے صرف
انہین لوگون کو فائدہ ہے جو فارسی جانتے ہین اور جبکہ فارسی زبان مین اس علم
کا سیکھنا مشکل ہوا تو عربی زبان مین (جس سے فارسی مین ترجمہ ہوا ہے) جیسے
رسالہ شمسیہ جس کی شرح قطبی ہے سیکھنا عوام الناس کے واسطے بہت مشکل
ہے- سوا اس کے اُن کتابون سے اس علم کا حال اکثر عربی طالب العلمون کے
بھی سمجھ مین اچھی طرح نہین آتا- زبانِ سنسکرت مین چند کتابین اس علم کی پائی
جاتی ہین مگر وہ صرف اونھین لوگون کے کام کی ہین جو اوس مشکل زبان مین دخل
رکھتے ہین- پس یہ کیفیت اس علم کی ملک ہند مین دیکھ کر میرے دل مین آیا

کہ اون مشکلات کو جو اس علم کے حاصل کرنے مین آکر پڑتی ہین آسان کردن۔ چنانچہ اس لحاظ سے یہ کتاب بزبان اردو جس مین علم منطق کا بیان خوب طوالت کے ساتھ لکھا ہے اور جا بجا شکلون سے ثبوت دیا ہے اور مثالین ایسی سہل ہین کہ اگر کوئی مبتدی طالب العلم بھی دل لگا کے پڑھے تو اس علم کو حاصل کر لے اور روزمرہ کے واسطے نفع اوٹھاوے تالیف کی۔

واضح ہو کہ یہ ترجمہ بالکل لفظی نہین ہے جہان جہان اچھی طرح معنی نکلتے ہین وہان ویسے ہی رہنے دیا ہے اور کہین کہین ترتیب عبارت کی اس غرض سے کہ اصطلاحات منطق کی اردو مین بے محاورہ اور نازیبا نہ معلوم ہون بدل دی ہین۔ مگر پھر بھی یہ قاعدہ رکھا ہے کہ اردو ترجمہ بالکل انگریزی سے مطابقت رکھتا ہے یہان تک کہ دونون کو ایک جلد مین رکھنے سے فایدہ نکلتا ہے غرض اس امید پر کہ طلبا علم کو خوب مدد پہونچے اور اچھی طرح اس مفید علم کو سمجھین یہ کتاب جاری کیجاتی ہے۔

ٹی جے اسکاٹ

شہر بریلی۔ ماہ دسمبر ۱۸۷۰ع

دیباچہ طبع ثانی

طبع اول کی سب جلدین بہت جلد خرچ ہوگئین اور دوبارہ چھاپنے کی ضرورت پڑی۔ مگر بعض ضروری اصلاحات اور اضافات کے لئے قلت وقت کے مانع ہونے سے چھپنے مین بہت وقفہ ہوا۔ مضامین کی بحث طویل اور بہت سی چھوٹی چھوٹی باتونکے داخل کرنے سے حجم اس کتاب کا بڑھ سکتا تھا لیکن اس سے بلا حصول کسی نفع معتدبہ کے ذہن کو ضبط مضامین مین دقت واقع ہوتی ہے۔ اسواسطے غیر ضروری بیان کے داخل کرنے سے محترز ہو کے نفع عام کے لایق بنانا مناسب جانا کیونکہ صاف واضح بیان پر طبیعت خوب جمتی ہے حتی الامکان مین نے اصطلاحات اور طرز بیان عربی و فارسی مصنفین کے موافق اختیار کیا ہے لیکن اون کے طرز بیان سے جو طرز مجھے بہتر معلوم ہوا اوسے نہین چھوڑا۔ ہندوستانی منطقین اس سے یہ نہ سمجھین کہ اس مین کچھ غلطی ہے کیونکہ اس فن کے طرز بیان مین بھی بہتیری اور باتون کی طرح ترقی و تبدیل کی گنجائش ہے

شہر بریلی۔ ماہ مئی ۱۸۷۹ء

ٹی جے اسکاٹ

علم منطق

مقدمہ

ا۔ منطق ایک ایسا علم اور فن ہے کہ جس سے عقل دوڑانے اور دلیل کرنے کا قانون معلوم ہوتا ہے۔ اصطلاحاً منطق کو علم اوس حالت مین کہین گے۔ جب عقل دوڑانے یا دلیل کرنے کے خاص قانون کا بیان ہو۔ اور فن اوس حالت مین بولین گے جب طریقہ حجت کا بیان ہو اور غلطی اور خطا سے محفوظ رہنے کے طریقے معین ہون۔ یعنے حاصل کلام یہ ہے کہ فن قواعد منطق کے استعمال مین لانے کو کہتے ہین۔

۲۔ بعض آدمی گمان کرتے ہین کہ عقل دوڑانے کے کئی ایک قوانین ہین جنمین سے منطق ایک ہے۔ وہ سمجھتے ہین کہ منطق ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے مخاطب کو پیچیدہ باتون مین ڈالکر جھوٹ کو بھی سچ کر سکتے ہین چنانچہ وہ خیال کرتے ہین کہ مباحثہ مین خواہ سچ پر یا جھوٹ پر غالب رہنے اور اپنے علم اور ذہانت کے ظاہر کرنے کے لئے خواہ غرور کے طور پر ہو یا تمسخر کے طور پر یہ کارآمد ہے۔ یہ اونکی غلط فہمی ہے اور ایسے لوگون کو منطق کی اصلیت اور غرض معلوم



نہین۔ ایسا نہ سمجھنا چاہیے کہ منطق کئی ایک طریقون مین سے عقل دوڑانے کا ایک طریقہ ہے بلکہ درحقیقت صرف یہی ایک طریقہ ہے یعنی کسی معاملہ کی اصلیت وحقیقت کے کامل دریافت کرنے مین ذہن صرف ایک ہی طور پر ان قواعد مقررہ کے بموجب جو خدا کے بنائے ہین لڑتا ہے پس اگر ان قانونون کے بموجب ذہن نہ دوڑے تو غلطی مین پڑجاتا ہے۔

اصل غرض منطق کی یہ ہے کہ وہ قوانین مقررہ بخوبی ظاہر ہوجاوین اور وہ فائدے حاصل ہون کہ جنپر اگر لحاظ رکھا جائے تو اون قوانین مذکورہ کے بموجب عقل دوڑے اور اگر کوئی اون قوانین سے علحدگی اختیار کرے تو اونکی رو سے اوسکی غلطی معلوم ہوجائے۔ مثلاً حساب ایک علم ہے جس کا استعمال چند مقرر قاعدون کے بموجب کیا جاتا ہے اور ضرور ہے کہ یہ قاعدے ہمیشہ ہر ملک اور ہر زبان مین ایک ہی ہون۔ مثلاً ضرور ہے کہ قاعدے جمع تفریق ضرب تقسیم کے ہمیشہ ایک ہی رہین۔ علی ہذا القیاس منطق عقل دوڑانیکا علم ہے اور اگر ہم ٹھیک ٹھیک عقل دوڑانا یا سوچنا چاہین تو منطق ہی کے بموجب کرنا ہوگا۔ ایسا بھی ہے کہ اکثر لوگ درستی سے سوچتے مباحثہ کرتے اور عقل دوڑاتے ہین باوجود اس امر کہ ذرا بھی علم منطق کے قواعد سے واقف نہین ہوتے جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے کہ بعض آدمی درست لکھنے والون کی صحبت پانے سے ٹھیک لکھتے اور بولتے ہین

اگرچہ صرف ونحو سے مطلق بھی واقف نہین ہوتے - مگر بہرحال یہ بہتر ہے کہ قواعد درست لکھنے اور بولنے کے ناواقفون کی تعلیم کے واسطے اور ان لوگون کے سدھارنے کیواسطے جوکہ صحیح نہین لکھتے اور بولتے ہین معین ہون - اسیطرحپر قواعد منطق خطا اور غلطی سے محفوظ رکھنے کے لیئے اور اونکی خراب وناقص دلیلون کا نقص معلوم کرنے کے لیئے کارآمد ہین -

۳- بعضے آدمی منطق کے مطلب وحقیقت سے واقف نہین ہین پس اسی جہت سے جانتے ہین کہ منطق کے سیکھنے سے اعتقاد دین پر اور خدا کے وجود پر قایم نہین رہتا - وے خیال کرتے ہین کہ منطق ایک طرحکا ہنر یا حکمت ہے جسکے ذریعہ سے منطقی اپنی مرضی کے موافق ہر ایک بات کو جھوٹھہ یا سچ کر سکتا ہے یہانتک کہ آخرانجام یہ ہوتا ہے کہ منطقی کا اعتقاد سچی بات پر قایم نہین رہتا یہ غلط فہمی ہے کیونکہ منطق سے قوت ذہنی بڑھتی اور عقل سچائی پر قایم ہوجاتی ہے اور خطا و غلطی سے محفوظ رہتی ہے -

۴- منطق بہت پرانا علم ہے اور قدیم زمانون مین صرف دو قومون یعنی یونانیون اور ہندؤن کے درمیان پایا جاتا تھا اور سب قومون نے انہین سے یہ علم لیا لیکن یہ ٹھیک نہین معلوم ہے کہ آیا یونانیون نے ہندؤن سے پایا یا ہندؤن کو یونانیون سے ملا - بعضے یہ گمان کرتے ہین کہ یونانیون کو علم منطق ہندؤن سے ملا اور بعضے اس کے

برعکس کہتے ہین۔ اغلب ہے کہ ان دونون قومون نے علیحدہ اس علم کو ایجاد کیا۔ یونانیون سے رومیون نے سیکھا۔ یورپ والون نے یہ علم ارسطاطالیس کی منطق سے اور نیز اوسکے عربی ترجمون سے پایا۔ یونانیون سے اہل عرب نے بھی پایا پھر اون سے یہودیون نے حاصل کیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ یونانیون مین سب سے پہلا مصنف و معلم اس علم کا زینو تھا جو مسیح سے ۴۸۸ برس پیشتر یونان مین تھا۔ اوسکی کتاب مین چند باتین اچھی پائی جاتی ہین اور مغلق اور ناقص باتین بھی ہین۔ اوسکے بعد سقراط اور اقلیدس میگیرا والا اور انتس تھینیس اور ارکطاس اور افلاطون اور ارسطاطالیس جسکو ارسطو بھی کہتے ہین مشہور ہوئے۔ زینو اور بعض اورون نے انمین سے ایک طرح کی جھوٹھی اور پیچدار تقریر کی رسم نکالی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اون کے اور اون کے شاگردون کے درمیان مین یہ کیفیت رہی کہ منطق صرف ایک طرح کا کھیل اور تفریح طبع سمجھا جاتا تھا جس مین گھنٹون تک اوقات صرف کرتے تھے اس امر کے واسطے کہ دیکھین کون تیز ہے۔ مگر سقراط جو ۴۶۹ برس پیشتر سنہ عیسوی کے موجود تھا اچھی طرح منطق کو استعمال مین لایا اور چاہتا تھا کہ ہر ایک بات کی اصلیت حقیقت کے دریافت کرنے اور طریقہ ذہن اور تہذیب اخلاق کے کام آوے۔ اوسکا ایک طریقہ یہ تھا کہ مباحثہ مین سوال و جواب اس طور سے کرتا تھا کہ جو نتیجہ وہ چاہتا

تھا دہی نکلے - افلاطون شاگرد سقراط نے اس علم کو اور بھی درجہ ترقی پر پہونچایا -

بعد افلاطون کے ارسطاطالیس نے جو سنہ ۳۸۴ پیشتر مسیح کے پیدا ہوا اسقدر

منطق کو تکمیل دی کہ اوس وقت سے آجتک کوئی کچھہ بہت بڑھا نہ سکا - بس وہ

منطق جو یورپ مین پڑھائی جاتی ہے درحقیقت ارسطاطالیس ہی کی ہے -

ارسطاطالیس کی تصنیفات دوسری صدی محمدیہ مین عربی مین ترجمہ کی گئین چنانچہ

منطق جو مسلمانون کے درس مین ہے وہ بھی ارسطاطالیس ہی کی ہے مگر چونکہ یہہ

کتابین اکثر عربی اور کچھہ کچھہ فارسی مین بھی ہین اس سبب سے عوام لوگون کے

کارآمد نہین ہین -

ان کتابون مین بڑا نقص یہ ہے کہ وہ ایسی صاف نہین ہین کہ ہر کوئی سمجھ لے

اور ایسا پردہ ہے کہ باوجود پڑھنے کے علم منطق اچھی طرح کام مین نہین آتا - مگر مجھہ کو

امید ہے کہ ناظرین کو اس کتاب کے دیکھنے سے حال منطق کھلے گا اور سیکھنے والے

اچھی طرح اس سے فائدہ اوٹھاوینگے -

حصۂ اوّل

تصوّر

آغاز کی چند باتین

منطق کی مراد اور چند اصطلاحات درباب ذہن

ا۔ علم منطق ذہن سے علاقہ رکھتا ہے علی الخصوص حالت سوچنے اور مباحثہ کرنے مین۔ ذہن وہ روحانی غیر مادی شے ہمارے جسم مین ہے جو سوچتا ہے اور جس سے ہر ایک چیز اور بات معلوم ہوتی ہے۔ بدن جو ہے صرف اوسکی جاے سکونت ہے۔ ذہن محسوسات یعنی عالم جسمانی کو ایسے طور پر جو بعید العقل ہے بذریعۂ حواس خمسہ کے معلوم کرتا ہے اور حواس خمسہ یہ ہین باصرہ (یعنے دیکھنے والی قوت) سامعہ (یعنے سننے والی قوت) لامسہ (یعنے چھونے والی قوت) ذایقہ (یعنے چکھنے والی قوت) شامہ (یعنے سونگھنے والی قوت)

ذہن مثل آیئنے کے ہے جسپر عکس پہنچتا ہے۔ اگر وہ عکس بذریعہ حواس خمسہ کے پہنچاوے تو اوس کو محسوس اور اگر علاوہ ان حواسون کے کسی اور طرح سے ذہن مین تصور پہنچاوے تو اوس کو معقول بولین گے۔ مثلاً خدا کا

یا روح کا یا نیکی وغیرہ کا تصور ذہن مین پیدا ہو۔ تعلق اور ادراک ایسے تصورات کا منبع ہے۔ یہ بحث علم ذہن کے متعلق ہے۔ علم منطق سے اوسے چندان تعلق نہین ہے جاننا چاہیئے کہ ذہن مین کئی طرح کی قوتین پائی جاتی ہین چنانچہ بعض کا ذکر اس کتاب مین آویگا۔

۲۔ علم منطق تین امرون سے تعلق خاص رکھتا ہے یعنی تصور اور تصدیق اور دلیل جسے برہان اور حجت بھی کہتے ہین۔

۳۔ جب کسی شئے کے وجود یا ماہیت کا خیال پہلے پہل ذہن مین بذریعہ حواس خمسہ کے یا کسی اور طرح سے گذرے اوسکو تصور کہتے ہین* مثلاً کوئی درخت یا پتھر ہو جس کے وجود کا خیال بذریعہ حواس باصرہ یعنے دیکھنے سے ذہن مین آتا ہے پس اوس ہی پتھر یا درخت کے خیال کو تصور کہتے ہین۔ اسی طرح انصاف محبت وغیرہ کے خیال کو تصور کہین گے۔

۴۔ علم منطق مین دوسرا امر تصدیق ہے۔ اگر ذہن مین ایسے دو تصور ہون جنکے بیچ مین نسبت اثبات یا نفی کے دیجاوے علم منطق مین اوس حکم کو تصدیق کہتے ہین۔ مثلاً بذریعہ حواس باصرہ کے ایک تو یہ تصور ذہن مین آیا کہ یہ درخت موجود ہے دوسرے بذریعہ اوسی حواس کے اوسکے رنگ کا تصور آیا پس د

* لفظ مفہوم بھی استعمال مین آتا ہے۔

تصور ہوئے اب وہ حکم جو ان دو تصورون کے بیچ مین ہے تصدیق کہلاتا ہے
خواہ وہ اثبات کے ساتھ ہو یا نفی کے ساتھ ہو جیسا کہ "یہ درخت سبز ہے"
یا "یہ سبز نہین ہے"۔

دوسری مثال یہ ہے بذریعہ حواس باصرہ کے ایک پتھر کا تصور آیا اور بذریعہ
حواس لامسہ کے یعنے چھونے سے سردی یا گرمی کا تصور ذہن مین گذرا۔ اب
اون دونون تصورون کے درمیان مین حکم جو ہے اوس کو تصدیق کہتے ہین
خواہ وہ اثبات ہو یا نفی ہو۔ تصدیق بالاثبات کی مثال جیسا کہ "یہ پتھر ٹھنڈا
ہے یا گرم ہے"۔ تصدیق بالنفی کی مثال جیسا کہ "یہ پتھر ٹھنڈا نہین ہے یا گرم
نہین ہے"۔

جب تصدیق لکھی جاے یا بولی جاے تب اوسے قضیہ کہتے ہین۔ پس تصدیق
اور قضیہ مین صرف اتنا فرق ہے کہ تصدیق صرف ذہن مین تھی اور قضیہ
جب زبان پر آیا۔

۵- تیسرا امر علم منطق مین دلیل ہے جسکو حجت اور برہان بھی کہتے ہین۔ دلیل
اوسکو کہتے ہین کہ دو یا کئی تصدیقات معلومہ سے مجہول کو نکالین پس دلیل
تصدیقات سے مبنی ہے۔

مثلاً دو تصدیقات ہین۔

پہلی - کل لوہا بھاری ہوتا ہے

دوسری - یہ ڈنڈا لوہے کا ہے

اب ان دو معلوم تصدیقون سے تیسرا مجہول نکلتا ہے کہ یہ ڈنڈا بھاری ہے

پس بذریعۂ دو تصدیقون معلومہ کے تیسری تصدیق یعنے نتیجہ نکلا - دلیل اس ہی کو کہتے ہین -

دوسری مثال - کل انسان مرنے والے ہین

زید عمر بکر انسان ہین

پس زید عمر بکر مرنیوالے ہین

چنانچہ اس ترتیب سے عقل یا ذہن دوڑانے کو حجت کہتے ہین -

۱۲- یہ کتاب تین حصون پر منقسم ہے جنمین تصور اور تصدیق اور دلیل کا مفصل بیان ہوگا - جاننا چاہیئے کہ مقصود علم منطق کا اوس عقلی قانون کا بیان ہی جو ان تین باتون مین پایا جاتا ہے -

---

مناسب ہے کہ یہانپر چند ذہنی حالات اور قوتون کا بیان کیا جاے -

۱- دہیان یا غور اوس کو کہتے ہین جب ذہن خوض و فکر کے ساتھہ کسی چیز یا بات پر لگے مثلاً کسی چیز پر جو دیکھنے مین آوے یا آواز پر جو سُننے مین

آدے یا کسی کتابی معاملے پر پڑھتے وقت ہم اپنا دہیان لگا دین یا غور کرین۔

۲۔ مقابلہ کرنا اوس ذہنی حالت کو کہتے ہین جس سے ہم دو یا زیادہ چیزون کو ایک دوسرے سے مقابلہ کرین۔ پس جب ہم دیکھتے ہین کہ لوہا لکڑی سے بھاری ہے زید عمر سے لمبا ہے یا زید عمر سے زیادہ عالم ہے اسی کو "مقابلہ کرنا" کہتے ہین یہان پر غور کرنا چاہیئے کہ مقابلہ کرنے سے تصدیقات نکلتی ہین۔ ہر ایک تصدیق اور حجت کی صحت و غلطی مقابلہ پر منحصر ہے اور اگر مقابلہ کرنے مین کسی طرح غلطی پڑجاوے تو تصدیق اور حجت مین بھی غلطی ہو جایگی۔

۳۔ ایک اور قوت ذہن مین ہے جسے قوت تفریقی کہنا اچھا ہوگا۔ یہ وہی قوت ہے کہ جب ہم چاہین تو کسی چیز کی اور سب خاصیتون کو چھوڑ کر اوسکی ایک خاصیت پر لحاظ کرین۔ مثلاً جب ہم چاہین تو اسی قوت سے لوہے کی اور سب صفتین یعنی رنگ اور سختی اور وزن اور بو وغیرہ کو چھوڑ کر صرف اوسکی ایک صفت یعنے شکل پر لحاظ رکھہ سکتے ہین۔ یا علاوہ اور سب خاصیتون کے صرف اوس کی سختی یا وزن پر لحاظ رکھین۔ اس قوت ذہنی کا بڑا فایدہ آگے معلوم ہوگا۔

۴۔ ایک اور قوت ذہن مین ہے جسے قوت جنسی کہنا اچھا ہوگا۔ یہ وہ قوت ہے جسکے ذریعہ سے ہم بہ لحاظ عام خاصیتون کے جو مختلف چیزون مین پائی جاتی ہون ایک نام اون کے واسطے مقرر کر سکتے ہین۔ مثلاً باوجودیکہ طرح طرح کے

پھول ہین مگر چونکہ بعضون مین ایک خاصیت پائی جاتی ہے اس سبب سے ان متفرق پھولون کو گلاب کہتے ہین - اور اسی طرح باوجودیکہ آدمیون مین مختلف بولی اور رنگ اور قد و قامت وغیرہ ہے مگر بہ لحاظ عام خاصیت کے سب کے واسطے ایک ہی نام یعنے انسان رکھتے ہین پس یہ وہی قوت جنسی ہے + غور کرنا چاہیے کہ قوت جنسی سے بمدد قوت تفریقی کے جنس اور نوع اور فصل بنا سکتے ہین - اس بات کو اچھی طرح سمجھنا علم منطق مین نہایت پُر ضرور ہے جیسا آگے معلوم ہوگا - حاصل یہ ہے کہ ان سب باتون مذکورۂ بالا کے سمجھنے سے اس علم کے سیکھنے اور سمجھ مین کچھ نہ کچھ مدد ضرور پہونچتی ہے -

ہ - بولی یعنے قوت ناطقہ کے کچھ بیان کے واسطے یہانپر اچھا موقع معلوم ہوتا ہے - خالق نے انسان کو قوتِ نطق ایسی عطا کی ہے جس سے بذریعۂ آواز جس سے کلام بنتا ہے طرح طرح کے تصورات اور خیالات اور اپنی ذہنی حالتین جو گذرتی رہتی ہین ظاہر کرسکتا ہے - صرف انسان ہی مین یہ قوت ہے - حیوان بھی اپنی تکلیفات اور خوف اور غصہ اور خوشی وغیرہ ایک طرح کی آواز سے ظاہر کرسکتے ہین مگر اونمین وہ قوت نہین جس سے الفاظ بنا دین اور کلام کرین لیکن ہزارون الفاظ یا آوازین انسان طرح طرح پر استعمال مین لاسکتا ہے تاکہ بیشمار خیالات کو جو دل مین گذرتے رہتے ہین ظاہر کرین -

الفاظ- مفرد یا مرکب آوازین ہین جو انسان کے جوش اور خیالات کی اظہار کے لئے بولے جاتے ہین-

دلالت الفاظ- دو قسم کی ہے وضعی اور التزامی- وضعی وہ ہے کہ جس لفظ کو واضع نے کسی معنی کے واسطے وضع کیا ہے اوسپر وہ لفظ دلالت کرے- یہ بھی دو طرح پر ہے کیونکہ جس لفظ کو واضع نے کسی معنی کے واسطے وضع کیا ہے اگر وہ لفظ کل معنی موضوع لہ پر دلالت کرتا ہے تو اوس دلالت کو دلالت مطابقہ کہین گے جیسے لفظ "انسان" کا کہ دلالت کرے حیوان ناطق پر- اور اگر جز معنی موضوع لہ پر دلالت کرے تو دلالت تضمنی کہین گے- جیسے لفظ انسان کا کہ دلالت کرے حیوان یا ناطق پر- التزامی وہ ہے کہ دلالت لفظ کی معنی موضوع لہ پر نہو بلکہ ایسے معنی پر جو اوس لفظ کو لازم ہون جیسے لفظ شیر کا کہ دلالت کرے بہادر پر یا نوشیروان کا عادل پر یا شیطان کا شریر پر-

فصل ۱

تصور کے بیان مین

۱- اب تصور کا مفصل بیان ہوتا ہے- کسی شے یا بات کے خیال کو تصور کہتے ہین جیسا کہ کسی آدمی کا خیال جب دیکھنے مین آوے یا کسی چیز کی سختی یا ٹھنڈا پن

کا جب چھونے مین آوے جیسے حواس خمسہ سے محسوسات کا تصور ہوتا ہے اسیطرح ادراک باطن یا تعقل یا حس باطن سے روح اور نیکی وغیرہ کا تصور ذہن مین پہونچتا ہے۔ تصور کرنے سے وہ معلومات اور خیالات حاصل ہوتے ہین جو نظر و بحث کے سلسلے سے وابستہ ہوتے ہین۔

۲۔ تصور یا تو مفرد ہو گا یا مرکّب تصور مفرد اوسے کہتے ہین جبکہ ایک چیز یا کئی چیزون کا خیال علٰحدہ علٰحدہ بلا علاقہ کے آوے مثلاً آدمی۔ پتھر۔ بہادری + تصور مرکب اوسے کہتے ہین جب دو یا زیادہ چیزونکا خیال دل مین گذرے مثلت مثلاً تصورِ گھوڑے پر سوار کا۔ غور کرنا چاہیئے کہ اِس تصور مین گھوڑے اور سوار کے درمیان علاقہ ہے۔ دوسری مثال میز پر کی کتاب اور دوات یا بہادر آدمی۔ یہان تین چیزونکا تصور علاقہ کے ساتھ ہے اور اسی کو تصور مرکب کہتے ہین + یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تصور زبان سے صادر ہو تو اوسکو لفظ کہین گے۔

فصل ۲۔

الفاظ کے مفصل بیان مین

جبکہ تصور زبان سے صادر ہوا وسکو **لفظ** کہتے ہین مثلت مثلاً دیکھنے سے کسی درخت کی ہیئت کا تصور ذہن مین آوے۔ لفظ درخت جس سے اوس تصور کو

ظاہر کیا ملفوظ کہتے ہین + دوسری مثال فرض کرو کہ اگر ذہن مین تصور مٹھاس کا آوے تو اوس کی نسبت لفظ مٹھاس بولین گے + واضح ہو کہ لفظ کئی تقسیم پر منقسم ہے جس کا بیان آگے آویگا۔

۱۔ لفظ مفرد ہوتا ہے یا مرکب جب کسی تصور کے ظاہر کرنے کو ایک ہی لفظ کافی ہو یعنی ایک ہی لفظ اوس تصور پر دلالت کرے تو اوس لفظ کو مفرد کہتے ہین مثلاً زید درخت مٹھاس + لفظ مرکب اوس مرکب لفظ یا فقرے کو کہتے ہین جس سے ایک تصور مرکب ظاہر ہوتا ہے جیسے زید چھوا۔ اونچا درخت نارنگی کی مٹھاس وغیرہ۔ یہان پر دو تصور لفظ مرکب سے ظاہر ہوئے یعنی ایک خاص شخص اور اوس کا پیشہ۔ پھر اونچا اور درخت ان دونون تصورون کے ظاہر کرنیکو لفظ مرکب اونچا درخت بولا گیا + دوسری مثال مٹھاس اور نارنگی۔ ان دونون تصورون کے ظاہر کرنیکو لفظ مرکب یعنی میٹھی نارنگی بولا گیا۔

جاننا چاہیئے کہ لفظ تمام اور ناتمام ہوتا ہے۔ لفظ تمام وہ ہے جو بلا مدد دوسرے کے اپنے معنی بتلادے جیسے انسان زید درخت وغیرہ + لفظ ناتمام وہ ہے جو بلا مدد کسی اور لفظ کے اپنے معنی نہ بتلادے مثلاً حرف کا سے مین از وغیرہ۔

۲۔ لفظ یا جزئی یا کلی ہوگا۔ لفظ جزئی اوسکو کہتے ہین جو کسی خاص شخص یا مفرد شی کو بتلادے جیسا زید کلکتہ۔ درخت جب خاص نامونسے مراد ہے تو اسکو اصطلاح نحویون مین اسم معرفہ یا علم کہتے ہین۔

لفظ کلی اوس کو کہتے ہین جو بہت سی چیزون یا اشخاص پر بولا جاوے جیسا انسان سب آدمیون کے واسطے صادق آتا ہے یا لفظ شہر کہ سب شہرون پر بولا جاتا ہے یا لفظ دریا کہ سب دریاؤن کے واسطے مستعمل ہے۔ نحو مین اس کو اسم نکرہ یا اسم عام بولتے ہین۔ جتنی شے یا اشخاص لفظ کلی مین داخل ہین اون کو اوسکے افراد کہتے ہین کلیات کا استعمال اور مفصل بیان آگے آویگا۔

جو کلی کسی جماعت یا گروہ کا نام ہو جیسے فوج۔ لوگ۔ جماعت۔ مجلس۔ اوسے اسم جنس کہتے ہین۔ اسم جنس واحد ہوتا ہے لیکن اوسکا استعمال مجموعہ افراد کیواسطے آتا ہے ہر فرد کے لئے نہین آتا۔ مثلاً سپاہیون کی جماعت کا نام فوج ہے ہر سپاہی کو فوج نہین کہہ سکتے ہین۔

۳۔ لفظ یا تو بالنسبت یا بلا نسبت ہوتا ہے۔ لفظ بالنسبت وہ ہے جسکا اور کسی لفظ کے ساتھہ علاقہ پایا جاوے۔ مثلاً باپ۔ بیٹا۔ خاوند۔ بادشاہ۔ چنانچہ باپ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بیٹا ہے۔ بیٹے سے باپ کا علاقہ پایا جاتا ہے۔ بادشاہ سے نسبت ملک اور رعیت کی طرف ہے علی ہذا القیاس۔

لفظ بلا نسبت وہ ہے جو بغیر نسبت دوسرے کے ایک شخص یا شے یا خاصیت کو بتلاوے مثلاً انسان دریا دانائی وغیرہ۔

۴۔ پھر لفظ تین اور طرح پر ہے یعنے مشترک اور غیر مشترک جس کو بعضے مفرد

بھی بولتے ہین اور **مترادف*** مفرد اوسکو کہتے ہین جس سے صرف ایک ہی معنی سمجھے جاوین مثلاً انسان دانائی وغیرہ۔

مشترک اوس کو کہتے ہین جو کئی معنی پر شامل ہو مثلاً نجار کنارہ وغیرہ۔ نجار سے دو معنی پائے جاتے ہین ایک تو بیماری کا نام اور ایک وہ جو پانی سے اوٹھتا ہے۔ علی ہذا القیاس کنارہ دو چار معنی پر آتا ہے یا لفظ بلی کا کہ ایک جانور پر اور کواڑ مین جو ہوتی ہے اوسپر بھی بولا جاتا ہے۔

مترادف اوس کو کہتے ہین جہان کہ کئی الفاظ ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہین مثلاً گھر۔ خانہ۔ مسکن ایک ہی معنی پر ہین۔ اور رہنا بسنا سکونت کرنا ان سب سے ایک ہی معنی ظاہر ہوتے ہین۔

۵۔ وہ الفاظ **متناقضہ** ہین جو بالکل ایک دوسرے سے مخالفت رکھتے ہین اور جتنی چیزین خلقت مین موجود ہین ان دونون مین سے ایک مین ضرور ہونگی۔ اگر ایک مین ہین تو دوسرے مین نہین اور اگر دوسرے مین ہین تو پہلے مین نہین یعنی کوئی چیز ان دونون سے خالی نہین مثلاً جسمانی اور غیر جسمانی فانی اور غیر فانی مرنیوالا اور نہ مرنیوالا۔ غور کرنا چاہیئے کہ ان لفظون کے درمیان صرف نفی اور اثبات کا فرق ہے۔ پس جتنی چیزین خلقت مین ہین اس طور سے دو تقسیم پر ہوسکتی ہین۔ ایسی تقسیم

---

* یہ مفرد بہ اعتبار لفظ کے معنی کے ہو

اکثر کسی امر کی جستجو یا مباحثہ کے لئے بڑے کام کی ہے مثلاً یہ بیماری تپ سل کی ہے
یا اور بیماریون مین سے کوئی ہے مگر فلانی فلانی وجہ سے تپ سل نہین ہے تو اور جو
بیماریان رہین اون کی طرف متوجہ ہون گے اور کہین گے کہ ان بیماریون مین سے
فلانی بیماری ہے یا نہین مگر کسی سبب سے فلانی بیماری نہین پس رہین باقی
بیماریان۔ غرض یون تقسیم اور دریافت کرتے کرتے اوس حد تک پہونچین گے کہ اصل
بیماری مل جایگی اسکو مالغت الخلو بھی بولتے ہین۔

۶۔ الفاظ متضادہ وہ ہین جو آپس مین مخالفت رکھتے ہین لیکن متناقضہ کی طرح
نہین کیونکہ اگرچہ دونون ایک ہی چیز مین شامل نہین ہوسکتے ہین تو بھی بعض چیزین
ایسی ہوتی ہین کہ ان دونون سے خالی ہوتی ہین پس مثل متناقضہ کے ہر شے مین
شامل نہین ہوتے ہین مثلاً عقلمند اور بیوقوف عالم اور کم علم اسم متضادہ ہین کیونکہ
ایک ہی شخص پر دونون صادق نہین آسکتے ہین مگر ایسی چیزین ہون کہ دونون سے خالی
ہون مثلاً پتھر نہ عقلمند ہے نہ بیوقوف اور بعض آدمی ایسے ہین کہ نہ عالم نہ کم علم لیکن
درجۂ اوسط مین ہین۔

یہی اصطلاحات الفاظ کیواسطے علم منطق مین اکثر مستعمل ہین۔

واضح ہو کہ ایک ہی لفظ بلا نسبت اور مفرد اور متناقضہ وغیرہ ہوتا ہے جس اعتبار
سے کہ اوس وقت خیال ہو + یاد رکھنا چاہیئے کہ دلیل یا مباحثہ مین اول ہر ایک لفظ کی

معنی خوب سمجھنا اور ٹھہرانا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے بہت سی تقریر اور غلطیون مین پڑنے سے بچین گے۔

لفظ کا مجمل بیان

الفاظ	مفرد یا مرکب جزئی یا کلی بالنسبت یا بلانسبت مشترک یا غیر مشترک یا مترادف تناقضہ متضادہ

فصل ۳

کلیات یعنی بیان جنس نوع فصل اور عرض

۱۔ واضح ہو کہ جنس اور نوع اور عرض کا بیان الفاظ کے متعلق ہے اور منطق کے سمجھنے کے واسطے پر ضرور ہے الفاظ کلی سے جنس اور نوع وغیرہ بنائے جاتے ہین مثلاً جب کئی چیزون کے واسطے بلحاظ ایک یا زیادہ صفتون کے ایک نام مقرر کیا جاوے اوس کو جنس اور نوع کہتے ہین۔

نوع کی بہ نسبت جنس کے افراد زیادہ ہوتے ہین کیونکہ ایک جنس مین کئی نوع ہوتی ہین مثلث مثلاً حیوان ایک جنس ہے جسمین جتنی چیزین جاندار و متحرک بالارادہ ہین شامل ہین۔ اور اس جنس مین کئی نوع شامل ہین جیسے انسان اور چوپائے اور پرند وغیرہ۔

جاننا چاہیے کہ نوع بھی کئی فصلون پر تقسیم ہوسکتی ہے پھر اس حال مین بلحاظ ان فصلون کے وہ ایک جنس ہے۔ مثلاً چوپایہ ایک نوع ہے جسمین چار ٹانگ والے جانور داخل ہین اور انھین کو فصل فصل پر بانٹ سکتے ہین مثلاً گھوڑے بھیڑین کتے وغیرہ۔ پس یہہ سب فصلین نوع ہوجاتی ہین اور ان کی بہ نسبت وہ لفظ چوپایہ جو کہ نوع تھا اب جنس ہوا۔

پھر اگر گھوڑے کی طرف خیال کرو یہ بھی کئی طرح پر ہوسکتا ہے جیسا عربی کابلی ترکی وغیرہ پس اب اس صورت مین گھوڑا بھی بہ اعتبار ان قسمون کے جنس ہوا اور علی ہذ القیاس۔

خیال کرنا چاہیے کہ جنس ہمیشہ نوع سے بڑی اور نوع اوس سے چھوٹی ہے۔ اور کوئی جنس ہو اگر اوپر والی جنس کیطرف خیال کیا جاوے تو یہ بہ اعتبار اوسکے نوع ہے چنانچہ گھوڑا اگرچہ بلحاظ اپنے اصناف یعنی قسم قسم کے گھوڑونکی جنس ہے تاہم بلحاظ چوپاؤنکی ایک نوع ہے اور یہ بھی بلحاظ حیوان کے ایک نوع ہے۔

عموم وخصوص وہ ایسی نسبتین ہین کہ جنس ونوع کی تعریف مین دو معنی کے اظہار کے لئے استعمال کیجاتی ہین۔ عموم سے معنی کی وسعت وگنجائش مراد ہوتی ہے اور خصوص سے مراد اون معنی کی تخصیص ہے جو کسی کلمہ مین ہونا چاہیے۔ پس وسعت معنی کے اعتبار سے ہر جنس اپنے ماتحت نوع سے عام تر ہوتی ہے کیونکہ اوسکے معنی مین وسعت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح ماتحت کلی مین تخصیص کی نسبت زیادہ ہوتی ہے مثلاً حیوان ایک جنس کلی ہے کہ اوس کے افراد بہ نسبت ایک نوع کلی یعنی انسان کے زیادہ ہین۔ مگر انسان ایسی کلی ہے کہ اوس کے معنی اور صفتین حیوان سے زیادہ ہین۔ جہان کہین انسان صادق آویگا حیوانیت بھی اوسپر صادق آویگی۔ اسی معنی مین یہ کہا گیا ہے کہ جہان خاص کلی پائی جایگی عام کلی ضرور پائی جایگی یعنے عام خاص کا جز ہوا جیسا کہ ارسطاطالیس کا قول ہے کہ "انسان مین حیوان موجود ہے"۔

مثال اجناس اور انواع کی

جنس	انواع
حیوان	چوپائے
	پرندے
	کیڑے مکوڑے
	مچھلیان وغیرہ

یا اگر چوپائے ایک جنس قرار دئے جائین تب یون ہوگا۔

انواع		جنس
گھوڑے بھیڑین کتے شیر وغیرہ	}	چوپائے

انواع		جنس
دیسی بمبئی مالدہ	}	آم

۲- واضح ہو کہ جو جنس کسی جنس کے اوپر ہو اوس کو جنس اعلی کہتے ہین اور جو کسی کے نیچے ہو جنس ادنی کہتے ہین اور جو سب کے اوپر ہے اوس کو جنس الاجناس اور جو سب سے نیچے ہے اوسکو نوع سافل کہتے ہین- جتنی جنسین جنس الاجناس اور جنس سافل کے درمیان ہین اون کو اجناس متوسطہ کہتے ہین- جو جنس کہ ایک جنس کے عین اوپر ہو جنس قریب کہتے ہین اور جو جنس کہ جنس قریب کے عین اوپر ہو اوس کو پہلی جنس کی بہ نسبت جنس بعید کہتے ہین- جتنے انواع کہ ماتحت ایک جنس کے داخل ہین اونکو برابر کی کہتے ہین-

پس اجناس اور انواع کی اقسام یہہ ہین



جنس		اعلیٰ
		ادنیٰ
		الاجناس
		سافل
		متوسط
		قریب
		بعید
نوع		نوع سافل
		الانواع متساویہ

ان کا مطلب بخوبی ذہن نشین کرنا چاہیے - ایک مثال سے زیادہ صاف ہوگا -

حیوان	عربی		
	کابلی	گھوڑے	
	ترکی وغیرہ	بھیڑین	چوپاۓ
		کتے وغیرہ	پرند
			مچھلیان
			کیڑے مکوڑے

اب اسمین گھوڑے کی بنسبت چوپاۓ جنس اعلیٰ اور عربی ادنیٰ ہے اور تقسیم مذکورہ مین حیوان جنس الاجناس اور عربی کابلی وغیرہ نوع سافل ہین - چوپاۓ اور گھوڑے چونکہ جنس الاجناس اور نوع سافل کے درمیان ہین جنس اوسط ہین - چوپاۓ گھوڑے کی جنس قریب ہے اور حیوان اوس کی جنس بعید اور گھوڑے بھیڑین کتے برابر کی جنسین ہین ویسے ہی چوپاۓ پرند مچھلیان اور کیڑے مکوڑے ہین -

تقسیم اجناس اور انواع کی درستی کے ساتھہ خاص کرکے ایک ہی بات پر منحصر ہی

یعنے فصل پر۔

۳۔ فصل وہ ہے جو ایک جنس کو اوس کے مشارکت یعنے اور جنس یا نوع سے جدا

کردے۔ فصل مین ایک یا زیادہ صفتین تمیز کے لئے مقرر ہین مثلاً حیوان اگر جنس قرار دیا جائے

جس مین کئی ایک قسم کے جاندار شامل ہین جنمین ایک انسان سمجھو تو اس صورت مین قوت

ناطقہ اوس کی ایک فصل ہے جس کے سبب سے حیوانون من انسان کو حیوان ناطق

کہتے ہین۔ علی ہذا حیوانون کی پرند بھی ایک جنس ہے جس کے پر اور بازو ہین اور

ان پرون اور بازون کی جہت سے پرندون کو اور حیوانون سے تمیز ہوئی پس اسی

نظر سے اون کو فصل کہتے ہین اور اون جاندارون کو جنمین یہ بات ہے پرند بولتے ہین۔

اگر خیال کرین تو معلوم ہوتا ہے کہ نوع جنس اور فصل سے بنتی ہے۔ مثلاً مثلاً حیوان

ایک جنس ہے بخیال جان کے اور اوس کے نیچے پرند ایک نوع ہے اس خیال سے

کہ اوس کے پر ہین۔ پس صاف معلوم ہے کہ نوع پرند دو خیال جنس اور فصل سے بنی

ہے یعنی اوس نوع مین جان ہے اور پر ہین۔

۴۔ عرض کے بیان مین + عرض اوس کو کہتے ہین جو جوہر یعنی ذات سے خارج

ہو۔ مثلاً دم لینا اور بولنا انسان کی ذات سے خارج ہے یعنی انسانیت ان پر

موقوف نہین پس وہ عرضی ہوا۔ جب کوئی صفت یا خاصیت کسی نوع مین پائی جاوے

لیکن اوس کی ذات یعنی ماہیت سے خارج ہے پس اگر ایک نوع کے افراد مین خواہ کُل افراد مین یا بعض مین پائی جاوے تو اوس کو **خاصہ** کہتے ہین۔ اور ایک نوع سے زیادہ مین پائی جاوے تو اوس کو **عرض عام** کہتے ہین مثلاً خاص شان سے کھڑا ہوکر چلنا کہ صرف انسان کے افراد مین پایا جاتا ہے خاصہ ہے لیکن دم لینا سوائے انسان کے اور انواع مین بھی پایا جاتا ہے اس لئے عرض عام ہوا۔

اگر وہ صفت یا خاصیت نوع کی افراد سے جُدا نہو سکے اوسکو **عرض لازم** اور اگر جدا ہو سکے اوسکو **عرض مفارق** کہتے ہین۔ مثال پہلے کی زید کلکتہ مین پیدا ہوا 'پیدا ہونا کلکتہ مین' زید سے جدا ہو نہین سکتا۔ علی ہذا القیاس دم لینا اور کھڑے ہوکر چلنا۔ مثال دوسری عرض مفارق کی۔ جیسا زید چلتا ہے۔ یہ کچھ ضرور نہین کہ زید ہمیشہ چلتا رہے کیونکہ کبھی لیٹا ہو یا بیٹھا ہو۔ عرض کی تقسیم ذیل مین ہے۔

عرض	خاص
	عام
	لازم
	مفارق

۵۔ جنس اور نوع اور فصل اور عرض عام اور خاصہ انکو پانچ کلی کہتے ہین۔ یہ کُلیئین محمول ہونے کی حیثیت رکھتی ہین کیونکہ قضایا مین محمول کا تعلق موضوع سے ظاہر کرتی ہین۔ پس اگر کسی قضیہ مین کوئی عام کلی محمول واقع ہو اور موضوع خاص

کلی ہو تو وہ عام کلی جنس ہوتی ہے مثلاً "انسان حیوان ہے" یہان حیوان جنس ہے۔
اور جب کسی قضیہ مین کوئی عام کلی محمول ہو اور اوسکا موضوع ایک فرد ہو تو وہ کلی
نوع ہوتی ہے جیسے "زید انسان ہے" جب کسی عام کلی سے کہ محمول واقع ہو کوئی
صفت ممیزہ یا جدا کرنیوالی خاصیت لگائی جاوے جس سے موضوع کو تمام اجناس
یا انواع شمولہ محمول سے تمیز ہو جاوے تو محمول کا جز مخصص فصل ہوتا ہے جیسے "انسان
ذیعقل جاندار ہے" یہان "ذیعقل" کا لفظ انسان کو اور جاندارون سے مخصوص کرتا
ہے۔ جب محمول یا اوسکا کوئی جز موضوع کو لازم ہے لیکن اوسکی ذات سے خارج ہی
تو محمول عرض ہوتا ہے مثلاً انسان ہمہ خور ہے۔

جب محمول یا اوسکا کوئی جز موضوع سے اتفاقی تعلق رکھتا ہے تو محمول خاصہ ہوتا ہی
جیسے "زید چلتا ہے" یا "زید کلکتہ مین پیدا ہوا"۔

۱۶۔ کلیون کی نسبت عربی منطقین کی راے چار طرحکی ہے تساوی۔ تباین۔ عموم و
خصوص مطلق۔ عموم وخصوص من وجہ۔ دو کلیون مین تساوی کی نسبت اوسوقت
ہوتی ہے کہ دونون کے مصداق دونون کے افراد ایک ہون مثلاً "انسان" اور
"دانشمند جاندار"+ تباین اوسے کہتے ہین کہ دو کلیون کے مصداق دونون کے افراد
علیحدہ علیحدہ ہون جیسے پتھر اور درخت + عموم وخصوص مطلق وہ ہے کہ ایک کلی عام
ہو اور دوسری خاص۔ جہان خاص کلی صادق آئے اور جو چیز خاص کلی کی فرد ہو

عام کُلّی بھی اوسپر صادق آئے اور وہ چیز اوس عام کُلّی کی بھی فرد ہو مگر اسکا عکس نہین مثلاً "جاندار" اور "انسان"+

عُموم وخصوص من وجہ اوسے کہتے ہین کہ ایک کُلّی دوسری کُلّی کی نسبت ایک حیثیت سے خاص اور دوسری حیثیت سے عام ہو مثلاً جاندار اور سفید رنگ۔

فصل ۴

معرّف کے بیان مین

۱۔ معرّف جسے قول شارح بھی کہتے ہین اسکا بیان چونکہ متعلق الفاظ کے ہے اور اس لحاظ سے جنس نوع فصل وغیرہ سے علاقہ رکھتا ہے اس سبب سے اوسکا جاننا علم منطق مین بہت ضرور ہے۔

مُعرّف کسی لفظ کے حد باندھنے کو کہتے ہین۔ رسالہ شمسیہ مین اس کی تعریف یون ہے۔

"مُعرّف شے کا وہ ہے کہ جب اوسے پہچان لین تو وہ شے پہچان مین آجاوے یا اوس شے کو اوسکے ماسوا سے تمیز ہو جائے"۔

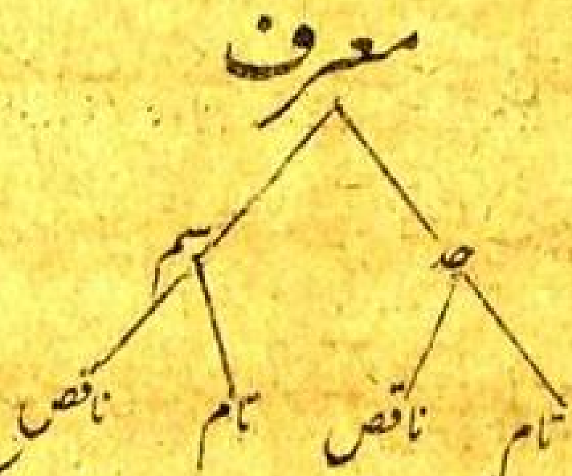
علم منطق مین جب اسکا استعمال الفاظ کے واسطے کیا جاوے تو یہ مراد ہوتی ہے

کہ بیان یا تعریف ہونا اون الفاظ کا اس طور سے کہ اون کو اوردن سے تمیز ہو جاوے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ کی تعریف کسی آسان لفظ سے جسے لوگ خوب سمجھتے ہین کی جاتی ہے مثلاً اگر گدن کی "گینڈے" سے یا "غنم" کی "بکری" سے یا "سفر جل" کی "مرد د" سے۔ یہ بہت ضرور ہے کہ مباحثے مین لفظون کے ٹھیک ٹھیک معنی مقرر کیئے جاوین کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک لفظ کے کوئی کچھ معنی لیتا ہے اور کوئی کچھ اس باعث سے تفرقہ اور غلطی پڑ جاتی ہے۔

۲۔ اکثر منطقین کے نزدیک معرف مین دو باتین پائی جاتی ہین یعنے جنس اور فصل + جنس اور فصل کے ملانے سے معرف بنتا ہے مثلت مثلاً انسان کا معرف حیوان ناطق ہے۔ اب یہان پر حیوان جنس ہے جو فصل ناطق سے ملکر معرف انسان کا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حیوان ناطق جو معرف ہے انسان کی جنس اور فصل سے بنا۔

دوسری مثال۔ بمبئی کا آم ایک آم ہے جو کہ دراصل بمبئی کی طرف سے آیا تھا پس اس جگہ لفظ آم جنس ہے اور لفظ بمبئی اوسکا فصل ہے جو اس آم کو اورونسے تمیز دیتا ہے۔ رسالہ شمسیہ مین معرف کا بیان یون ہے کہ "فرض کیجئے کہ انسان معرف ہی اگر اوسکی تعریف مین کہا جاوے کہ وہ حیوان ناطق ہے تو یہ اوس کی حد تام ہوئی کیونکہ حیوان جنس قریب اور ناطق فصل قریب سے ملکر بنی اور اگر کہا جاوے کہ

وہ ناطق ہے یا جنس ناطق ہے تو یہ اوس کی حد ناقص ہوئی کیونکہ نری فصل قریب یعنی ناطق سے یا جنس بعید یعنی "جسم" اور فصل قریب یعنی "ناطق" دونون سے ملکر بنی ہے - اگر انسان کی تعریف مین کہا جاوے کہ وہ حیوان ضاحک (ہنسنے والا) ہے تو یہ اوس کی رسم تام ہوئی کیونکہ حیوان جنس قریب اور ضاحک خاصہ سے بنی اور اگر اوسکی تعریف مین نرا ضاحک یا جسم ضاحک کہا جاوے تو رسم ناقص ہوئی کیونکہ نرے خاصہ ضاحک یا جنس بعید جسم اور خاصے ضاحک سے ملکر بنی - نقشۂ ذیل سے اسکی تقسیم ناظر کو آشکارا ہوگی -



۳ - جاننا چاہیے کہ معرف خاصکر دو طور پر ہوتا ہے یا تو صرف کسی حقیقی یا فرضی شے کا نام اور معنی بتلاتا یا اوس کی حقیقت کو مفصلاً ظاہر کرتا ہے مثلاً کوئی کہے کہ دوربین ایک آلہ دور کی چیزین دیکھنیکو لئی ہے تو صرف اوسکا نام اور کام معلوم ہوا اور اگر کوئی کہے یہ شیشہ اس طور پر فلانی چیز سے بنی ہے تو اوس کی حقیقت معلوم ہوئی - مثال ایک فرضی چیز کی یہ ہے کہ عنقا ایک جانور دراز گردن ہے جسکا وجود فرضی ہے کیونکہ کسینے اوسے دیکھا نہین ہے اور عنقا اوسے اس سبب سے کہتے ہین کہ طویل العنق یعنی دراز گردن ہوتا ہے - فارسی مین اوسے سیمرغ کہتے ہین

معرّف کے اقسام اور بھی ہین لیکن اون اقسام کا جاننا علم منطق کے جاننے کے واسطے چندان ضروری نہین بخوف طوالت اون کی بحث اس مقام سے چھوڑ دی ہے۔

قواعد معرّف

معرف کے بنانے مین چند قاعدے ہین چنانچہ اونہین مین سے دو قاعدون کا جو نہایت ضرور ہین یہان پر بیان کیا جاتا ہے۔

پہلا۔ ضرور چاہیے کہ معرف تام ہو جسکو بعضے منطقین حد تام بولتے ہین یعنی اپنی کل افراد کو جامع ہو اور غیر کے داخل ہونے کو منع کرے مثلاً اگر کوئی نقد کے معنی یون بتلا دے کہ وہ ایک دہات کی چیز ہے تو یہ تعریف جامع نہین ہے کیونکہ نقد مین کوڑیان بھی داخل ہین حالانکہ وے دھات کی نہین ہین۔ یا اگر کوئی یون بولے کہ نقد ایک چیز ہے جس سے جنس خریدی جاتی ہے تو یہ غیر کو داخل ہونے سے منع نہین کرتا کیونکہ اناج وغیرہ سے بھی اور جنس خریدی جاتی ہے پس اب اس صورت مین غیر افراد بھی اس تعریف مین داخل ہوئے جاتے ہین۔ اس لئے یہ معرف تام نہو گا۔

دوسرا۔ چاہیے کہ معرف اوس چیز سے جس کے معنی بتلانا ہو صاف

ہو ورنہ اوس چیز کی شرح بخوبی ظاہر نہ کریگا اسواسطے اگر ممکن ہو معرف مجازی اور پیچیدہ نہو۔ اگر ان دونون قاعدون پر بخوبی لحاظ رہے تو ہر لفظ کے معنی ایسے صاف رہین گے کہ غلطی و خطا نہ پڑیگی*

اب ہم متوجہ ہوتے ہین طرف بیان تصدیقات کی جو کہ تصورات سے بنتے ہین۔

حصہ دوم

قضیہ

فصل ۱

بیان قضیون کا اور اون کے اقسام

۱۔ جب تصدیق زبان سے صادر ہو تو اوسکو قضیہ کہتے ہین۔ بعضی لوگ قضیہ کی

* رسالہ شمسیہ مین معرف کے قاعدے اس طرح پر ہین ۱۔ یہ درست نہین ہو کہ معرف نفس ماہیت ہو کیونکہ معرف معرف سے پہلے معلوم ہوتا ہو اور کوئی شی اپنی ذات سے پہچانی نہین جاتی ہو ۲۔ نہ معرف ایسا چاہی جو معرف سے عامتر یا خاصتر ہو بلکہ دونون عموم و خصوص مین برابر ہون ۳۔ نہ کسی شے کی تعریف ایسے لفظون سے ہونا چاہیے جو معرفت اور جہالت مین مساوی ہون ۴۔ نہ تعریف شے کی ایسی شے سے ہونا چاہیے کہ وہ بغیر شے اول کے پہچان مین نہین آتی ہے ۵۔ الفاظ وحشی و غریب جس سے سامع مطلب پر نہ پہونچے استعمال نہین کرنا چاہیے۔

تعریف یون لکھتے ہین کہ کئی لفظون سے مرکب ہو اور احتمال جھوٹھ اور سچ کا پایا جاوے

علم منطق مین قضیہ ایک جملہ بیانیہ ہے یعنے وہ ایسا جملہ ہے کہ نہ واسطے سوال نہ امر نہ التجا کے بلکہ صرف واسطے بیان کے ہووے۔

۲۔ قضیہ کئی لفظون سے مرکب ہوتا ہے اور جھوٹھ اور سچ کا احتمال اوسمین پایا جاتا ہے مثلاً یہ "درخت سبز ہے" یہ قضیہ مرکب۔ درخت اور سبز ۔ ہے ہے۔ جسمین لفظ "ہے" کا واسطے نسبت کے آیا ہے۔ قضیہ مین تین جز ہوتے ہین یعنی **موضوع** اور **محمول** اور **نسبت حکمیہ** *

موضوع اوسکو کہتے ہین جس کی نسبت کچھ کہا جاوے خواہ اثبات کے ساتھہ ہو یا نفی کے ساتھہ مثال "یہ درخت سبز ہے" یہان پر درخت موضوع ہے جسکی نسبت کچھہ بیان ہے یعنے کہ وہ "سبز" ہے اور محمول وہ ہے جو موضوع کی نسبت کہا گیا ہو۔ قضیہ مذکور مین لفظ "سبز" کا جو آیا ہے محمول ہے ۔ نسبت حکمی وہ ہے جسکے ذریعے سے موضوع و محمول کے درمیان مین موافقت یا ناموافقت پائی جاتی ہے مثلاً "درخت سبز ہے" یہان پر لفظ "ہے" کا نسبت حکمی پر دلالت کرتا ہے + واضح ہو کہ جو الفاظ

---

* بعض منطقین "موضوع" "محمول" کو محکوم علیہ اور محکوم بہ اور جو لفظ نسبت حکمی پر دلالت کرتا ہے اوسے رابط علیہ کہتے ہین ۔ نحویون کی اصطلاح مین موضوع کو محکوم علیہ اور مسند الیہ اور مبتدا اور محمول کو محکوم بہ اور مسند بہ اور خبر اور نسبت حکمیہ کو اسناد اور جو لفظ اسناد پر دلالت کرتا ہے اوسے حرف ربط کہتے ہین ۔

نسبت حکمیہ پر دلالت کرتے ہین وہ مصدر ہونا سے ہمیشہ ہوتے ہین مگر یہ نہین کہ سب جگہہ ظاہر ہو کیونکہ بعض جگہہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ حکماً ہوتی ہے۔ مثلاً "یہ پرند اوڑجاویگا" اسمین ہونا حکماً پایا جاتا ہے کیونکہ درحقیقت اسکا مطلب یون ہے کہ "پرند کا اوڑنا ہوگا" غور کرنا چاہیے کہ بعض جگہ محمول اور نسبت حکمیہ ایک ہی ہوتی ہین جیسا کہ کوئی کہے کہ "زید جاتا ہے" یہان "جاتا ہے" محمول اور نسبت حکمیہ دونون ہے۔ غرضکہ قضیہ مین تین جز ہوتے ہین یعنی موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ مثلاً "زید عالم ہے" یہانپر زید موضوع اور عالم محمول اور ہے نسبت حکمیہ + مغلون نے ہندوستان مین حکومت کی تھی۔ یہان لفظ "مغلون" کا موضوع اور "حکومت" محمول اور "کی تھی" نسبت حکمیہ۔

اقسام قضیہ

قضیہ کئی طرح پر ہے جسکا سمجھنا علم منطق مین پرضرور ہے۔

۱۔ قضیہ یا مفرد ہوتا ہے یا مرکب + قضیہ مفرد وہ ہے جسکا موضوع اور محمول مفرد ہو مثلاً "لوہا سخت ہے" یہان پر لوہا جو موضوع اور لفظ سخت کا جو محمول ہے دونو مفرد ہین۔

قضیہ مرکب وہ ہے کہ جسمین کم سے کم دو موضوع یا دو محمول ہون یا موضوع اور محمول دونون کم سے کم دو دو ہون۔ اس قضیہ کو جدا جدا کرکے کئی ایک قضیہ

بنا سکتے ہین مثلاً "چوپائے پرند اور کیڑے مکوڑے جاندار ہین" غور کرنا چاہئے کہ دراصل اس قضیہ مین تین موضوع ہین یعنے چوپائے اور پرند اور کیڑے مکوڑے اور تین قضیے بن سکتے ہین مثلاً۔

چوپائے جاندار ہین

پرند جاندار ہین

کیڑے مکوڑے جاندار ہین

مثال دوسری۔ انسان اور فرشتے ذیعقل اور عابد ہین۔ یہان پر موضوع اور محمول دونون دو دو ہین۔ اس قضیہ مرکبہ کو جدا کرکے چار قضیہ مفردہ بنا سکتے ہین مثلاً۔

انسان ذیعقل ہے

انسان عابد ہے

فرشتے ذیعقل ہین

فرشتے عابد ہین

جاننا چاہئے کہ بعضے قضیے ایسے ہین کہ صورت مین مرکب ہین لیکن درحقیقت مرکب نہین مفرد ہین مثلاً "غم اور خوشی آپسمین مخالف ہین" یہ کوئی کہہ نہین سکتا کہ "غم مخالف ہے" یا "خوشی مخالف ہے"۔ اگر چاہین کہ اس قضیہ کے دو قضیے مفردہ بنا دین تو نہین ہوسکتا کیونکہ دراصل وہ مفرد ہے۔

۲۔ قضیہ یا موجبہ ہوگا یا سالبہ۔ قضیہ موجبہ اوسکو کہتے ہین جب موضوع اور محمول کے درمیان موافقت ہو یعنی اونکے بیچ مین نسبت اثبات پائی جاوے مثلاً "برف ٹھنڈا ہے" "ا۔ ب۔ ہے"۔

قضیہ سالبہ وہ ہے جسکے موضوع اور محمول مین ناموافقت ہو یعنی اونکے بیچ مین نسبت نفی پائی جائے مثلاً "آگ ٹھنڈھی نہین ہے" "ا - ب نہین ہے"۔

قضیہ بموجب اپنے نسبت حکمیہ کے موجبہ یا سالبہ ہوتا ہے یعنے جیسا کہ اقرار یا انکار محمول کا موضوع کے واسطے ہو مثلاً "خدا کی حکم کو نہ ماننا گناہ ہے" یہ قضیہ درحقیقت موجبہ ہے کیونکہ لفظ گناہ کا جو محمول ہے موضوع کے اقرار مین آیا ہے انکار مین نہین۔

بعضے سالبون مین علامت نفی کی ایسے موقع پر ہوتی ہے کہ اوسکا سالبہ ہونا بخوبی معلوم نہین ہوتا مثلاً "نہ تمام انسان نہ فرشتے کسیکو گناہ سے پاک کر سکتے ہین" ایسے قضیہ کو معدولہ کہتے ہین۔

یہانپر علامت نفی کی سب سے پہلے آئی اور فعل سے دور ہے۔ اگر یہ قضیہ بموجب عام محاورے کے بولا جاوے تو یون ہو گا "تمام انسان اور فرشتے کسیکو گناہ سے پاک نہین کر سکتے ہین"۔ ایسی قضیون بے ترتیب و پیچیدہ کی مطلب کو سمجھ لینا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر قضیہ دو حال سے خالی نہین یا تو موجبہ ہو گا یا سالبہ ہو گا + قضیون کے ایجاب و سلب کو "کیف قضیہ" کہتے ہین۔

۳ - قضیہ کلیہ ہو گا یا جزیہ ہو گا۔

قضیہ کلیہ وہ ہے جسکا محمول موضوع کے تمام افراد کے اقرار یا انکار مین آوے یعنے

محمول موافقت یا ناموافقت رکھے تمام موضوع سے ۔یا اس طرح پر اوسکا بیان سمجھو
کہ قضیہ کلی مین محمول کل موضوع پر بولا جاوے مثلاً "کل انسان مرنیوالے ہین"۔
یہ قضیہ کلیہ ہے اس لئے کہ لفظ "مرنیوالے" کا جو محمول ہے کل موضوع کے واسطے جو
"انسان" ہے کہا گیا ہے یعنے لفظ "مرنے والے" کا صرف ایک آدمی کے واسطے نہین بلکہ
تمام انسان کے واسطے آیا ہے "کل ا - ب ہے" یہ قضیہ بھی کلیہ ہے ۔ایک اور مثال
دیجاتی ہے "انسان درخت نہین ہے" یہ بھی قضیہ کلیہ ہے کیونکہ یہان پر لفظ درخت
کا تمام موضوع یعنے انسان کے انکار مین آیا "کوئی ا - ب - نہین ہے" - یہ بھی قضیہ
کلیہ ہے - سب تمام ہر ایک کوئی نہین وغیرہ جو لفظ ہین انسے قضیہ کی کلیت
ثابت ہوتی ہے -

جس قضیۂ کلی مین علامت کلیت کی لفظاً موجود نہ ہو اوسکو مہملہ کہتے ہین مثلاً "بھیڑین
چوپایے ہین" اب یہان پر باوجودیکہ علامت کلیت کی موجود نہین پھر بھی صاف
معلوم ہوتا ہے کہ مطلب سب بھیڑون سے ہے -

جھوٹ بولنے والے گنہگار ہین

جانور ذیعقل نہین ہین

یہانپر بھی کلیت سمجھی جاتی ہے اگرچہ ظاہر مین کوئی لفظ نہین ہے - غرض یہ کہ جہان
کلیت کا کوئی لفظ نہ پایا جاوے تو وہانپر صرف مطلب سے سمجھین گے -

قضیہ جزیہ وہ ہے جس کے موضوع کے بعض افراد لئے جائیں یعنی محمول موضوع کے کل افراد کے واسطے نہ آیا ہو بلکہ بعض افراد کے واسطے ۔ مثلا "بعض عیسائی مسیح کے سچے پیرو نہیں ہیں"۔

اس مثال میں چونکہ فقرہ "سچے پیرو" کا جو محمول ہے "بعض عیسائیوں" کے انکار میں جو موضوع واقع ہوا ہے آیا ہے اس سبب سے اس قضیہ کو جزیہ کہتے ہیں + غرضکہ اس جگہہ پر محمول موضوع کے بعض افراد کے انکار میں آیا ہے یعنی سب عیسائیوں کے واسطے نہیں ۔

دوسری مثال ۔ "بہت آدمی بہادر ہیں" "بعض ا ۔ ب ہیں" ۔ یہ بھی قضیئے جزئی ہیں کیونکہ لفظ بہادر کا جو محمول ہے کل انسان کے واسطے صادق نہیں آیا ہے اور اسی طرح محمول ب کل موضوع آ پر دلالت نہیں کرتا غرض ہم دیکھتے ہیں کہ قضیہ جزیہ میں موضوع کے بعض افراد پر دلالت ہوتی ہے خواہ بالاثبات ہو یا بالنفی جزئیت کی علامتیں بعض کچھ وغیرہ ہیں ۔

بعض قضیہ جزیہ بھی مہملہ ہوتے ہیں یعنی لفظ جزیت کے بعض کچھ وغیرہ اونمیں نہیں پائے جاتے ہیں ۔ مثلاً "آدمی شاعر ہوتے ہیں" "ہندو بت پرست ہیں" یہ دونوں قضیئے مہملہ ہیں کیونکہ یہ مطلب نہیں ہو سکتا ہی کہ تمام انسان شاعر ہیں کیونکہ بہتیرے آدمی ایسی ہیں جنکو شعر کہنا نہیں آتا اور ہندوؤں میں بھی ایسے ہیں کہ بت پرست نہیں ہیں ۔

ایسے قضیون کی کلیت یا جزیت صرف مطلب سے معلوم ہوتی ہے قضیہ مُہملہ کی کلیت اور جزئیت کا مقرر کرنا علم منطق کی غرض نہین - اوسکی غرض صرف اتنی ہے کہ جب ہم قضیون کی کلیت اور جزیت قرار دیکر باہمدگر ضرب دین اور پھر ضرب دینے سے جو نتیجہ نکلے اوسکی صحت یا عدم صحت کا تبلانا -

اس موقع پر خیال رکھنا ضرور چاہیے کہ ہر قضیہ یا موجبہ ہوگا یا سالبہ ہوگا اور ہر واحد دونون مین سے یا کلیہ ہوگا یا جزیہ - پس ایک ہی موضوع اور محمول سے ہم چار قضیے بنا سکتے ہین -

موجبہ کلیہ

سالبہ کلیہ

موجبہ جزیہ

سالبہ جزیہ

اب ان چارون صورتون کے واسطے یہ حروف مقرر کیئے جاتے ہین یعنے -

م ک جس سے مراد موجبہ کلیہ	مثلاً کل ا - ب ہے
س ک جس سے مراد سالبہ کلیہ	〃 کوئی ا - ب نہین ہر
م ج جس سے مراد موجبہ جزیہ	〃 بعض ا - ب ہے
س ج جس سے مراد سالبہ جزیہ*	〃 بعض ا - ب نہین ہر

* سر ولیم ہملٹن صاحب نے قضیون کی چار صورتین مذکورہ کے علاوہ چار اور صورتین نکالی ہین جنمین محمول کے حال سے بحث ہوتی ہے یعنے کہ وہ کلی ہے یا جزئی - اس بیان سے آٹھ صورتین ہوجاتی ہین مثلاً -

۴- قضیہ یا حملیہ ہوتا ہے یا شرطیہ

"قضیہ حملیہ مین شرط نہین ہے یعنی اثبات یا نفی بلا شرط پائی جاتی ہے شلاً" انسان مرنیوالا ہے" اور "روح فانی نہین ہے" "ا-ب نہین ہے"

قضیہ شرطیہ وہ ہے جس مین شرط ہو اسکی دو قسمین ہین متصلہ اور منفصلہ

قضیہ متصلہ وہ ہے جس مین صدق دوسرے قضیئے کا اول پر موقوف ہو

شلاً اگر زید دوا کھا سئے تو اچھا ہوجائے گا" "اگر ا-ب ہے تو وہ ج ہے"

موضوع اور محمول دونون م ک = کُل ا- کُل ب ہے-

موضوع م ک اور محمول م ج = کل ا- بعض ب ہے

موضوع و محمول دونون س ک = کوئی ا کوئی ب نہین

موضوع س ک اور محمول م ج = کوئی ا- بعض ب نہین

موضوع م ج اور محمول م ک = بعض ا- کل ب ہے

موضوع محمول دونون م ج = بعض ا- بعض ب ہے

موضوع م ج اور محمول س ک = بعض ا- کوئی ب نہین

موضوع م ج اور محمول س ج = بعض ا- بعض ب نہین ہے

جاننا چاہیے کہ الفاظ کل اور بعض جو موضوع کی کمیت بتاتے ہین محمول کے ساتھ بھی آسکتے ہین + اس نے طریقہ کی تقلید بعض منطقین کلاً یا جزاً کرتے ہین - اس نئے طریق والون کا یہ دعوے ہے کہ اس سے عکس اور کم وکیف اور صورت قیاس بہت آسان اور سادہ ہوجاتی ہے + لیکن اکثر منطقین جنمین بعض بڑے لائق ہین شلاً مل صاحب - وہ یہ کہتے ہین کہ اس سے اور زیادہ پیچیدگی ودقت واقع ہوتی ہے اور بعض اقسام قضایا جو کہ اس تقسیم کی روسے بنتے ہین مطلق استعمال مین نہین آتی ہین اور بعض قضیئے جو کلیت محمول کے عام قاعدون کے مخالف معلوم ہوتے ہین وہ مثنیات مین اور بے ترتیب شمار کی جاتی ہین + اس کی بحث قواعد کم وکیف کے بیان مین لکھین گے +

اِس قضیہ کی کئی صورتین ہوسکتی ہین مثلاً اگر ا۔ب ہے تو ج د ہے+ اگر ا۔ب نہین ہے تو ج د ہے+ اگر ا۔ب نہین ہے تو ج د نہین ہے+ اگر ا۔ب ہے اور ج د ہے تو ر۔س ہے+ اگر ا۔ب ہے تو یا ج د ہے یا ر۔س ہے+ اگر ا۔ب ہے یا ج۔د ہے تو ر۔س ہے وغیرہ۔

قضیہ منفصلہ وہ ہے جسمین حکم بالانفصال پایا جاوے یعنے نہ تو دونون جزو ن قضیہ کا سچا ہونا ممکن ہو نہ جھوٹھا ہونا دونون کا۔ حرف انفصال کا یا ہی مثلاً "زید یا سچا ہے یا جھوٹھا" "یا ب ہے یا ج ہے"۔ اس قضیہ کی کئی صورتین ہوسکتی ہین مثلاً ا۔ب ہے یا ج د ہے+ ا۔ ب ہے یا ج د ہے یا ر۔س ہے+ ا۔یا ب ہی یا ج ہی یا د ہی+ ا۔یا ب یا ج د ہی۔ ا۔ب نہین ہی یا ج۔د نہین ہی۔ ا۔یا ب ہی یا ج د نہین ہے وغیرہ۔

قضیہ { حملیہ / شرطیہ ...... { متصلہ / منفصلہ }}

قضیہ شرطیہ کا بیان آگے چلکر مفصل ہوگا یہان پر قضیہ حملیہ کی مثالین دیجاتی ہین

بیان مادّے کا

یہ موقع اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قضیون کے مادّے کا بیان کیا جاوے*۔ مادہ اوس

* بعض منطقین کی یہ رائے ہے کہ مادّے کا بیان علم منطق کے متعلق نہین ہے لہذا اوسکا بیان اپنی کتابون مین نہین کرتے ہین۔

نسبت کی حقیقت کو جو قضیہ کے جزؤن کے درمیان مین ہے کہتے ہین یعنی مادّے سے
یہ مراد ہے کہ آیا اس قضیہ مین احتمال صدق کا ہے یا کذب کا۔

اگر ہم غور کر کے دیکھین کہ جزؤن کے درمیان نسبت کئی طرح پر ہے تو معلوم ہوتا ہے
کہ صرف تین طرح پر ہے یعنے **ضروری بالایجاب** جو قضیہ موجبون مین ہوتی ہے
نسبت ضروری بالسلب جو قضیہ سالبون مین ہوتی ہے۔ **نسبت**
تساوی جو کہ قضیہ جزیون مین پائی جاتی ہے مثلاً دو لفظ ہون لوہا اور بھاری۔
اب اگر ہم اِن دو لفظون کی اصلیت پر بغور لحاظ کرین تو معلوم ہوتا ہے کہ اِن دونون
کے درمیان نسبت ایجاب بالضرور ہے اور قضیہ یون ہوگا "لوہا بھاری ہے"۔

اور اگر یہ دو لفظ ہون یعنی شکر اور کھٹا اور انکے درمیان نسبت ایجاب دیجاوے
قضیے کا سچا ہونا غیر ممکن ہوگا پس اس سبب سے نسبت سلب کی دیکر یون کہین گے
کہ "شکر کھٹی نہین ہے"۔

اور اگر یہ دو لفظ ہون یعنی آدمی اور عالم۔ ہم دیکھتے ہین کہ اِن دونون کے درمیان
نسبت ایجاب یا سلب کی کلیت کے ساتھ صادق نہین آسکتی ہے یعنے کوئی
نہین کہہ سکتا کہ "سب آدمی عالم ہین" یا "کوئی آدمی عالم نہین" بلکہ اِنکے درمیان مین
نسبت غیر معینہ ہے یعنی یہ مقرر نہین کہ نسبت بالایجاب ہو یا بالسلب جسکے سبب سے
یون کہنا چاہئے کہ "بعض آدمی عالم ہین" یا "بعض آدمی عالم نہین"۔

پس بہ لحاظ مادّے قضیون کے تین قاعدے نکلتے ہین جنکا حال غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یون ہین صادق آتے ہین۔

۱۔ **نسبت ضروری بالایجاب** مین قضیہ موجبہ سب صحیح اور سالبہ سب غلط ہوتے ہین۔

۲۔ **نسبت ضروری بالسلب** مین اوپر کے برعکس یعنے سالبے سب صحیح اور موجبے غلط ہوتے ہین۔

۳۔ **نسبت تساوی** مین قضیہ جزیہ سب صحیح اور کلیہ سب غلط ہوتے ہین۔

مادّے کے سمجھنے کا فایدہ قضیون کی نقیض کے بیان مین چلکر معلوم ہوگا۔

ناظرین کو بیان مجمل مندرجہ ذیل بخوبی ذہن نشین کرلینا چاہیے۔

قضیہ:
- یا مفرد ہوگا یا مرکب
- یا موجبہ ہوگا یا سالبہ
- یا کلیہ ہوگا یا جزیہ
- یا حملیہ ہوگا
- یا
- شرطیہ .... متصلہ / منفصلہ

مادہ نسبت:
- ضروری بالایجاب
- ضروری بالسلب
- تساوی

فصل ۲

بیان کم یعنی کلیت اور جزیت موضوع اور محمول کا

۱- بیان کم یعنی کلیت اور جزیت موضوع اور محمول کا قضیون کے ساتھہ ضرور ہی

جب قضیئے کے موضوع و محمول اپنے تمام افراد کو شامل کرتے ہین تو اون کو کلّی

کہتے ہین اور جب صرف بعض افراد کو شامل کرتے ہین تو اونکو جزئی کہتے ہین مثلاً

مثلاً قضیہ "کل انسان فانی ہین"- اسمین موضوع "کل انسان" کلی ہے زیراکہ اپنے

تمام افراد کو فانی ہونے مین شامل کرتا ہے مگر فانی جو محمول ہے اس قضیہ مین جزئی

ہے کسواسطے کہ صاف ظاہر ہے کہ یہ لفظ اسجگہ اپنے کل افراد پر دلالت نہین کرتا ہے

بلکہ بعض پر یعنی انسان پر اس جہت سے کہ لفظ فانی مین بہت اور مخلوق شامل ہی

انسان تو مخلوق کا صرف ایک جز ہے-

۲- تا وقتیکہ یہی کم یعنی کلیت اور جزیت بخوبی سمجہہ مین نہ آوے علم منطق کو اچھی طرح

استعمال مین نہین لا سکتے ہین چونکہ استعمال علم منطق کا اس ہی پر منحصر ہے لہذا

اوس امر کا جسپر کلیت اور جزیت موقوف ہے صاف و مفصل بیان کیا جاتا ہے

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اسم معین اور مفرد اور اسم جنس ہمیشہ کلیت کا فایدہ

دیتا ہے + اس لئے جس قضیہ مین کسی قسم مذکورہ کا کوئی اسم موضوع واقع ہو تو اوس قضیہ کو کلیّہ کہہ سکتے ہین اور موضوع کلّی ہوتا ہے مثلاً "یعقوب یوحنا سے محبت رکھتا ہے" یا "مجلس برخاست ہوگئی" یا "میرا کتّا سیاہ ہے" ایسے قضیون کو باوجودیکہ اونکا موضوع مفرد ہے کلیہ کہہ سکتے ہین۔ ہل صاحب اس قسم کے قضیہ کو قضیہ مفردہ کہتے ہین۔

ہر قضیہ کا موضوع اور محمول دو حال سے خالی نہین ہوگا یعنے یا تو کلّی ہوگا یا جزئی۔

واضح ہو کہ موضوع کی کلیت اور جزیت قضیہ کی کلّیت اور جزیت پر موقوف ہے مگر محمول کی کلیت اور جزیت قضیہ کے ایجاب وسلب پر موقوف ہے۔ کیفیت اسکے ذیل کی مثالون سے بخوبی معلوم ہوگی۔

قضیہ حملیہ کی چار صورتین ہین یعنے

موجبہ کلیہ (م ک) کل ا ب ہے

سالبہ کلیہ (س ک) کوئی ا ب نہین ہے

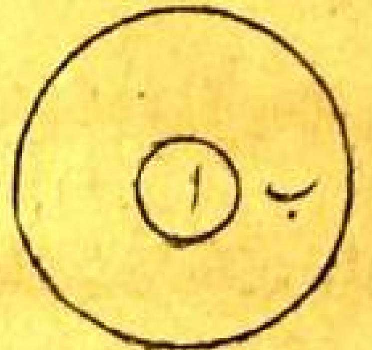
موجبہ جزیہ (م ج) بعض ا ب ہے

سالبہ جزیہ (س ج) بعض ا ب نہین ہے

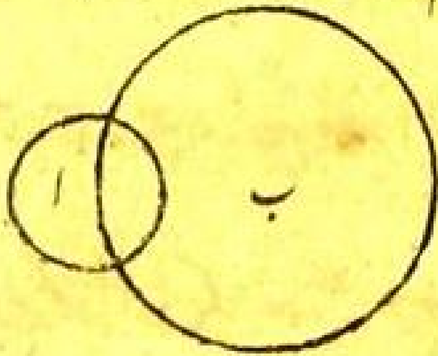
ان چارون قضیون کو اقلیدس کی شکلون سے بھی بیان کرسکتے ہین۔

ہر دایرہ کو ایک قضیہ سمجھو

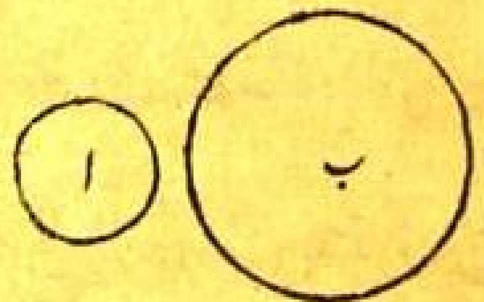
م ک - کل ا - ب ہے



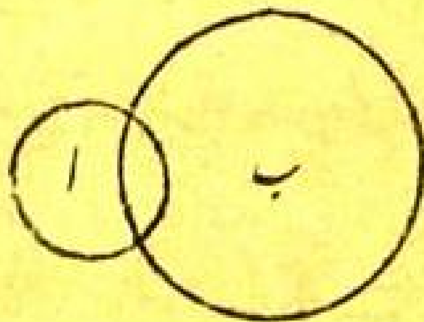
م ج - بعض ا - ب ہے



س ک - کوئی ا - ب نہین ہے



س ج - بعض ا - ب نہین ہے



اگر موضوع کی نسبت ان قضیون پر لحاظ کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ قضیہ کلیہ کا موضوع ہمیشہ کلی ہوتا ہے - یعنے اپنے کل افراد پر دلالت کرتا ہے اور وہ دلالت لفظ کل اور کوئی نہین سے معلوم ہوتی ہے اور دایرونکے دیکھنے سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے پس قانون یہ ہے کہ -

۱ - قضیہ کلیہ کا موضوع کلی ہوتا ہے

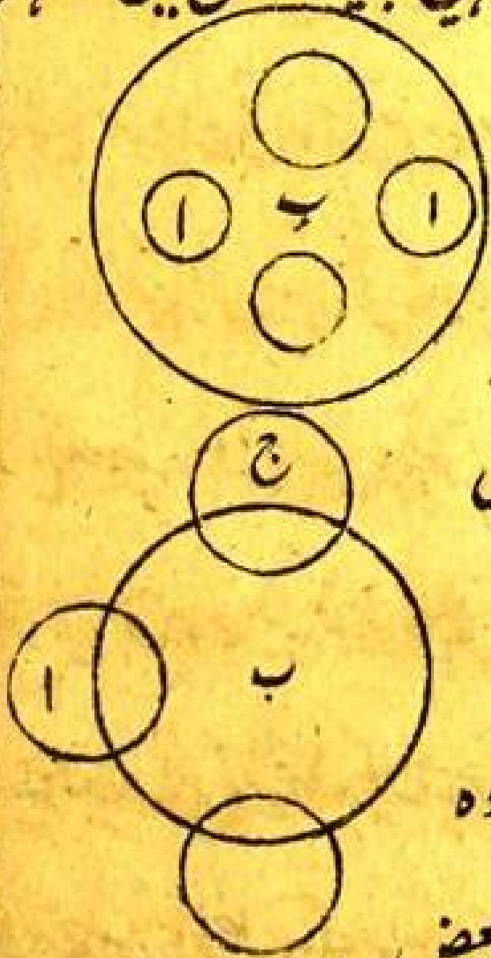
اگر موضوع کی نسبت قضیہ جزیون پر لحاظ کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہو کہ موضوع بھی جزئی ہوتا ہے یعنی فقط اپنے بعض افراد کو بتاتا ہو اور یہ جزیت لفظ "بعض" سے معلوم ہوتی ہے اور دایرہ مرقومہ بالا سے ساری کیفیت اسکی روشن ہے کہ فقط ایک حصہ دایرہ ا - کا - ب مین داخل ہے - پس قانون یہ ٹھہرا کہ -

۲- قضیہ جزیہ کا موضوع ہمیشہ جزئی ہوتا ہی

پس معلوم ہوا کہ کلیت اور جزیت موضوع کی قضیہ کی کلیت اور جزیت پر موقوف ہے۔

اور اگر محمول کی نسبت ان چار قضیہ حملیون پر لحاظ کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ محمول کی کلیت و جزیت موضوع ہی کی مانند ہو کیونکہ محمول کی کلیت و جزیت قضیہ کے ایجاب اور سلب پر موقوف ہے۔

اگر کوئی قضیہ موجبہ کلیہ ہو جیسے "کل انسان فانی ہین" یا کل "ا-ب ہے" تو اس سے یہ دعوی نہین نکلتا کہ اور مخلوقات سوا انسان کے فانی نہین یا سوا-ا-کے اور کوئی چیز-ب-مین نہین ہے-بہت اور مخلوق ہین سوا انسان کے جو فانی ہین اور دایرہ مین سوا-ا-کے جو-ب-مین شامل ہین جیسا کہ شکل ذیل ظاہر ہے-پس صاف ظاہر ہوا کہ کل محمول فانی اور ب کام مین سمجھا نہین آیا یعنی محمول کی کل افراد پر دلالت نہین ہے



اور اگر ہم ان دو قضیون کو جزیہ بنا دین مثلاً "بعض انسان فانی ہین" یا "بعض ا-ب ہے" تو اس صورت مین بھی محمول فانی اور ب جزئی رہتا ہے کیونکہ علاوہ انسانکے بعض اور مخلوق بھی فانی ہین اور علاوہ "ا" کے بعض

اور دائرے ہین کہ دایرہ-ب مین شامل ہین - پس قضیہ کلیہ ہو یا جزیہ قانون یہ رہا کہ

۳- قضیہ موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزیہ محمول اوسکا جزئی ہوتا ہے

بعض قضیئے موجبہ خواہ کلیہ ہون یا جزیہ اس عام قاعدے سے مستثنے ہین- مثلاً ان قضایا مین کہ "تمام آدمی حیوان ناطق ہین" "بعض آدمی شاعر ہین" "بعض حیوان انسان ہین" محمول موضوع سے مساوی الافراد یعنے کلی ہے- ایسے قضیون کو مستثنیات مین شمار کرنا اور عام قاعدون مذکورہ بالا کو صحیح تصور کرنا چاہیئے-

اب اگر ہم قضیہ سالبہ کی طرف خیال کرین خواہ وہ کلی ہو یا جزی محمول اوسکا ہمیشہ کلی ہو گا مثلاً سالبہ کلیہ "کوئی آدمی چڑیا نہین" یا "کوئی ا-ب نہین"- یہان پر غور کرنا چاہیئے (ا) (ب) کہ کل محمول چڑیا پر جب لحاظ ہو تو ہم کہہ سکتے ہین کہ کوئی انسان چڑیون مین نہین ہے- پس اس قضیہ مین محمول "چڑیا" کلی ہوا- علی ہذا القیاس جب کل محمول "ب" پر لحاظ ہو تو ہم کہہ سکتے ہین کہ کچھ حصہ ا- ب مین نہین ہے- پس ہر قضیہ سالبہ کا محمول کلی ہو گا- اسی طرح پر ہر قضیہ سالبہ جزیہ کا بھی- مثلاً سالبہ جزیہ "بعض ا-ب نہین ہے" یہان پر صاف ظاہر (ا) (ب) ہے کہ جبتک کل ب نہ دیکھ لیوین ہم نہین کہ سکتے ہین کہ کچھ ب- اکے اوس حصہ مین نہین جسکا ذکر ہے (ا) (ب) پس سب قضیہ سالبون کے لئے یہ قانون نکلتا ہے کہ-

۴- ہر قضیہ سالبہ کا محمول کلی ہے

اب معلوم ہوا کہ کلیت محمول کی قضیون کے ایجاب و سلب پر موقوف ہے۔

ان باتون کو خوب ذہن نشین کرنا چاہیئے۔

مجموعہ قوانین کلیت و جزیت کا ذیل مین ہے

۱- قضیہ کلیہ کا موضوع کلی ہوتا ہے

۲- قضیہ جزیہ کا موضوع جزئی ہوتا ہے

۳- قضیہ موجبہ کا محمول جزئی ہوتا ہے

۴- قضیہ سالبہ کا محمول کلی ہوتا ہے

اس کتاب کے تیسرے حصہ مین چلکر معلوم ہو گا کہ اس بات کا جاننا کیسا ضروری ہے۔

فصل ۳

عکس کے بیان مین

۱- عکس اوس کو کہتے ہین کہ قضیہ کے موضوع کو محمول کر دین اور محمول کو موضوع مثلاً یہ قضیہ کہ "کوئی انسان فرشتہ نہین ہے" اگر اس کے موضوع کو محمول کر دیا جای تو قضیہ یون ہو گا "کوئی فرشتہ انسان نہین ہے" دوسری مثال "بعض آدمی

نیک ہین" اس کا عکس "بعضے نیک (مخلوق) آدمی ہین"۔

جب کسی قضیہ کا عکس کیا جاوے تو اوسکو **معکوسہ** کہتے ہین اور قبل عکس کے قضیہ کو غیر معکوسہ کہتے ہین۔ عکس اوسوقت درست ہوگا جب قضیہ معکوسہ اور غیر معکوسہ کی حقیقت مین کسی طرحکا فرق نہ واقع ہو۔ پس ایسے عکس کو عکس صحیح کہتے ہین اور اگر کسی اور طرح کیا جاوے تو وہ عکس صرف بظاہر ہوگا نہ یہ کہ حقیقت مین۔

۲۔ عکس تین طور پر ہوتا ہے اور ہر قضیہ کا عکس ان تینون مین سے کسی نہ کسی کے بموجب ہوسکتا ہے۔

اول موضوع کو محمول کرنا اور محمول کو موضوع کرنا اور کسیطرحکا تبدل اور تغیر نکرنا

مثلاً "کوئی اچھا آدمی باغی نہین ہے"
اسکا عکس "کوئی باغی اچھا آدمی نہین ہے"
"بعض خراب عالم ہین"
اسکا عکس "بعض عالم خراب آدمی ہین"

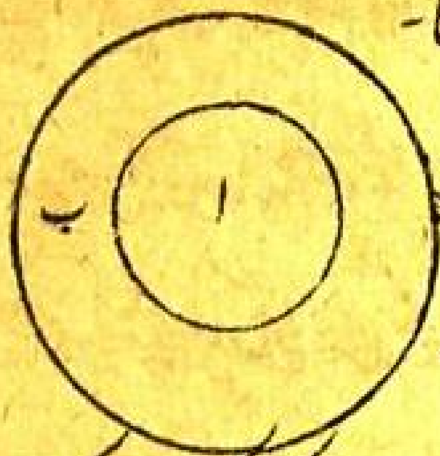
"کوئی ا۔ب نہین ہے" (ا) (ب)
"کوئی ب۔ا نہین ہے" (ب) (ا)

اسکو عکس مستوی کہتے ہین۔

دوم اگر ہم قضیہ حملیہ کی چارون صورتون کا عکس اسی طرح پر بنانا چاہین تو نہین ہوسکتا ہے جیساکہ موجبہ کلیہ۔

"سب گھوڑے چوپائے ہین"

اگر اسکا عکس اوسی طریقے پر بنانا چاہین تو صحیح نہوگا۔



مثلاً اگر کوئی کہے کہ "سب چوپائی گھوڑے ہین" تو صحیح نہین ہے کیونکہ بہت چوپائے گھوڑے نہین ہین + دوسری مثال "سب ا۔ب ہے" اسکا عکس یون نہین ہوسکتا کہ "سب۔ب۔ا ہے" کیونکہ ا۔ کے سوا ب مین بہت اور وسعت ہے پس اسواسطے کہ موجبہ کلیہ کے اصلی معنون مین فرق نہ آوے اوسکا عکس موجبہ جزیہ ہوگا مثلاً۔

"بعض چوپائے گھوڑے ہین"

"بعض ب۔ا ہے"

پس عام قاعدہ یہ ٹھہرا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزیہ آتا ہے یعنے صرف کلیت اور جزیت مین فرق آجاتا ہے + اسکو بھی عکس مستوی کہتے ہین۔

جاننا چاہئے کہ جس موقع پر موجبہ کلیہ کا محمول عام قاعدے کے خلاف کلی ہوتا ہے (دیکھو صفحہ ۴۹) قضیہ کا عکس کلی آویگا۔

سیوم۔ اگر ہم چاہین کہ سالبہ جزیہ کا عکس ان دونون مین سے کسیکے بموجب بناوین تو صحیح نہوگا۔ یہانپر ایک دقت ہے۔ اگر ہم یون بولین کہ۔

"بعض چوپائے گھوڑے نہین ہین"

تو اسکا عکس یون نہین ہوسکتا ہے کہ۔

"بعض گھوڑے چوپائے نہین ہین"

کیونکہ یہ صحیح نہین ہے اور اگر سالبہ کلیہ بناوین مثلاً "سب گھوڑے چوپائی نہین

ہین' تو بھی درست نہوگا- اس لئے بعض منطقین کہتے ہین کہ سالبہ جزیہ کا عکس نہین ہو سکتا ہے-

تاہم اسکا ایک طرحکا عکس ہو سکتا ہے- اگر ہم حرف نفی کو نسبت حکمیہ سے الگ کر کے اوسکو محمول کا ایک جز کردین تو اس صورت مین قضیہ موجبہ جزیہ ہو جایگا اور اسکا عکس ہو جایگا مثلاً-

"بعض چوپائے گھوڑے نہین ہین"

اب حرف نفی کو نسبت حکمیہ سے الگ کر کے محمول کا جز بنانا چاہیئے یعنے-

"بعض چوپائے نہ گھوڑے (یعنے غیر اسپ) ہین"

اسکا عکس یون ہوگا کہ-

"بعض غیر اسپ چوپائے ہین"

یعنی بعض جانور جو گھوڑے نہین ہین چوپائے ہین- دوسری مثال اسکی-

"بعض آدمی شاعر نہین ہ"

اسکا عکس یون نہوگا کہ-

"بعض شاعر آدمی نہین ہین"

لیکن اگر حرف نفی محمول کا جز ہو جائے اوس صورت مین اوسکا عکس ہو جایگا جیسا کہ-

"بعض غیر شاعر آدمی ہین"

اسکو عکس نقیض کہتے ہین-

۳۳ غرضکہ عکس تین طور پر ہوتا یعنے دو طرحکے عکس مستوی اور ایک عکس نقیض ہی جنکے ذریعہ سے ہر قضیہ کا عکس ہو سکتا ہے- قضیہ کے عکس کرنیکے طریقے جو ہین او ...

اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہو کہ موضوع و محمول جزئی بعد عکس کے بھی جزئی رہتا ہو مثلاً

"سب گھوڑے چوپائے ہین"

اسکا محمول "چوپائے" جو ہے جزئی ہے کسواسطے کہ قضیہ موجبہ کا محمول کلیہ نہین ہوتا

ہے پس اگر عکس کیا جاوے تو یون ہوگا۔

"بعض چوپائے گھوڑے ہین"

اور عام قاعدہ یہ ٹہرا کہ۔

جو موضوع یا محمول کہ جزئی ہے بعد عکس کے بھی جزئی رہتا ہے۔

اقسام عکس { ۱- عکس مستوی
۲- عکس نقیض

فصل ۴

نقیض کے بیان مین

۱- نقیض اوس کو کہتے ہین کہ دو قضیون کا موضوع و محمول ایک ہی رہی مگر کلیت

و جزئیت یا ایجاب و سلب (یعنی کم و کیف) یا دونو مین اختلاف ہو مثلاً۔

۱- اگر اول قضیہ موجبہ کلیہ ہو تو دوسرا اوسکی نقیض سالبہ کلیہ ہو یا جزئیہ جیسے

سب ا- ب ہے۔

نقیض { سب ا- ب نہین ہے
بعض ا- ب نہین ہے

۲- اگر اول قضیہ موجبہ کلیہ یا جزئیہ ہو اوسکی نقیض سالبہ کلیہ ہو مثلاً۔

سب ا- ب ہے
بعض ا- ب ہے } نقیض - کوئی ا- ب نہین ہے

۳۔ اگر اول قضیہ موجبہ کلیہ ہو تو اوسکی نقیض موجبہ جزیہ ہو مثلاً سب ا۔ب ہے

نقیض بعض ا۔ب ہے۔

۴۔ اگر اول قضیہ سالبہ کلیہ ہو تو اوسکی نقیض سالبہ جزیہ ہے۔کوئی ا۔ب نہین

ہے۔ نقیض بعض ا۔ب نہین ہے۔

قضیہ حملیہ کی چار صورتین ہین یعنی موجبہ کلیہ اور موجبہ جزیہ اور سالبہ کلیہ اور

سالبہ جزیہ پس چونکہ ان چارون مین سے کوئی دو مقابلے مین ہوسکتے ہین اس سے

یہ ظاہر ہے کہ موضوع ومحمول کی نقیض چار طرح پر ہوتی ہے۔

پہلے۔ دو کلیئے فقط ایجاب وسلب مین تناقص ہون مثال۔

سب ا۔ب ہے

نقیض کوئی ا۔ب نہین ہے

دوسرے۔ دو جزئے صرف ایجاب وسلب مین متناقص ہون۔

مثال بعض ا۔ب ہے

نقیض۔ بعض ا۔ب نہین ہے

تیسرے۔ دو قضیئے ایجاب وسلب مین موافق ہون مگر کلیت وجزیت مین

تناقض ہون مگر ایسی نقیض حالانکہ حقیقی نہین ہے پھر بھی ایک طرح کا تناقض اسمین

پایا جاتا ہے۔

مثال۔ سب ا۔ب ہے	مثال۔ کوئی ا۔ب نہین ہے
نقیض۔ بعض ا۔ب ہے	نقیض۔ بعض ا۔ب نہین ہے

چوتھے۔ دو قضیئے ایجاب وسلب اور کلیت اور جزیت دونون مین تناقض ہون۔

مثلاً سب ا۔ ب ہے

نقیض بعض ا۔ ب نہین ہے

یا کوئی ا۔ ب نہین ہے

نقیض بعض ا۔ ب ہے

غرضکہ مختصر بیان یون ہے کہ۔

م ک اور س ک متناقض

م ج اور س ج متناقض

م ک اور م ج متناقض

س ک اور س ج متناقض

ان چارون قسم کی نقیض کی شکل ذیل مین مسطور ہے۔



۲۔ بحث مادے مین صدق و کذب قضیون کا جو بیان ہو چکا ہے اگر یاد ہو اور شکل

مذکورہ بالا پر بھی لحاظ رہے تو معلوم ہو گا کہ۔

اگر ایک کلیۂ صادق ہے دوسرا ضرور کاذب ہے۔

اگر ایک کلیہ کاذب ہے تو ممکن ہے کہ دوسرا بھی کاذب ہو۔

اگر ایک جزیہ کاذب ہے تو دوسرا ضرور صادق ہے۔

اگر ایک جزیہ صادق ہے تو ممکن ہے کہ دوسرا بھی صادق ہو۔

اگر دو موجبون یا سالبون کے بیچ مین کلی صادق ہے تو جزئی بھی ضرور صادق ہی

اگر دو موجبون یا دو سالبون کے بیچ مین جزئی صادق ہو تو کچھ ضرور نہین کہ کلی بھی صادق ہو۔

اگر دو موجبون یا سالبون کے بیچ مین جزئی کاذب ہو تو کلی بھی ضرور کاذب ہوگا۔

اگر دو قضیئے کلیت و جزیت ایجاب و سلب مین تناقض ہون تو اگر ایک صادق یا کاذب ہوگا دوسرا خلاف اوسکے ہوگا۔

تین قاعدہ ذیل کل بیان مذکورہ کو جامع ہین۔

پہلے دو کلیون کا کاذب ہونا ممکن لیکن دونون کا صادق ہونا غیر ممکن ہی

دوسرے دو جزیون کا صادق ہونا ممکن لیکن کاذب ہونا غیر ممکن ہے

تیسرے ان دو قضیون مین جو مختلف ہون ایجاب و سلب اور کلیت و جزیت مین اگر ایک صادق یا کاذب ہو تو دوسرا اوسکے خلاف ہوگا۔

نقیض کی بحث مین جو قاعدے معلوم ہوئے اون کو خوب ذہن نشین کرنا چاہئے کیونکہ انہی کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قضیہ کا صادق یا کاذب ہونا دوسرے پر کسطرح موقوف ہے

قضیہ کا مجمل بیان

منطق کا دوسرا حصہ تمام ہوا۔ اب بہتر ہے کہ پھر قضیون کا بیان یاد داشت کے واسطے مجملاً لکھا جائے۔

۱۔ جب تصدیق بذریعہ لفظ کے ظاہر ہوا وسکو قضیہ کہتے ہین۔

۲۔ قضیون مین تین جز ہوتے ہین یعنی موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ

۳۔ اقسام قضیہ
- مفرد ہو یا مرکب
- موجبہ ہو یا سالبہ
- کلیہ ہو یا جزیہ
- حملیہ ہو یا شرطیہ ...... متصلہ / منفصلہ

۴۔ قضیون مین نسبت تین طور پر ہے یعنی
- نسبت ضروری بالایجاب موجبون مین
- ضروری بالسلب سالبون مین
- مساوات جزیون مین

۵۔ قواعد نسبت

پہلے۔ نسبت ضروری بالایجاب مین قضیہ موجبے سب صحیح اور سالبے سب غلط ہوتے ہین۔

دوسرے۔ نسبت ضروری بالسلب مین قضیئہ سالبے سب صحیح اور موجبے غلط۔

تیسرے ۔ نسبت تساوی مین قضیئے جزئے سب صحیح اور کلیئے غلط ۔

۶۔ موضوع ومحمول اگر اپنے تمام افراد پر دلالت کرین کلی ہین اور اگر بعض افراد پر تو جزئی ہین ۔

۷۔ قواعد کلیت وجزئیت کے ۔

پہلا ۔ قضیہ کلیہ کا موضوع کلی ہوتا ہے ۔

دوسرا ۔ قضیہ جزیہ کا موضوع جزئی ہوتا ہے ۔

تیسرا ۔ قضیہ سالبہ کا محمول کلی ہوتا ہے ۔

چوتھا ۔ قضیہ موجبہ کا محمول جزئی ہوتا ہے *

۸۔ عکس اوسکو کہتے ہین کہ قضیہ کے موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کرنا ۔

۹۔ عکس صحیح وہ ہے جسمین اصل قضیہ کے معنی سے اختلاف نہو ۔

۱۰۔ عکس دو طرح پر ہوتا ہے ۔

عکس { مستوی / نقیض

۲۔ قاعدہ عکس کا یون ہے ۔

جو موضوع یا محمول کہ جزئی ہے بعد عکس کے بھی جزئی رہے ۔

۱۲۔ نقیض اوس کو کہتے ہین کہ دو قضیون کا موضوع ومحمول ایک ہی رہے

* سوائے چند مستثنیات کے دیکھو صفحہ ۴۹ ۔

مگر کلّیت و جزیت یا ایجاب و سلب یا دونون مین اختلاف ہو۔

۱۳۔ نقیض چار طرح پر ہوتا ہے۔

م ک	نقیض	س ک
م ج	"	س ج
م ک	"	م ج
س ک	"	س ج

۱۴۔ نقیض کے قواعد۔

پہلے دو کلیّون کا کاذب ہونا ممکن لیکن صادق ہونا غیر ممکن۔

دوسرے دو جزیون کا صادق ہونا ممکن لیکن کاذب ہونا غیر ممکن۔

تیسرے اون دو قضیون مین جو مختلف ہین ایجاب و سلب اور کلّیت و جزیت مین اگر ایک صادق یا کاذب ہو تو دوسرا اوسکے خلاف ہوگا۔

اب علم منطق کا تیسرا حصہ جسمین بحث دلیل کی ہے شروع ہوگا

حصّہ ۳

فصل ۱۔

دلیل یعنی حجّت کے بیان مین

۱۔ تیسرا امر جس سے علم منطق متعلق ہے دلیل یعنی حجت ہے۔ دلیل اوس

سوچ کو کہتے ہین جو ایسے یقینی مقدمات سے مرکب ہو جنسے نتیجہ یقینی نکلے مثلاً۔

جس چیز مین کسی طرح کی کاریگری پائی جاتی ہے اوسکا بنانے والا ضرور ہے۔

خلقت مین کاریگری پائی جاتی ہے۔

پس۔ خلقت کا کوئی بنانے والا ضرور ہے۔

دلیل مین دو باتین ہوتی ہین یعنی دال اور مدلول

دال وہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور اوس نتیجے کو مدلول کہتے ہین۔ مثال مذکورہ بالا مین پہلے دو مقدمون کو دال کہین گے اور تیسرا جو اون دونون سے حاصل ہوا مدلول ہے۔

دال اور مدلول جیسا کہ اس مثال سے معلوم ہوتا ہے قضیے ہین۔ قضیہ دال یقینی ہوتے ہین اور اون سے ایک یا ایک سے زیادہ قضیے یقینی حاصل ہوتے ہین اور وہ جو حاصل ہوتے ہین اونکو مدلول یا نتیجہ کہتے ہین۔

علم منطق سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ نتیجہ یقینیہ بذریعہ مقدمات یقینیہ کے کسطرح پر نکالنا چاہیئے۔

۲۔ جو حجت بترتیب کامل بموجب علم منطق کے بیان کیجاوے اوسکو قیاس کہتے ہین۔

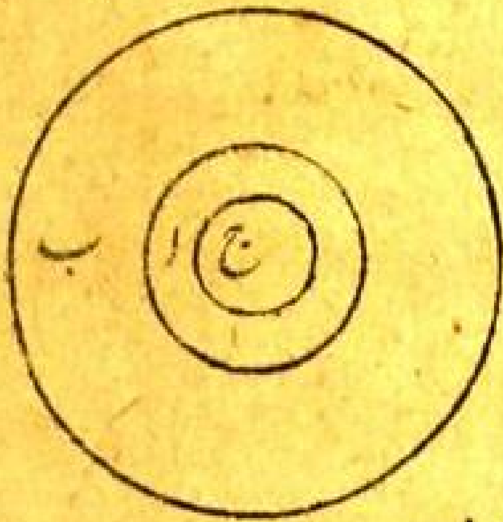
قیاس مین قضیے اس ترتیب پر ہوتے ہین کہ نتیجہ خود بخود حاصل ہوتا ہے۔ بغیر سمجھنے موضوع اور محمول کے مثلاً۔

ا۔ ب ہے

ج ا ہے

پس۔ ج ب ہے

یہ صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ ان حرفوں سے کوئی مطلب نہین معلوم ہوتا ہے مگر تاہم نتیجہ یوہین نکلتا ہے چنانچہ اسکی کیفیت شکل ذیل سے بخوبی ظاہر ہے۔



ا۔ ب مین شامل ہے

ج ا مین شامل ہے

پس ج ب مین شامل ہے

مثال دوسری۔ سب انسان فانی ہین
زید امر بکر انسان ہین
پس۔ زید امر بکر فانی ہین

قیاس مرکب ہوتا ہے کُل تین قضیون سے جس مین پہلے کو کبریٰ اور دوسرے کو صغریٰ اور تیسرے کو نتیجہ کہتے ہین۔ پہلے دو مقدمات کہلاتے ہین*

۳۔ بیان ہوا کہ ہر قضیہ مین تین جز یعنی موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ ہوتے ہین یاد رکھنا چاہئے کہ ہر قیاس مین تین جز ہوتے ہین یعنی اکبر اور اصغر اور حد اوسط۔ اکبر اس سبب سے کہتے ہین کہ وہ کبریٰ مین ہوتا ہے اور اصغر اس سبب سے کہتے ہین کہ صغریٰ مین ہوتا ہے۔ حد اوسط کو جو کبریٰ اور صغریٰ دونون مین پائی جاتی ہے

* عربی منطقین ترتیب قیاس مین صغریٰ کو اول اور کبریٰ کو اوسکے نیچے رکھتے ہین۔ اس سے نتیجہ نکالنے مین کچھ فرق نہین آتا۔

عربی منطقین فقط دو مقدمون یعنے صغریٰ و کبریٰ کے اس طرح ترتیب دینے کو کہ نتیجہ نکل آوے قیاس کہتے ہین۔

حد اوسط اس سبب سے کہتے ہین کہ گویا وہ اکبر اور اصغر کے درمیان مین اونکی نسبت بتلانے کا ایک واسطہ ہے۔ پس اس طرحپر حد اوسط سے نتیجہ مین اگر معلوم ہوتا ہے کہ اکبر اور اصغر کے بیچ مین موافقت ہے یا ناموافقت۔

غرضکہ قیاس بولتے ہین دو تصورون (اکبر و اصغر) کو تیسرے کے (حد اوسط) ساتھہ ملانی کو تاکہ معلوم ہوجاوے کہ ان دو تصورون مین موافقت ہی یا نہین مثلاً کوئی سوال ہو کہ فلانی چیز زہر ہے کہ نہین۔ اب یہان پہ تیسری چیز سے جیسے سنکھیا جسکو ہم جانتے ہین کہ زہر ہے اوس شے کو جسکا ذکر ہے ملائین گے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ یہ شے بھی زہر ہے کہ نہین۔ اگر معلوم ہوجاوے کہ یہ شے سنکھیا سے موافقت رکھتی ہے تو معلوم ہوا کہ زہر ہے۔ پس قیاس یون ہوگا۔

سنکھیا زہر ہے
یہ شے سنکھیا ہے
پس...... یہ شے زہر ہے

واضح ہو کہ نتیجہ کا موضوع اصغر اور محمول اکبر ہوتا ہے۔

۴۔ چند مثالین قیاس کی بالتفصیل ذیل مین اس مقصد کیواسطے مندرج کیجاتی ہین کہ مشق ٹہرے۔

قیاس

اپنے نفع کے واسطے غیر کا نقصان تکنا گناہ ہے۔
جوے مین ایسا نفع ہے جس کی بدولت غیرون کا نقصان تکا جاتا ہے۔
پس جوا گناہ ہے۔

یہان پر تین قضیئے ہین اول کبری دوسرا صغری تیسرا نتیجہ - اور ہر قضیہ مین موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ جو ان دونون کے درمیان ایک واسطہ ہے ہوتی ہے پہلے قضیئے یعنے کبری مین "اپنے نفع کے واسطے غیرونکا نقصان تکنے" موضوع ہے اور "گناہ" محمول + دوسرے قضیہ یعنی صغری مین "جو" موضوع ہے اور "اپنے نفع کیواسطے غیرون کا نقصان تکنا" محمول ہی پچھلے قضیئے یعنے نتیجے مین "جو" موضوع اور "گناہ" محمول ہے -

دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس قیاس مین صرف تین جز ہین پہلے "اپنے نفع کیواسطے غیرونکا نقصان تکنا" دوسرا "گناہ" تیسرا "جو" - "اپنے نفع کے واسطے غیرونکا نقصان تکنا" حد اوسط ہے جس سے دو اور جز جو ہین ملائے جاتے ہین - کبری مین گناہ اکبر ہے اور صغری مین "جو" اصغر ہے اور نتیجے مین "جو" جو اصغر ہے موضوع ہے اور نتیجے مین گناہ جو اکبر ہے محمول ہے جیساکہ نتیجہ مین ہمیشہ ہونا چاہیئے -

قیاس

سب خونی واجب القتل ہین
نانا راو خونی تھا
پس نانا راو واجب القتل تھا

دیکھو یہان تین قضیئے ہین جنمین پہلا کبری دوسرا صغری اور تیسرا یعنے اخیر کا نتیجہ ہے - ہر قضیہ کا موضوع اور محمول جدا ہے مگر تاہم حقیقتاً قیاس مین فقط تین جز ہوتی ہین جیساکہ اس مثال سے ظاہر ہے کہ پہلا حد اوسط "خونی" دوسرا اکبر "واجب القتل"

اور تیسرا اصغر ناہارا وہ ہے + نتیجہ کا موضوع اصغر ہے اور محمول اکبر ہے

مثال تیسری

طمع گناہ ہے
گناہ کا انجام دوزخ ہے
پس طمع کا انجام دوزخ ہے

اس مثال مین "گناہ" حدادسط اور "طمع" اصغر اور "انجام دوزخ" اکبر ہے۔

مثال چوتھی

حداوسط
(جس مسئلہ مین خدا کی بے تمیزی پائی جاتی ہے) (رد کرنا چاہیئے)
اصغر حداوسط
(قسمت کے مسئلہ مین) (خدا کی بے تمیزی پائی جاتی ہے)
اصغر
پس (قسمت کے مسئلے کو) (رد کرنا چاہیئے)

۵- جاننا چاہیئے کہ ہر دلیل یا حجت بہ صورت قیاس ہو سکتی ہی مگر کچھ ضرور نہین کہ جو دلیل بعینہ اسی صورت پر کیجائے تو صحیح ہو ورنہ نہین لیکن یہ ہی کہ دلیل اگر صحیح ہو تو اس صورت پر بیان ہو سکتی ہے۔ مثلاً کوئی انکار کرے کہ خلقت کا کوئی خالق نہین ہے اور ایک کہے کہ ہے اور دعوی کرنے والا خدا کے وجود کی چند مثالین اس امر کی صحت مین پیش کرے کہ دنیا مین کوئی چیز خالی از حکمت نہین ہی۔ پس یہہ ثبوت کامل اور دلیل صحیح ہے حالانکہ بصورت قیاس نہین کیونکہ ایک بات رہ گئی یعنی جس چیز مین حکمت پائی جاتی ہے اوسکا حاکم ضرور ہوگا۔

اب اگر یہہ دلیل پوری بیان کیجاوی اور بہ ترتیب قیاس لکھی جاوی تو یون ہوگی

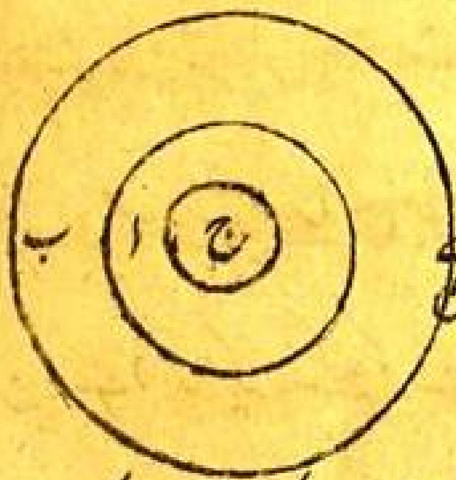
جس چیز مین کچھ حکمت پائی جاتی ہے اوسکا حکیم ضرور ہوگا۔
خلقت مین طرح طرح کی حکمت پائی جاتی ہے۔
پس خلقت کا حکیم ضرور ہوگا۔

معلوم کرنا چاہیے کہ قیاس دلیل سے صدق و کذب کے پرکھنے کی کسوٹی ہے۔

۶۔ بناے قیاس ارسطاطالیس کے قول پر ہے اور وہ قول یہ ہے کہ۔

"جو کچھ کسی کلی کی نسبت کہا جاوے او سکے سب افراد پر بھی صادق آوے گا"

اسکا مفصل بیان یون ہے کہ اگر کسی کلی یا جنس کی نسبت کچھ کہا جائے خواہ ایجاب کے ساتھہ یا سلب کے ساتھہ اور یہ دیکھا جاوے کہ اس کلی یا جنس مین فلانی فلانی فرد داخل ہے تو اس صورت مین جو کچھ اس کلی یا جنس کی نسبت کہا گیا ہے وہ اوس چیز یا فرد کی نسبت جو اوسمین داخل ہی کہا جاوے مثلاً اگر کوئی کہے کہ۔



سب ا۔ ب مین شامل ہے اور معلوم کرے کہ
سب ج۔ ا مین داخل ہے تو وہ کہہ سکتا ہی کہ سب ج ب مین شامل ہے

غرض یہ کہ جو کچھ کسی کلی کی نسبت کہا جاوے اوسکے کل افراد کی نسبت کہا جاوی یہ قانون بہت صاف و صحیح ہے۔ اگر ہم کسی کلی کی نسبت کچھ بولین پھر بعد اسکے ثابت کرین کہ فلانی چیز اس کلی مین داخل ہے تو البتہ اوس چیز کی نسبت بھی ویسطرح کہنا واجب ہوگا۔

خیال رکھنا چاہیئے کہ یہی کلّی قیاس مین حدّ اوسط ہوتی ہے۔

۷-ہر قیاس صحیح موافق چند قواعد مقرر کے ہوتا ہے۔یہ بیان ہو چکا ہے کہ ہر قیاس مین تین جز ہین یعنی اکبر اصغر اور حد اوسط۔جس سے اکبر اور اصغر کو ملاتے ہین۔

قیاس کے قانون بدیہی*

۱-اگر دو جز کسی تیسرے جز کے مطابق ہون تو اپس مین مطابق ہین۔

۲-اگر ایک جز مطابق اور دوسرا جز غیر مطابق ہو کسی تیسرے جز کے تو یہ دونون باہم غیر مطابق ہین۔

تیسرے جز سے مراد حد اوسط ہے۔

ان دو قانون بدیہی سے چند ایسے قواعد نکلتے ہین جنسے قیاس کی صحت بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔

پہلا قاعدہ-جس قیاس مین کبریٰ اور صغریٰ موجبہ ہین نتیجہ بھی موجبہ ہوگا یہ قاعدہ پہلے قانون سے نکلتا ہے کیونکہ اگر کبریٰ موجبہ ہو یعنی اکبر حد اوسط سے مطابق ہو اور صغریٰ بھی موجبہ ہو یعنے اصغر مطابق ہو حد اوسط کے تو صاف ظاہر ہے کہ نتیجہ بھی جسکے دونون جز ایک دوسرے کے مقابل ہین ضرور موجبہ ہوگا یعنی دونون جز موافق ہونگے زیرا کہ یہ دونون مطابق ہو چکے ہین تیسری جز یعنی حد اوسط کی مثلت مثلاً اگر ہم کہین کہ

* بدیہی وہ ہے کہ بغیر فکر دتامل سمجھ مین آجائے۔

"سب ذیعقل خدا کی اطاعت کرنے کو پیدا ہوئے ہین" (کبریٰ)
"فرشتے ذیعقل ہین" (صغریٰ)
پس نتیجہ مین یہی کہنا پڑیگا کہ

"فرشتے خدا کی اطاعت کرنے کو پیدا ہوئے ہین" (نتیجہ)

اب یہان پر خدا کی اطاعت کرنیکو اور "فرشتے" یہ دونون جز مطابق تیسری جز "ذیعقل" کے ہین اس سبب سے نتیجے مین مطابق ہین۔

دوسرا قاعدہ۔ اگر کبریٰ اور صغریٰ مین ایک سالبہ ہو تو نتیجہ ضرور سالبہ ہوگا۔ یہ قاعدہ دوسرے قانون بدیہی سے نکلتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کبریٰ اور صغریٰ مین سے کسیکا ایک جز اگر حدا وسط سے موافقت رکھے یعنے منسوب بالایجاب ہو اور دوسرے کا ایک جز حدا وسط کے غیر مطابق ہو یعنے منسوب بالسلب ہو تو اس صورت مین یعنے جبکہ ایک مطابق اور دوسرا غیر مطابق حدا وسط کے ہے آپس مین بھی کسی طرح مطابقت نہوگی پس نتیجہ سالبہ نکلے گا جیسا مثال سے ظاہر ہے۔

نیک لوگ جھوٹ بولنے والے نہین ہین
وے جو بہشت کو جاتے ہین نیک ہوتے ہین
پس وے جو بہشت کو جاتے ہین جھوٹے نہین ہین

اس مثال مین کبریٰ سالبہ ہے یعنے جزء اکبر "جھوٹھ بولنے والے" مطابقت نہین رکھتا ہے "نیک لوگ" سے جو حدا وسط پڑا ہے۔ صغریٰ موجبہ ہے یعنے فقرہ "وے جو بہشت کو جاتے ہین" جو جزء اصغر ہے مطابق ہے حدا وسط کے پس بموجب

دوسرے قاعدے کے نتیجے سالبہ نکلتا ہے ''نے وُے جو بہشت کو جاتے جھوٹھے نہین ہین''۔

تیسرا قاعدہ۔ اگر کبریٰ اور صغریٰ دونون سالبے ہون تو کچھہ نتیجہ نہ نکلے گا۔ مثلاً۔

زید محنتی طالب علم نہین ہے
عمر محنتی طالب علم نہین

اس سے کچھہ نتیجہ نہین نکلتا۔

دوسری مثال

ا۔ ب نہین
ج۔ ب نہین

(ا) (ب) (ج)

ان دونون کے درمیان یعنی آ۔ اور ج۔ کی کچھہ نسبت نہین معلوم ہوتی ہر کہ نتیجہ نکلے۔ پہلی مثال مین یہ کہنے کا موقع نہین کہ زید عمر نہین کیونکہ اگرچہ فی الواقع یہ سچ ہے مگر یہان کبریٰ اور صغریٰ سے نہین نکلتا اس سبب سے کہ قیاس ایک ایسا بیان ہے جس مین دو جز بذریعۂ حد اوسط ملائے جاتے ہین اور کم از کم ایک جز ضرور حد اوسط سے مطابق ہونا چاہیئے ورنہ کسی طرح مطابقت ان دونون جزونکی نہوگی + ہمین یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ ان دونون یعنے اکبر اور اصغر کے درمیان کیا نسبت ہے لیکن اکبر اور اصغر کے درمیان کچھہ نسبت معلوم نہین ہوسکتی ہے تا وقتیکہ ان دونون مین سے کم سے کم ایک جز مطابق حد اوسط جو اون کو باہم یگیر

ملانے یا ناپنے کے لئے ایک پیمانہ ہے نہو۔ مثلاً اگر دو پتھر ہون اور ہم دریافت کرنا
چاہین کہ یہ دونون بہ اعتبار وزن کے کیا نسبت آپس مین رکھتے ہین اور اوسوقت
مین کوئی باٹ ایسا موجود نہو جس سے دونون کو تول سکین تو اون دونون کے درمیان
کیا نسبت معلوم ہوگی پس اگر ہم کہین +

زید محنتی طالب علم نہین ہے
عمر محنتی طالب علم نہین ہے

تو اس صورت مین زید اور عمر کے درمیان کچھ نسبت معلوم نہین یعنی یہ نہین معلوم
ہے کہ زید عمر سے بڑا ہے یا عقلمند ہے یا نہین یا اچھا ہی یا برا۔ مگر ایک قضیہ اگر موجبہ ہو مثلاً۔

زید محنتی طالب علم نہین ہے
اچھے لڑکے محنتی ہوتے ہین

یہانپر چونکہ "زید" کے اچھے لڑکے کے ساتھ ترکیب ہوسکتی ہے اس جہت سے نتیجہ یون نکلتا ہے۔
"زید اچھا لڑکا نہین ہے"

غرضکہ نتیجہ اوس نسبت کو ظاہر کرتا ہے جو اکبر اور اصغر کے درمیان ہوتی ہے اور
یہ نسبت حد اوسط کے وسیلے سے معلوم ہوتی ہے۔

چوتھا قاعدہ۔ حد اوسط ضرور مفرد ہونا چاہیئے یعنے کبری اور صغری مین اوسکے
صرف ایکہی معنی ہون۔

اسکا سبب یہ ہے کہ بوسیلہ حد اوسط کے اکبر اور اصغر کو ملاتے ہین پس ضرور
ہے کہ ہر قیاس مین صرف تین ہی جز ہون لیکن اگر کسی قیاس مین حد اوسط مشترک
ہو یعنے کبری مین اور معنی لئے جاوین اور صغری مین اور۔ تو اس صورت مین

دو حد اوسط یعنے چار چیز ایک قیاس مین ہوجاوین گے حالانکہ چاہیے یہ تہا کہ صرف تین جزو ہون +

ایسے مقدمات سے جنمین دو حد اوسط ہون نتیجہ نکالنا ایسا ہے جیسے دو ڈنڈن مین سے ایک کو پورے گز سے اور دوسرے کو ایسے گز سے پور ا نہو ناپکر دونون کے طول کو ملانا یعنے یہ دریافت کرنا کہ یہ دونون بہ اعتبار طول کے کیا نسبت آپس مین رکہتے ہین یا جیسے دو پتہرون مین سے ایک کو پورے باٹ سے دوسرے کو کمتر باٹ سے تولنا اور پہر مقابلہ کرنا دونونکا اسطرح پر کہ آیا ایک دوسرے سے کتنا بڑا یا چہوٹا ہے یا برابر۔

مثال اول حد اوسط مشترکہ

تل ایک قسم کا اناج ہے
اکثر آدمیون کے منہ پر تل ہوتا ہے
پس اکثر آدمیون کے منہ پر اناج ہوتا ہے

اس مثال مین لفظ تل کا دو معنون پر مستعمل ہے۔

مثال دوسری

بخار ایک بیماری ہے
تالابون سے بخار اوٹہتا ہے
پس تالابون سے ایک بیماری اوٹہتی ہے

ان مثالون مین صاف معلوم ہوتا ہے کہ حد اوسط مشترک ہے۔کوئی ایسی صریحی

غلطیون مین نہ پڑیگا لیکن بہت جگہہ ایسا ہوتا ہے جہان صاف نہین معلوم ہوتا ہی
کہ حد اوسط مشترک ہے یا نہین۔ مثلاً عیسائی اور مسلمان بروقت مباحثہ تثلیث
کے مختلف معنی تثلیث کی لیتے ہین۔ مسلمان دعوی کرتے ہین کہ عیسائی جمعیت خدا
کے قایل ہین اس سبب سے کافر ہین پس بہ اعتبار اوس تثلیث کی جو مسلمان قرار دیتے
ہین اگر دلیل بصورت قیاس مرتب کیجاوے تو یون ہوگی۔

تثلیث سے جماعت خدا کی ثابت ہوتی ہے
عیسائی تثلیث کے قایل ہین
پس عیسائی جماعت خدا کے قایل ہین

یہان پر حد اوسط یعنے تثلیث مشترک ہے۔ جو معنی تثلیث کے کبری مین
مسلمان قرار دیتے ہین اور ہین اور جو معنی تثلیث کے عیسائی صغری مین قرار
دیتے ہین وہ اور ہین۔ عیسائیون کا قاعدہ یہہ ہے کہ تثلیث با توحید ہے
یعنے خدا کی وحدانیت مین تثلیث ہے۔

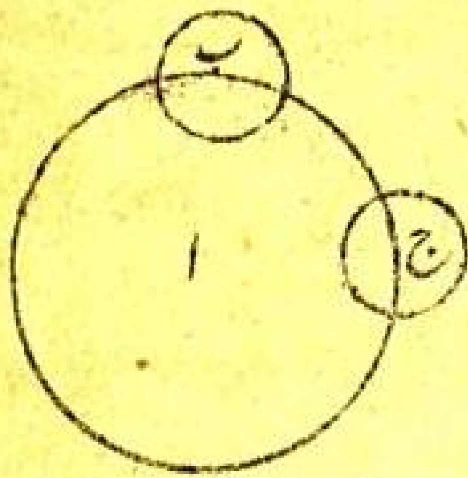
اسی طرح لفظ ایمان مین کبھی کبھی شرکت معنون کی ہوتی ہے۔ مثلاً عیسائیونکا
دعوی یہہ ہے کہ جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے خدا اوس سے راضی ہوتا ہی
اور اوسکو نجات دیتا ہے۔ ہندو کہتے ہین کہ ہمارا ایمان خدا پر ہے اس سبب سے
ہماری نجات ہوگی۔ پس اگر ہندؤن کا دعوی بصورت قیاس بیان
کیا جاوے تو یون ہوگا۔

خدا پر ایمان لانے سے نجات حاصل ہوتی ہو
ہندو خدا پر ایمان رکہتے ہین
پس ہندؤن کو نجات حاصل ہوگی

یہان پر حد اوسط "خدا پر ایمان لانا" مشترک ہے کیونکہ عیسائیون کے یہان ایمان سے یہ مراد ہے کہ خدا کی ذات و صفات کو پہچاننا اور اوسپر بہروسا رکہنا اور اوسکی اطاعت کرنی - اور ہندؤن کے یہان "ایمان لانے" سے مراد یہ ہے کہ صرف خدا کے وجود کو ماننا اور بس - غرض قیاس مین یہ ضرور ہے کہ حد اوسط کے ایک ہی معنے ہین -

پانچوان قاعدہ - کبریٰ اور صغریٰ مین سے ایک مین تو حد اوسط ضرور کلّی ہونا چاہیئے -

اسکا سبب یہ ہے کہ اگر حد اوسط نہ کبریٰ مین کلّی ہوا ور نہ صغریٰ مین تو اکبر اور اصغر کے مقابلہ کرنے کا واسطہ کافی نہین ہوگا کیونکہ اگر حد اوسط ایک مین بہی کلّی نہ ہو یعنے اکبر اور اصغر مین سے اگر کوئی بہی اوس کے کُل افراد سے مقابلہ نکیا جائے تو شاید اکبر حد اوسط کے بعض ایک افراد سے جو بالکل پہلے سے جدا ہین مقابلہ کیا جاوے تو اس صورت مین دو حد اوسط ہوئے جاتے ہین یعنے اکبر اور اصغر ایک ہی جزسے مقابلہ نہین کئے جاتے اور اوس قیاس مین چار چیز ہوئے جاتی ہین چنانچہ شکل مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے -

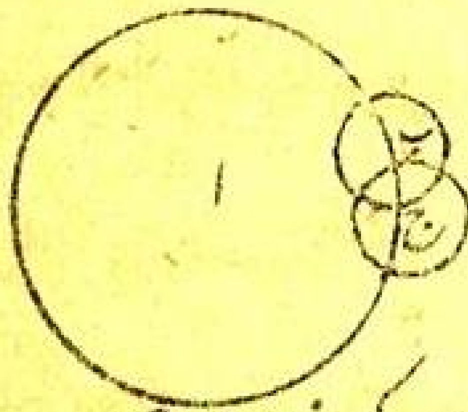


بعض ا۔ ب۔ ہے

بعض ا۔ ج۔ ہے

پس بعض ج۔ ب ہے

اس مثال مین حد اوسط ا کلی نہین چنانچہ لفظ بعض سے ظاہر ہے اور شکل سے ظاہر ہے کہ کچھ ضرور نہین کہ نتیجہ یون نہین نکلے اگرچہ اتفاقاً یہ بھی صادق آوے یعنی یہ کہ۔



بعض ج۔ ب۔ ہے

ذیل مین ایک مثال اسی طرح کے قیاس کی مندرج ہے۔

بعض جانور بھیڑین ہین
بعض جانور گھوڑے ہین
پس بعض گھوڑے بھیڑین ہین

دوسری مثال

سفیدی ایک رنگ ہے
سیاہی ایک رنگ ہے
پس سیاہی سفیدی ہے

ظاہر ہے کہ اس مثال مین حد اوسط رنگ جو ہے کبریٰ صغریٰ دونون مین جزی ہے اسی جہت سے نتیجہ غلط نکلتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ حد اوسط کم سے کم ایک مین کلی ہو۔ اس قیاس مین کہ۔

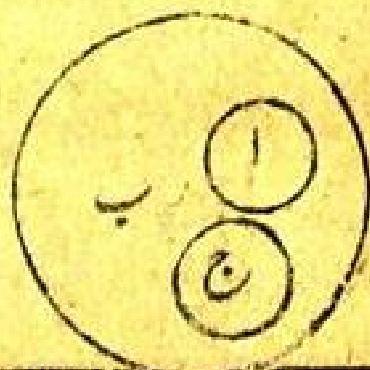
بعض آدمی ظالم ہین
بعض آدمی عالم ہین
اسلیئے بعض عالم ظالم ہین

مثال ایسے نتیجے کی ہے جو صحیح ہے مگر ترتیب قیاس سے یہ نتیجہ نہین نکلتا ہے۔

چھٹوان قاعدہ۔ اگر مقدمات مین اکبر یا اصغر جزئی ہو تو نتیجے مین بھی جزئی ہونا چاہیئے۔

سبب اسکا یہہ ہے کہ اگر اکبر یا اصغر نتیجے مین کلی ہو جب کبریٰ اور صغریٰ مین جزئی ہے تو ایسا ہوگا کہ بعض افراد جو کبریٰ اور صغریٰ مین مقابلہ کرنے کو رہگئے تھے نتیجے مین آکر مقابلہ کیئے جاتے ہین پس اس صورت مین چار جز قیاس مین ہو جائینگے حالانکہ تین ہونا چاہیئے۔ نتیجے مین ایک جز کے صرف اونھین افراد کا دوسرے جز سے مقابلہ ہو سکتا ہے جو کبریٰ و صغریٰ مین حد وسط سے مقابلہ کیئے گئے تھے لیکن اگر کبریٰ و صغریٰ مین اسی جز کے صرف بعض افراد کا مقابلہ کیا گیا ہو اور نتیجے مین آکر کل افراد اوس کے مقابلہ کیئے جائین تو بعض اور افراد جو پیشتر مقابل نہین تھے اب آجائینگے۔

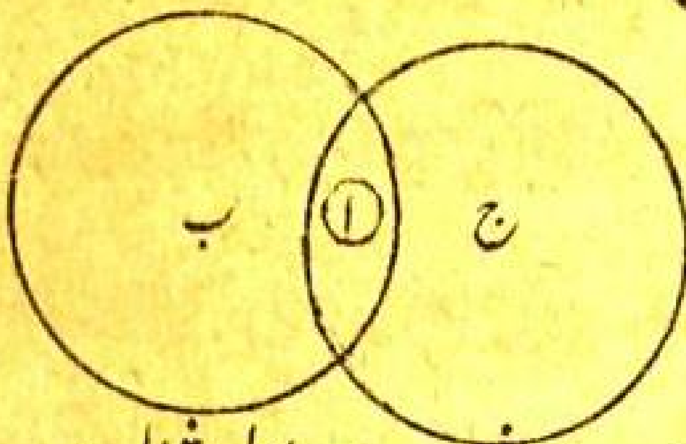
شکل ذیل سے یہ غلطی صاف ظاہر ہے۔



سب ا - ب ہے
کوئی ج - ا نہین ہے
پس کوئی ج - ب نہین ہے

حالانکہ حقیقت مین ج - ب مین ہے -

دوسری مثال



سب ا - ب ہے
سب ا - ج ہے
پس سب ج - ب ہے

یہ بھی غلط ہے کیونکہ سب ج - ب مین نہین ہے + پہلی مثال مین ب جو اکبر ہے جزئی ہے اِس سبب سے کہ محمول پڑا ہے قضیہ موجبہ کا یعنے جتنا حصہ ب کا ا - مین داخل ہے اوتنا ہی لے لیا ہے نہ یہ کہ کُل ب - لیکن نتیجہ مین ب کلی ہے - اِس سبب سے کہ محمول ہے قضیہ سالبہ کا یعنے کُل ب لیا جاتا ہے پس یہ کہنا غلط ٹھہرتا ہے کہ ج کل ب مین نہین -

دوسری مثال مین اصغر ج جزئی ہے یعنے تمام ا - پر نہین آیا ہے اس سبب سے کہ محمول پڑا ہے قضیہ موجبہ کا مگر نتیجے مین بباعث موضوع ہونے قضیہ کلیہ کے کلی ہے اور یہی باعث غلطی کا ہے -

پہلی مثال مین ایسی غلطی ہے گویا کوئی کہے کہ -

سب چوپائے حیوان ہین
کوئی پرند چوپایہ نہین ہے
پس کوئی پرند حیوان نہین ہے

دوسری مثال مین اس طرح کی غلطی ہے جیسے کوئی کہے -

سب انسان گنہگار ہین
سب انسان حیوان ہین
پس سب حیوان گنہگار ہین

جو اکبر کہ کبری مین یا اصغر کہ صغری مین جزئی ہوا ور نتیجے مین اگر کلی ہو جاے اوسکو کلیت ناجایز کہتے ہین پس اگر اکبر نتیجے مین کلی ہو جاے جس حال مین کہ کبری مین جزئی تھا اوسکو کلیت ناجایز اکبر کی کہتے ہین اور جو اصغر کہ صغری مین جزئی تہا اور نتیجے مین کلی ہو جاے اوسکو کلیت ناجایز اصغر کی کہتے ہین۔

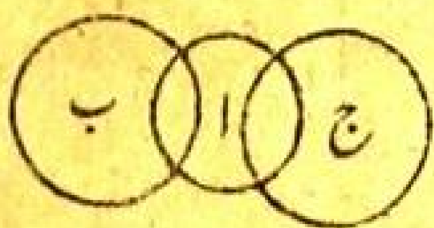
ساتوان قاعدہ۔ اگر کبری اور صغری دونون جزئی ہین تو نتیجہ کچھ نہین نکلیگا۔

یہ قاعدہ پانچوین اور چھٹوین قاعدہ سے نکلتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جب دونون جزئی ہون توکوئی واسطۂ کاملۂ اکبر اور اصغر کے مقابلہ کرنیکا نہوگا۔

دو قضیئے جزیون سے نتیجہ نکالنا دو غلطیون سے خالی نہوگا یا حد اوسط جزئی ہوگی یا کلیت ناجایز اکبر یا اصغر کی پائی جائیگی۔ مثلاً کوئی کہے۔

بعض آدمی عقلمند ہین
بعض آدمی بیوقوف ہین

اس سے کچھ نتیجہ نہین نکلتا ہے اس سبب سے کہ حد اوسط جزئی ہے اور بالفرض اگر نکالا بہی جاے تو یون ہوگا کہ "بعض بیوقوف آدمی عقلمند ہین" اور یہ کہنا صحیح نہین بلکہ ایسا ہے جیسا کوئی کہے کہ۔



بعض ا ب ہے
بعض ا ج ہے
پس بعض ج ب ہے

اور اگر کبریٰ اور صغریٰ مین ایک سالبہ ہو تو مثال یون ہوگی۔

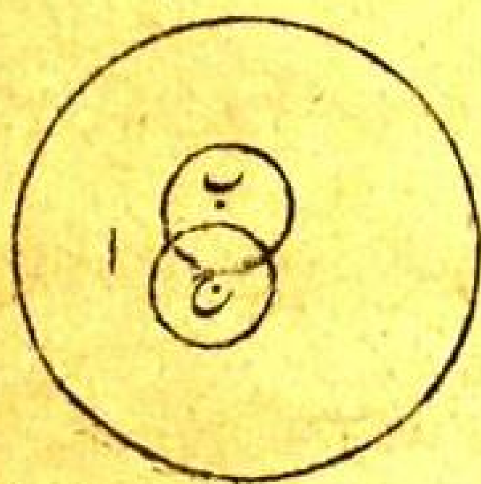
بعض حیوان ہوشیار ہین
بعض چوپائے ہوشیار نہین ہین

پس نتیجہ نکالنا ان مین سے اس طرح پر کہ۔

"بعض چوپائے حیوان نہین"

کلیت ناجایز اکبر کی ہے۔

یہ بھی کہنا ایسا ہی ہے کہ۔



بعض ا۔ب ہے
بعض ج۔ب نہین ہے
پس بعض ج۔ا نہین ہے

اس ۸ وین قاعدے سے حسب بیان مندرجہ صفحہ ۴۹ بعض صورتین مستثنے ابھی ہین۔ مثلاً۔

بعض حیوان آدمی ہین
بعض آدمی عقلمند ہین
پس بعض عقلمند حیوان ہین

یہان نتیجہ صحیح ہے اور حد اوسط حالانکہ قضیہ موجبہ کا محمول واقع ہوئی ہے مگر

کُلی ہے کیونکہ بُعض حیوانؔ سے مقصود کُل افراد انسان ہین اور فی الحقیقت ہر آدمی

کُلی پڑا ہے۔

آٹھوان قاعدہ۔ اگر ایک مقدمہ جزیہ ہو تو نتیجہ ضرور جزیہ ہو گا۔

ثبوت اسکا اس طرح پر ہے کہ وہ مقدمہ جزیہ یا موجبہ ہو گا یا سالبہ + فرض کرو کہ موجبہ جزیہ ہو + تو چونکہ ایک قیاس مین (قاعدہ۔۷) دونون مقدمے جزئیے نہین رکھ سکتے ہین اسواسطے دوسرا مقدمہ ضرور موجبہ کلیہ یا سالبہ کلیہ ہو گا۔ فرض کرو کہ موجبہ کلیہ ہو تو اوسمین فقط ایک جز کُلی ہو گا اور وہ جز ضرور حد اوسط ہونا چاہیئے۔ ورنہ کسی مقدمہ مین حد اوسط کلی نہ رہے گا کیونکہ موجبہ جزیہ مفروضہ کسی جز کی کُلیّت نہین ظاہر کریگا (قاعدہ۔۵) اس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اکبر و اصغر دونون مقدمون مین کُلی واقع نہونے سے نتیجے مین کلی نہین آسکینگے (قاعدہ۔۹) یہ بات فقط موجبہ جزیہ مین یعنے جب کہ نتیجہ موجبہ جزیہ ہو پائی جاتی ہے۔ لیکن فرض کرو کہ وہ قضیہ سالبہ کلیہ ہو تو مقدمے سالبے سے نتیجہ ضرور سالبہ نکلے گا (قاعدہ۔۲) چونکہ صورت مذکورہ مین دو مقدمات مین سے ایک یعنے موجبے جزیئے مین کوئی جز کلی نہو گا اور دوسرے یعنے سالبہ کلیئے مین ایک کلی ہو گا خواہ اکبر ہو یا اصغر تو فقط ایک جز رہگیا جو نتیجے مین کلی ہو (قاعدہ۔۶) اسواسطے وہ قضیہ فقط سالبہ جزیہ ہی ہو سکتا ہے جیسا کہ قاعدہ۔۸ مین مذکور ہوا۔

دوسری صورت - یعنے اگر مقدمہ موجبہ جزیہ نہین ہے تو سالبہ جزیہ فرض کرو اور جب ایک سالبہ جزیہ ہے تو دوسرا مقدمہ ضرور موجبہ (قاعدہ-۳) اور کلیہ (قاعدہ-۷) یعنے موجبہ کلیہ ہونا چاہیئے - دونون مقدمات مین ایک موجبہ کلیہ اور دوسرا سالبہ جزیہ ضرور ہوگا تو دونون مقدمے کے تین جزون (یعنے اکبر و اصغر وحد اوسط) مین سے فقط دو کی کلیّت ظاہر ہوگی - اور چونکہ ایک ان مین سے ضرور حد اوسط ہونا چاہیئے (قاعدہ-۶) تو فقط ایک جزرہ گیا جو نتیجے مین کلی ہوا ور نتیجہ ضرور سالبہ ہوگا کیونکہ ایک مقدمہ سالبہ ہے اور نتیجہ جزیہ ہوگا اس سبب سے کہ اوس مین فقط ایک جز جزی ہونا چاہیئے + اس واسطے بہر صورت آٹھوان قاعدہ بحسب صدر مسلّم ہے -

اس آٹھوین قاعدے کے مستثنیات بھی اون موجبات کے سبب سے ہوتے ہین جو بحسب قاعدۂ - ، محمول کلیات بیان کرتے ہین (دیکھو صفحہ ۴۹)

یہ آٹھون قواعد واسطے دریافت کرنے صحت قیاس کے ہین - اگر کوئی قیاس سوائے بعض مستثنیات مذکورہ قیاس کے ان قواعد کے بموجب نہو تو بیشک غلط ہوگا - اگر چہ صریحی نہ معلوم ہو کہ فلانی غلطی ہے مگر تاہم غلط سمجھنا چاہیئے - اگر ثبوت ان قواعد کا ہر وقت یاد نرہے تو خیر لیکن قواعد کو بخوبی ذہن نشین کرنا چاہیئے -

مجمل بیان

۱- ہر قیاس مین صرف تین ہی قضیئے ہوتے ہین یعنے کبریٰ صغریٰ اور نتیجہ۔

۲- ہر قیاس مین صرف تین ہی جز ہوتے ہین یعنے اکبر اصغر اور حد اوسط۔

قیاس کی قانون بدیہی

پہلے - اگر دو جز کسی تیسرے جز کے مطابق ہون تو آپس مین بھی مطابق ہون گے۔

دوسرے اگر ایک جز مطابق ہو اور دوسرا غیر مطابق ہو کسی تیسرے جز کے تو یہ دونون آپس مین غیر مطابق ہون گے۔

قیاس کے قواعد

پہلا قاعدہ - جس قیاس مین کبریٰ اور صغریٰ موجبہ ہون تو نتیجہ بھی موجبہ ہوگا۔

دوسرا اگر کبریٰ اور صغریٰ مین ایک موجبہ اور ایک سالبہ ہو تو نتیجہ ضرور سالبہ ہوگا۔

تیسرا اگر کبریٰ اور صغریٰ دونون سالبے ہون تو کچھ نتیجہ نہ نکلے گا۔

چوتھا حد اوسط ضرور مفرد ہونا چاہیئے یعنے کبریٰ اور صغریٰ مین اسکی جز صرف ایک ہی معنی ہون۔

پانچوان کبریٰ اور صغریٰ مین سے ایک مین حداوسط کلی ہونا چاہیے۔

چھٹوان اگر کبریٰ یا صغریٰ مین اکبر یا اصغر جزئی ہون تو نتیجے مین بھے جزئی ہونا چاہیے۔

ساتوان۔ اگر کبریٰ اور صغریٰ دونون جزئے ہون تو کچھ نتیجہ نہ نکلے گا۔

آٹھوان۔ اگر ایک مقدمہ جزیہ ہو تو نتیجہ ضرور جزیہ ہو گا۔

فصل ۲

شکل

ا۔ ابھی تک اس بات کا کچھ لحاظ نہ تھا کہ بموجب موقع اور محل حداوسط کے قیاس کی کئی صورتین ہوتی ہین۔ بعض موقع ایسا ہے کہ حداوسط کو موضوع گروا‌ننا کبریٰ مین اور محمول صغریٰ مین سب سے اچھا معلوم ہوتا ہے اور بعض موقع ایسا آکر پڑتا ہے کہ حداوسط کبریٰ اور صغریٰ دونون مین محمول ہوتا ہے + کوئی جگہہ خاص حداوسط کے ہونیکی معین نہین ہے بلکہ جس جا پر اوسکا لانا دلیل کرنیوالے کے دل کو پسند آوے وہان پر لادیگا مثلاً ایک قیاس ہے کہ۔

نیک لوگ دوزخ کو نہین جاوینگے
جھوٹھے دوزخ کو جاوین گے
پس جھوٹھے نیک لوگ نہین ہوتے ہین

اور یون بھی ہوسکتا ہے کہ۔

جو لوگ دوزخ کو جاتے نیک نہین ہین
جھوٹھے دوزخ کو جاتے ہین
پس جھوٹھے نیک لوگ نہین ہین

ان دو قیاس مین حد اوسط "دوزخ کو جانا" پہلی مثال مین کبریٰ اور صغریٰ دونون مین محمول پڑا ہے + دوسری مثال مین کبریٰ مین موضوع اور صغریٰ مین محمول پڑا ہے۔

شکل سے مراد موقع اور محل واقع ہونے حد اوسط کا ہے + اگرچہ اول مبتدی کو شکل کا بیان ذرا مشکل معلوم ہوگا مگر تھوڑے ہی مشق مین بخوبی صاف ہوجاویگا۔ اس کیفیت سے آگاہ ہونا نہایت پرضرور ہے تاکہ مختلف صورتین قیاس کی بہ آسانی تمام استعمال مین آوین۔

۲۔ یہ ظاہر ہے کہ حد اوسط چار موقع پر آسکتی ہے۔

پہلے اگر حد اوسط موضوع ہو کبریٰ مین اور محمول ہو صغریٰ مین تو شکل اول ہوگی۔

دوسرے اگر حد اوسط کبریٰ اور صغریٰ دونون مین شامل واقع ہو تو شکل دوم ہوگی۔

تیسرے اگر حداوسط دونون مین موضوع ہو تو شکل سیوم کہین گے۔

چوتھے اگر حداوسط کبری مین محمول ہو اور صغرے مین موضوع ہو تو شکل چہارم ہوگی۔

اب فرض کرو کہ ہ۔ حداوسط اور ا۔ اکبر اور س اصغر ہو تو چار شکلین اس طرح پر ہون گی۔

ہ ۱۔ شکل	۲۔ شکل	۳۔ شکل	۴۔ شکل ہر
ہ۔ ا ہے	ا ہ ہے	ہ ا ہے	ا۔ ہ ہے
س ہ ہے	س ہ ہے	ہ س ہے	ہ س ہے
س ا ہے	س ا ہے	س ا ہے	س ا ہے

ہر شکل مین ایک مثال دیجاتی ہے تاکہ کیفیت کُلّی اوسکی کھُل جاوے۔ حداوسط دو لکیرون کے بیچ مین ہے۔

شکل اول

(اورون کی نقصان سے اپنا نفع تکنا) گناہ ہے

(جو اورون کے نقصانسے اپنا نفع تکنا) ہے

پس جو گناہ ہے

شکل دوم

سب عقلمند آدمی (علم کو عزیز جانتے ہین)

بعضے دولتمند (علم کو عزیز نہین جانتے ہین)

پس بعضے دولتمند آدمی عقلمند نہین ہین

شکل سیوم

(بعض نیک آدمی) عالم نہین ہوتے ہین
(کل نیک آدمی) قابل تحسین ہوتے ہین
پس بعض آدمی جو قابل تحسین ہین عالم نہین ہوتے ہین

شکل چہارم

کوئی کام ظلم کا کسی عملداری مین نفع خلایق نہین
بعض کام نفع خلایق کے جو ہین نہین چلتے ہین
پس بعض کام جو نہین چلتے ہین ظلم نہین ہین

۳- اب ان چار شکلون پر بہ ترتیب غور کرنا اور اون سے خاص قاعدے نکالنا چاہیئے۔

بیان شکل اول

ظاہر ہے کہ پہلی شکل کی ایسی صورت ہے کہ ارسطاطالیس کے قول سے فوراً پرکھی جاے۔ مثلاً پہلی شکل کی ایسی صورت ہے کہ اوس مین۔

کلی کی نسبت کچھ کہا جاتا ہے
بعض چیزین اوس کلی مین شامل کیجاتی ہین
پس ان بعض چیزون کی نسبت بھی وہ بات کہی جاتی ہے

اور یہی صورت ارسطاطالیس کے قول کی ہے۔

قیاس حملیہ کی چارون صورتونکو کلیت وجزیت اور ایجاب وسلب کی بموجب بنانے سے معلوم ہوتا ہے کہ شکل اوّل مین قیاس کی صرف چار صورتین ہوسکتی ہین۔

۴	۳	۲	۱
کوئی ہ ا نہین	کوئی ہ ا نہین	سب ہ ا ہے	سب ہ ا ہے
بعض س ہ ہین	سب س ہ ہین	بعض س ہ ہے	سب س ہ ہے
بعض س ا نہین	کوئی س ا نہین	بعض س ا ہے	سب س ا ہے

اسواسطے کہ شکل اوّل بموجب قول ارسطاطالیس ہے تو موضوع کے کُل افراد پر محمول کا دعوی ہوگا۔ پس ظاہر ہے کہ شکل اول مین کبریٰ ہمیشہ کلیہ ہوتا ہو اسی سبب سے اگر شکل اول مین کوئی ایسا قیاس ہو کہ جس مین کبریٰ جزیہ ہو تو قیاس باطل ہوگا۔

چونکہ بموجب قول ارسطاطالیس صغریٰ مین دعوی اس بات کا ہوتا ہے کہ موضوع اوسکا کبریٰ کے موضوع مین شامل ہے اس سبب سے ظاہر ہے کہ شکل اول مین صغریٰ موجبہ ہونا چاہیئے۔ پس اس شکل مین کوئی قیاس کیون نہو اگر اوسکا صغرا سالبہ ہے تو وہ غلط ہوگا۔

چنانچہ اس بیان کے بموجب پہلی شکل کیواسطے دو قاعدے ہین (صفحہ ۸)

۱۔ کبریٰ کا کلیہ ہونا ضرور چاہیے

۲۔ صغریٰ کا موجبہ ہونا ضرور چاہیے

غرضکہ اس شکل مین قیاس کی صرف چار صورتین ہین جنکی صحت ارسطاطالیس کے قول سے معلوم ہوتی ہے مگر اور شکلین چونکہ بصورت قول ارسطاطالیس نہین ہین

اس جہت سے ضرور ہے کہ جو قوانین بدیہی اور قواعد واسطے صحت اقسام قیاس کے

مقرر ہین اونسے اونکی صحت دریافت کیجاوے۔

بیان شکل دوم

معلوم ہوتا ہے کہ شکل دوم مین نتیجہ قیاسون کا ضرور سالبہ ہونا چاہیئے اس سبب سے کہ صغری اور کبری دونون مین حداوسط محمول واقع ہوتا ہے اور اگر کبری وصغری دونون موجبہ ہون دونون مین حداوسط جزئی ہوگا حالانکہ چاہیئے یہہ تھا کہ ایک مین کلّی ہو۔ اس واسطے ضرور ہے کہ ایک قضیہ سالبہ ہو کیونکہ سالبونکا محمول کلّی ہے۔ پس اگر کبری اور صغری مین سے ایک سالبہ ہو تو نتیجہ بھی بموجب قاعدہ مذکورہ ضرور سالبہ ہوگا (صفحہ ۶۰ ق ۲)

اور علاوہ اس کے اگر نتیجہ سالبہ ہو تو اوس کا محمول جو اس شکل مین کبرے کا موضوع واقع ہوا تھا کلّی ہوگا۔ پس کبری کلّیہ ہوگا۔ لہذا بموجب بیان مذکورہ بالا دوسری شکل کے لئے تین قاعدے نکلتے ہین یعنی۔

۱۔ کبری ضرور کلّیہ ہونا چاہیئے۔

۲۔ کبری صغری مین سے ایک ضرور سالبہ ہونا چاہیئے۔

۳۔ نتیجہ ضرور سالبہ ہونا چاہیئے۔

جو کوئی قیاس اس شکل کا قواعد مذکورہ بالا کے خلاف ہوگا غلط ہوگا۔

بیان شکل سیوم

مثال اس شکل کی { ہ - ا ہے
ہ س ہے
س ا ہے }

اورون کی بہ نسبت اس شکل کی کئی صورتین ہین - اس کے لئے تین قاعدے ہین اول نتیجہ جزیہ ہوگا جیساکہ اس شکل کی صورتون سے ظاہر ہوجایگا - مثلاً اگر کبری اور صغری دونون موجبہ ہون اور نتیجہ کلیہ نکالا جاوے تو اصغر جو اوسکا موضوع ہے کلی ہوگا لیکن چونکہ یہی اصغر باعث واقع ہونے محمول صغری موجبہ کے کلی نہین ہے اس جہت سے اگر نتیجہ مین اگر کلی ہوجائے تو یہ کلیت ناجایز اصغر کی ہوگی - اور اگر یون فرض کیا جائے کہ کبری اور صغری مین سے ایک سالبہ ہو کیونکہ دونونکا سالبہ ہونا تو حسب قاعدہ مذکورہ کے کسی طرح جایز ہی نہین ہے (صفحہ ۶۹ ق ۳) تو اول فرض کرو کہ کبری سالبہ ہو اور اسی صورت مین صغری چونکہ موجبہ ہوگا اس باعث سے اوسکا محمول اصغر جزئی ہوگا - پس نتیجہ جسکا موضوع وہی اصغر واقع ہو جو جزئی تھا صغری مین کیونکر کلیہ ہوسکتا ہے **دوم** فرض کرو کہ صغری سالبہ ہو تو اس صورت مین بموجب قاعدون مذکورہ کے کبری ضرور موجبہ اور نتیجہ سالبہ ہوگا - پس اگر نتیجہ سالبہ کلیہ نکالا جائے تو اکبر بہ باعث واقع ہونے محمول قضیہ موجبہ کے جزئی ہوگا اور یہی اکبر جو جزئی ہوگا قضیہ موجبہ مین نتیجہ سالبہ کا بھی محمول

واقع ہوگا۔ پس اگر بیان کلّی قرار دیا جاے تو کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ کلیّت ناجائز اکبر کی ٹھرتی ہے۔ غرضکہ بہرصورت نتیجہ اس شکل کا جزیہ ٹھرتا ہے۔

دوم صغریٰ کا موجبہ ہونا ہمیشہ ضرور ہے زیراکہ ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ نتیجہ اس شکل کا ہمیشہ جزیہ ہوتا ہے لیکن اگر صغریٰ سالبہ ہو تو محمول اوسکا اصغر کلّی واقع ہوگا اور اس صورت مین تاکہ محفوظ رہین ”کلیّت ناجائز“ سے نتیجہ کلّیہ نکالنا پڑیگا حالانکہ ابھی بیان ہوچکا ہے کہ نتیجہ اس شکل کا کلّیہ کسی طرح نہین آتا ہے۔

تیسرے مقدمات مین ایک کلّیہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس شکل مین حد اوسط دونون مقدمون کا موضوع ہوتا ہے۔ پس اس لئے کہ اوسکی کلّیت قایم رہے ایک مقدمہ کلیہ ضرور ہوگا۔ پس بیان مذکورہ سے تین قاعدے نکلتے ہین

۱۔ صغریٰ ضرور موجبہ ہونا چاہیے۔

۲۔ کبریٰ صغریٰ مین سے ایک کلّیہ ہونا چاہیے۔

۳۔ نتیجہ ضرور جزیہ ہونا چاہیے

بیان شکل چہارم

چوتھی شکل کی صورت یہ ہے۔

ا ۔ ں ہے
ں ھے
ں ا ہے

یہ شکل پہلی شکل کا اولٹا ہے یعنے اوس شکل مین حد اوسط اکبر کا موضوع اور اس مین محمول ہے۔ پہلے مین حد اوسط اصغر کا محمول ہے اور اس مین موضوع۔ ارسطاطالیس نے اس شکل کا استعمال نہین کیا لیکن اور منطقین متاخرین نے اسکو اختیار کیا۔ ایک مسلمان عالم ابو الولید ساکن ہسپانیہ نے لکھا ہے کہ اس شکل کا ایجاد گلن صاحب سے ہے جو ایشیا کوچک مین سنہ ۱۳۰ عیسوی مین پیدا ہوا۔ بعض اس شکل کو نہین مانتے ہین کیونکہ وہ سمجھتے ہین کہ یہ شکل خلاف عقل کے ہے لیکن چونکہ احتمال ہے کہ کہین یہ بہ باعث بے ترتیبی عبارت کے کسی دلیل یا قیاس مین یہ صورت واقع ہو اس باعث سے اسکا اور اون قاعدون کا جنکی رو سے یہ شکل چہارم استعمال مین آتی ہے سمجنا بہتر ہے۔

سوا موجبہ کلیہ کے اور سب قضیئے حملیئے نتیجہ اس شکل کا ہوا کرتے ہین۔ موجبہ کلیۂ صرف شکل اول کا نتیجہ واقع ہوتا ہے۔ اس شکل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کبریٰ موجبہ ہو تو صغریٰ ضرور کلیۂ ہوگا۔ وجہ اس کی یہہ ہے کہ اگر کبریٰ اور صغریٰ خلاف اس قانون کے ہوتے تو حد اوسط جو اس شکل مین محمول واقع ہوا ہے کبریٰ کا اور موضوع صغریٰ کا مطلق کلیؔ نہوتا حالانکہ یہہ چاہیئے ہے کہ دونوںمین سے ایک مین تو کلیؔ ہو (صفحہ ۲۳، ق ۵) غرض اگر کبریٰ موجبہ ہو تو محمول اوس کا جو حد اوسط ہے جزئی ہوگا اس لئے کبریٰ جس کا وہی حد اوسط موضوع پڑا ہے

ضرور کلی ہونا چاہیے تاکہ اوس کی کلیّت ایک مین تو ضرور ہو جائے ۔

اگر صغریٰ موجبہ ہو تو نتیجہ ضرور جزیہ ہو گا + اگر ایسا نہو تو "کلیت ناجایز اصغر کی" ٹھہر گی کیونکہ اگر صغریٰ موجبہ ہو تو اوسکا محمول اصغر جزئی ہو گا اور وہی اصغر بباعث واقع ہونے موضوع نتیجے کے ضرور جزئی ہونا چاہیے تاکہ "کلیت ناجایز" نہو ۔

اگر کبریٰ اور صغریٰ مین سے ایک سالبہ ہو تو ضرور ہے کہ کبریٰ کلیہ ہو ورنہ "کلیت ناجایز اکبر کی" ٹھہر گی ۔ مثلاً ان دونون مین سے اگر ایک سالبہ ہو تو نتیجہ بھی ضرور سالبہ ہو گا (صفحہ ۶۸ ق ۲) اور اوس کا محمول جو اکبر ہے کلی ہو گا (صفحہ ۵۰ ق ۴) اور یہی محمول نتیجے کا کبریٰ مین موضوع ہے پس ضرور ہے کہ وہان بھی کلیّ ہو ورنہ یہ اکبر نتیجے مین کلیّ ہو گا اور کبرے مین نہین ۔ اور یہہ خلاف قاعدہ ہے ۔

پس تین قاعدے ہین جنکے بموجب اس شکل کے قیاس ہوا کرتے ہین ۔

۱ ۔ اگر کبریٰ موجبہ ہو تو صغریٰ ضرور کلیہ ہو گا ۔

۲ ۔ اگر صغریٰ موجبہ ہو تو نتیجہ ضرور جزیہ ہو گا ۔

۳ ۔ اگر کبرے اور صغرے مین سے ایک سالبہ ہو تو ضرور ہے کہ کبریٰ کلیہ ہووے ۔

ان چاروں شکلوں کے قاعدوں کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے تاکہ جس وقت موقع پڑے کام میں آویں۔

۴۔ غور کرنا چاہیے کہ بجز شکل چہارم کے جو اتفاقیہ دلیل بے ترتیب کی صورت مین آپڑتی ہے باقی تینوں شکلین اپنے اپنے موقع پر استعمال مین آتی ہین۔

مثلاً شکل اول بعینہ مطابق قول ارسطاطالیس ہے۔ اس جہت سے اس لایق ہے کہ جہان کہین کلیت مسلمہ یعنے تسلیم کی ہوئی سے یا عام باتون سے نتیجہ نکالنا چاہین سو نکالین۔ مثلاً اگر کوئی اس عام بات کو مانے کہ اوروں کے نقصان سے اپنا نفع تکنا گناہ ہے" تو اگر ہم ثابت کرین کہ جوا کھیلنا ایسا فعل ہے جسمین اوروں کے نقصان سے نفع تکنا ہے پس یہی نتیجہ نکلے گا کہ جوا کھیلنا کیسا ہی کیوں نہ ہو گناہ ہے۔

دوسری شکل۔ اپنا دعوی قایم کرنے کے لئے اتنی کارآمد نہین ہی جتنا کہ دوسری کی بات کو کاٹنے کے لئے + مثل شکل اول کی اس شکل کا کبری قضیہ کلیہ ہوتا ہی جسکو فریق ثانی جس سے بحث کی جائے تسلیم کر لیوے + پھر یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ دعوی فریق ثانی کا صحیح نہین ہو سکتا ہے اس سبب سے کہ یا تو اوسکے دعوی مین ایک بات نہین پائی جاتی ہے جو قضیہ کلیہ مسلمہ مین ہے یا یہ کہ اوس دعوی مین پائی جاتی ہے مگر قضیہ مسلمہ مین نہین ہے پس اوسکا دعوی قابل تسلیم نہین ہے۔

مثلاً کوئی کہے کہ خداوند عیسیٰ مسیح دغاباز تھا اسواسطے کہ اپنے لئے ایک گروہ کو مطیع کرنا چاہتا تھا اور انکی بہتری سے کچھ سرکار نہ تھا تو ہم اسکے رد مین یہ قضیہ کلیہ لاوین کہ جو دغاباز اپنے مطلب کے واسطے ایک گروہ کو مطیع کرتا اس امر کی اطلاع اوس گروہ کو نہ دیتا کہ تمھارے اوپر میرے مطیع ہونے کے سبب سے بڑی بڑی مصیبتین آوینگی" جب ہم دونون اسکو تسلیم کرین تو ثابت کرنا چاہیے کہ خداوند عیسیٰ مسیح نے اپنی شاگردون کو اس طرح کی اطلاع دی پس نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ دغاباز نہ تھا۔

دوسری مثال۔ فرض کرو کوئی کہے کہ بیبل انسان کی بنائی ہوئی ہر کیونکہ بہت باتین اوس مین انسان کی معلوم ہوتی ہین یا یہ کہ بہت باتین اوس مین ایسی ہین جنمین انسان کی غلطی معلوم ہوتی ہے تو اس صورت مین شاید ہر کوئی اس قضیہ کلیہ کو تسلیم کریگا کہ۔

کوئی کتاب جسکی تعلیم اور خاصیت ایسی ہو کہ انسان کی طاقت سے باہر ہو
گو کہ بعض مقامات مین کیسی ہی مشکل باتین ہون ضرور الہامی ہوگی۔

جب ہم اس قضیہ کو قیاس مین ملا دین تو اس طرح پوری دلیل بنا سکتے ہین۔

بیبل درحقیقت ایسی کتاب معلوم ہوتی ہے
پس بیبل ضرور الہامی ہے

شکل سوم خاص کر کے دو موقع پر دلیل کرنے کے واسطے استعمال کیجاتی ہے۔

اول جہان حد اوسط اسم خاص یعنے اسم معرفہ ہوتا ہے کیونکہ درحقیقت اسم معرفہ محمول نہین ہوتا ہے اور چونکہ اس شکل مین حد اوسط محمول نہین واقع ہوتا ہے بلکہ

کبریٰ صغریٰ دونون مین موضوع واقع ہوتا ہے اس جہت سے اگر حد اوسط اسم معرفہ ہو تو کچھ مضایقہ نہین۔ مثلاً۔

قیصر ظالم تھا
قیصر بڑا نامور تھا
پس بعض نامور ظالم ہوتے ہین

پس اس طرح کبھی کبھی ایک دلیل یا قیاس شکل سیوم کی صورت مین بنانا پڑتا ہی۔

دوم یہ شکل اوس موقع پر استعمال کیجاتی ہے جہان کسی کے دعوی پر اعتراض پیش کرنا چاہین جبکہ وہ قضیہ جزیہ سے بحث کرے جس حالت مین کہ قضیہ کلیہ سے بحث کرنا چاہیئے۔ تو ایسی جگہہ پر ہم ثابت کرینگے کہ اگر یہ دلیل بصحت لکھی جاوے تو فریق ثانی کے مطلب سے بھی بڑھکر ثابت ہوتا ہے یعنے خود اوسکے اوپر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ فرض کرو کوئی شخص کہے کہ فلانی بات نہین ماننی چاہیئے کیونکہ سمجھ مین نہین آتی اور کوئی اوسے سمجھا نہین سکتا ہے۔ اگر یہ دعوی بترتیب قیاس کے لکھا جاوے تو یون ہوگا کہ۔

بعض باتین جو سمجھ مین نہین آتین اون کو نہ ماننا چاہیئے
فلانی بات سمجھ مین نہین آتی
پس اوسکو نہ ماننا چاہیئے

اور یہ مثال بذریعہ حروف کے یون ہوگی کہ۔

بعض ا۔ ب ہے
ج۔ ا ہے
پس ج ب ہے

اس مثال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس قیاس کا حدا وسط جزئی ہے اس سبب سے یہ دلیل صحیح نہین ہے۔ اگر صحیح طور پر لکھی جاوے تو یون ہوگی۔

ہر ایک بات جو سمجھ مین نہین آتی اوسکو نہین ماننا چاہیے
فلانی بات سمجھ مین نہین آتی
پس اوسکو نہین ماننا چاہیے

یہان پر کبریٰ کلیہ سے جو دلیل نکلتی ہے اوس دلیل سے اوس سے بھی بڑہکر ثابت ہوتا ہے جتنا کہ فریق ثانی کو منظور تھا یعنے خود اوسکے اوپر تیسری شکل کی رو سے اعتراض وارد ہوتا ہے۔ مثلاً

روح اور جسم کے درمیان علاقہ جو ہے سمجھ مین نہین آتا
روح اور جسم کے درمیان علاقہ جو ہے ہم اوسکو مانتے ہین
پس بعض باتین جو سمجھ مین نہین آتی ہین ہم مانتے ہین

اس قیاس سے علانیہ ثابت ہے کہ اگر دعوی فریق ثانی کا بہ صحت لکھا جاوے تو کبریٰ غلط ٹھہرتا ہے اور اس باب مین کہ خاص موقعون پر ایک ضرب کو دوسری پر ترجیح ہے یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ فکر یہ چاہتی ہے کہ وسیع لفظ کم وسیع کا اور جنس نوع کا محمول واقع ہو۔ مثلاً ہم یون نہین بولتے ہین کہ "حیوان گھوڑا ہے" بلکہ "گھوڑا حیوان ہے" یا "عقلمند زید ہے" بلکہ "زید عقلمند ہے"۔ اسی واسطے جہان کہین مقدمات مین حدا وسط زیادہ وسیع المعنی ہو تو ترتیب قیاس دوسری شکل مین اچھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اوسی صورت مین محمول پڑتی ہے۔ لیکن حدا وسط اگر کم وسیع ہو

تو اوسے موضوع ڈالنا اچھا معلوم ہوتا ہے اور ترتیب قیاس تیسری شکل مین ہو جاتی ہے۔

بیان شکلون اور اون کے قواعد کا ہوچکا + اب ہم اور بیان متعلق قیاس یعنی ضرب کا بیان شروع کرتے ہین۔

فصل ۳

بیان ضرب کا

۱۔ ضرب سے مراد ہے تینون قضیون قیاس کی کلیت وجزیت اور ایجاب وسلب یعنی "کم وکیف"

یاد رکھنا چاہیئے کہ چار علامتین سب قضیون کی کلیت وجزیت اور ایجاب وسلب کے معلوم کرنے کے واسطے مقرر کی گئی ہین یعنی م ک واسطے موجبہ کلیہ کے۔ س ک واسطے سالبہ کلیہ کے م ج واسطے موجبہ جزیہ کے س ج واسطے سالبہ جزیہ کے + ہر قیاس کی ضرب اِن چارون علامتون سے لکھتے ہین۔ مثلاً ایک قیاس ہے کہ۔

م ک جس فعل مین کہ اور ونکی نقصان سے اپنا نفع ہو گناہ ہے

م ک جوا ایسا فعل ہی جس مین اوروں کے نقصان سے اپنا نفع ہوتا ہی
م ک پس جوا کھیلنا گناہ ہے

تینون قضیے اس قیاس کے موجبہ کلیئے ہین پس ضرب اس قیاس کی جس سے مُراد ہے تبلانا "کم وکیف" کا بذریعہ علامتوں معینہ کے یہ ہے م ک م ک م ک + واضح ہو جہان کہین ایسی علامتین واقع ہون - اول علامت سے مراد کبری دوم سے صغری سوم سے نتیجہ ہوگی - ظاہر ہے کہ چارون قضایا حملیہ یعنے م ک - س ک - م ج - س ج - کے عوض معاوضہ کے قاعدے سے چونسٹھ ضربین ہو سکتی ہین + مثلاً یہ معلوم ہے کہ قیاس کے تین قضیے ہوتے ہین اور ہر قضیے کی چار صورتین ہو سکتی ہین یعنی م ک یا س ک، م ک یا س ج - اب غور کرنا چاہئے کہ کبری ان چارون مین آسکتا ہے اور ہر ایک کبری کے ساتھ صغری کی چار صورتین آسکتی ہین - یعنی م ک س ک، م ج، س ج پس کبری اور صغری کے سولہ جوڑ ہوئے اور پھر ہر جوڑ کا نتیجہ بھی انھین چار صورتون پر آسکتا ہے تو اس طرح چونسٹھ ضربین نکلین گی -

۴ کبری — م ک — س ک — م ج — س ج

۱۶ صغری — م ک، س ک، م ج، س ج — ایضاً — ایضاً — ایضاً

۶۴ نتیجہ — م ک م ک م ج م ج

ان چونسٹھ ضربون مین بہت نادرست ہین - اس سبب سے کہ خلاف ہین اون

قاعدون کے جو مذکور ہوچکے ہین واسطے قیاس اور شکلون کے۔ مثلاً جو ضرب کہ جسکا کبری اور صغری موجبہ ہو اور نتیجہ سالبہ ہو جیسے م ک۔ م ک + س ک ۔ اور م ک + م ج س ج + صحیح نہین اسواسطے کہ وہ خلاف پہلے قانون کے ہوگی (صفحہ ۶۷ ق ۱) کل ضربین جنکا کبری اور صغری سالبہ ہو مثلاً س ک۔ س ک اور س ج + س ج اور س ک + س ج قانون کے خلاف ہین (صفحہ ۶۹ ق ۳) جن ضربون کے کبری وصغری جزیہ ہوتے ہین وہ ضربین بھی بباعث خلاف قاعدہ ہونے کے گرجاتی ہین (صفحہ ۷۰ ق ۷) چند ضربین جیسے م ج۔ س ک + س ج بسبب کلیت نا جائز ہونے کے گرجاتی ہین (صفحہ ۷۰ ق ۶) چونسٹھ مین اٹھائیس ضربین تو صرف بسبب سالبہ اور جزیہ ہونے کبری وصغری کے گرجاتی ہین۔ غرض یہ کہ صرف گیا صحیح رہتی ہین یعنے۔

چار موجبے اور سات سالبے

م ک	م ک	م ک	س ک	م ک	س ک
م ک	م ج	م ج	م ک	س ک	س ک
م ک	م ک	م ج	س ک	م ک	س ج
م ج	م ک	م ج	م ک	س ج	س ج
			س ج	م ک	س ج
			س ک	م ج	س ج
			م ک	س ک	س ج

۴- اگر چارون شکلون مین گیارہ گیارہ ضربین استعمال کیجاتین تو کل چوالیس ضربین ہوتین لیکن یہہ بات نہین ہے بلکہ بعض ضربین جو ایک شکل مین صحیح ہین دوسری مین غلط بباعث مخالف ہونے اون قواعد کے جو درباب نہونے "جزیت حد اوسط" اور "کلیت ناجایز" کے بیان ہو چکے ہین پس یہی ضرب م ج - م ک - م ج جو ہے شکل سوم مین صحیح ہے مگر اول مین نہین کیونکہ وہان حد اوسط جزئی ہو جایگی - اسیطرح م ک - س ک - س ک کی ضرب شکل دوم مین صحیح ہے لیکن اول مین نہین کیونکہ اگر وہان استعمال مین آتی تو کلیت ناجایز اکبر کی ہوتی - غرضکہ اس ہی طرحپر ان گیارہ ضربون کو چارون شکلون مین جانچو تو معلوم ہو گا کہ ہر شکل مین چھہ ضربین یعنے کل چوبیس صحیح رہتی ہین مگر ان چوبیس مین سے بھی پانچ اگرچہ صحیح ہین لیکن باعث دینے نتیجہ جزیہ کے جس حال مین کہ نتیجہ کلیہ نکل سکتا ہے بیکار رہین - مثلاً ضرب م ک - م ک - م ج کی شکل بیکار ہے زیرا کہ ضرب م ک - م ک - م ک کی بھی نکل سکتی ہے جس مین نتیجہ ضرب اول داخل ہے مثلاً -

کل انسان فانی ہین
کل ہندو انسان ہین
پس بعض ہندو فانی ہین

یہ ضرب بالکل صحیح ہے لیکن جس حال مین کہ نتیجہ کلیتہ یعنے "کل ہندو فانی ہین" نکل سکتا ہے تو یہ کس کام کا ہی - غرضکہ اس طرحپر کل انیس ضربین باقی رہتی ہین

چار شکل اوّل کی چار دوم کی چھ سوم کی پانچ چہارم کی چنانچہ سب ضربین بہ ترتیب ذیل مین مندرج ہین -

شکل ۱ - م ک - م ک - م ک + س گ - م ک - س ک + م ک - م ج - م ج + س ک -
م ج - س ج -

شکل ۲ - س ک - م ک - س ک + م ک - س ک - س ک + س ک - م ج - س ج + م ک
س ج - س ج -

شکل ۳ - م ک - م ک - م ج + م ج - م ک - م ج - م ک - م ج - م ج + س ک - م ک
س ج + س ج - م ک - س ج + س ک - م ج - س ج -

شکل ۴ - م ک - م ک - م ج + م ک - س ک - س ک + م ج - م ک - م ج + س ک - م ک -
س ج + س ک - م ج - س ج -

صرف یہی ضربین صحیح ہین اور جو قیاس ضروب مندرجہ نقشہ بالا کے خلاف ہوگا ناجایز ہوگا - اگر نقشہ ضروب کا بخوبی یاد کرلیا جائے تو جو کوئی قیاس کسی بحث مین پیش کیا جاوے اوسکی صحت فوراً معلوم ہوجاویگی -

نقشہ ضروب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موجبہ کلیہ صرف شکل اول ہی کا نتیجہ واقع ہوتا ہے اور باقی اور قضیئے بھی اس کے نتیجے ہوتے ہین - شکل دوم کا نتیجہ صرف سالبہ آتا ہے اور سیوم کا صرف جزیہ -

۳ - خلف - بعض منطقین شکل اوّل کی ضربون کو ضروب بیئنہ اور کاملہ کہتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ قول ارسطاطالیس یعنی وہ قانون جسپر بنا قیاس کی ہے اس شکل کے جتنے قیاس ہین اون سب پر بالمطابقت صحیح آتا ہے - تین اور شکلین

جو رہین اونکی ضربین بموجب قانون "خلف" کے شکل اول مین لاتے ہین یہان تک کہ وہی نتیجہ اس شکل مین بہی نکل آتا ہے۔ **خلف** کسی ضرب کی ترتیب کے بدلنے اور پہلی شکل مین لانے کو کہتے ہین۔ اور یہ دو طرح پر ہے۔

ایک تو یہ کہ لانا کسی قیاس کا بموجب قاعدہ عکس کے (اور کبہی کبریٰ کو صغریٰ اور صغریٰ کو کبریٰ کرنا) شکل اول کی کسی ضرب کی صورت مین تاکہ وہی نتیجہ نکل آوے جو اوس قیاس مین نکلا تہا۔ یا ایسا نتیجہ نکلے کہ عکس کرنے سے وہی ہو جائے جو اوس قیاس مین تہا دوسرے یہ کہ شکل دوم یا سیوم یا چہارم کا کوئی قیاس ہو اوسکے نتیجہ کی صحت شکل اول مین جا کر اس طرح پر ثابت کرنا کہ نقیض اس نتیجے کی غلط ہے پس اگر شکل سے ثابت ہو جاوے کہ نقیض اس نتیجہ کی غلط ہے تو البتہ وہ نتیجہ صحیح ہوگا۔

پس معلوم ہوتا ہے کہ تین اور شکلون کی ضربین جو رہین اون کے نتیجون کی صحت شکل اول سے بہی دریافت ہو جاتی ہے۔ بعض منطقین اس خلف کا بہت طول طویل بیان کرتے ہین لیکن یہ محنت فضول ہے جس حال مین کہ ہر قیاس کی صحت دریافت کرنے کے واسطے قواعد کافی موجود ہین۔

لمبرٹ صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ خلف کے قاعدے سے اخیر کی تین شکلونکی قیاسات کو شکل اول مین لانا فضول ہے۔ بعضے حال کے بڑے لایق معقولی جیسے ٹامسن صاحب ہین اس کل بحث کو بیکار جانتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ خلف کی کچھ ضرورت نہین۔

ہر شکل کے لئے علیحدہ علیحدہ صحت و عدم کے دریافت کے قاعدے کافی موجود ہین اور
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہملٹن صاحب کے قاعدہ کمیتِ محمول سے خُلف کی کچھ ضرورت
نہین رہتی۔

لیکن جو لوگ اس باب مین کچھ واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہین اونکی تسکین
کے واسطے مختصر بیان معہ مثال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے دلیل خُلف
کی دو قسمین ہین۔

قسم اول خُلف۔ کی یہ ہے کہ صغریٰ کو عکس مستوی کے قاعدہ سے بدلکر
کبریٰ کی جگہہ رکھین۔ ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر کی تین شکلون کی ضروب کو
اسی قسم کے خُلف سے کس طرح بہ شکل اول بدلا ہے۔

شکل دوم	**شکل اول**
م ک۔ کل ا۔ ب ہے	کوئی۔ ب ج۔ نہین (عکس مستوی سے)
س ک۔ کوئی ج ب نہین	کل ا۔ ب ہے
س ک۔ کوئی ج۔ ا نہین	کوئی ا۔ ج نہین

شکل سیوم

م ج بعض ب ا۔ ہے	کل ب۔ ج ہے
م ک کل ب ج ہے	بعض ا۔ ب ہے (عکس مستوی سے)
	بعض ا۔ ج۔ ہے
م ج بعض ج ا۔ ہے	بعض ج ا ہے۔ عکس مستوی سے

شکل چہارم

س ک	کوئی اب نہین	کوئی ب ا نہین (عکس مستوی سے)
م ک	کل ب ج ہے	بعض ج ب ہے (عکس مستوی سے)
م ج	بعض ج ا نہین	بعض ج ا نہین

تیڑہے خطوط × سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدمات بدلکر نئی صورت قیاس مین ہو گئے ہین - ایک مثال عبارتی شکل دوم کی ضرب (م ک - س ک - س ک) مذکورہ صدر کو کافی ہوگی - طالب علم کو اچھا مشق ہو جایگا اگر اپنی طرف سے چند مثالین تجویز کرکے اسی طرح عمل کرے -

مثال
ہر طامع بے صبر ہوتا ہے
نیک لوگ بے صبر نہین ہوتے
اسلئے نیک آدمی طامع نہین ہوتے

اس قیاس کو شکل اول کی ضرب (س ک - م ک - س ک) کی صورت مین اس طرح بدل سکتے ہین کہ صغری کو عکس مستوی سے بدلکر کبری کی جگہہ رکھین -

مثلاً
کوئی بے صبر نیک نہین
ہر طامع بے صبر ہے
اسلئے کوئی طامع نیک آدمی نہین

اس نتیجے کا عکس یہ ہے کہ "نیک آدمی طامع نہین ہے" جیسا پہلے ہوا -

دوسری قسم خلف سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ نتیجہ صحیح ہے کیونکہ جب نقیض نتیجہ شکل اول کے قیاس کا - ایک مقدمہ بناکر رکھا جاتا ہے تو نتیجہ

صریح غلط نکلتا ہے مثلاً دوسری شکل کی ضرب م ک۔ س ج۔ س ج کو لو۔

تمام نیک قانع ہین
بعض دولتمند قانع نہین ہین
پس بعض دولتمند نیک نہین

فرض کرو کہ اگر یہ نتیجہ صحیح نہین ہے تو نقیض نتیجہ کو شکل اول کے قیاس کا ایک مقدمہ بناؤ اس طرحپر کہ۔

تمام نیک قانع ہین
کل دولتمند نیک ہین
اسلئے۔ کل دولت مند قانع ہین

یہ نتیجہ نہ فقط صریح غلط ہے بلکہ خلاف واقع ہے کیونکہ اصل قیاس جسکی مقدمات صحیح فرض کئے ہین صغریٰ اس قیاس کا اوسکے مخالف ہے۔ اسواسطے قیاس کے مقدمات مین سے ایک ضرور غلط ہوگا یا ترتیب قیاس مین کچھہ قصور ہوگا لیکن چونکہ یہ دلیل یعنے ترتیب قیاس بہ شکل اول ہے ہم جانتے ہین کہ صحیح ہے۔ اس واسطے ایک مقدمہ ضرور غلط ہوگا اور وہ مقدمہ صغریٰ ہے کیونکہ کبریٰ اصل قیاس سے صحیح فرض کرلیا گیا ہے۔ حروف ہجا سے اسکی مثال اس طرح ہے۔

کل ا۔ ب ہے
کل ج ب نہین
بعض ج ا نہین

یہ نتیجہ ضرور صحیح ہے۔ اگر نہو تو نقیض اسکی صحیح ہوگی یعنے کل ج ا ہے + اس

قضیہ کو شکل اول کے قیاس کا ایک مقدمہ بنا کر رکھین تو مثال یہہ ہو گی کہ۔

کل ا۔ ب ہے
کل ج ا ہے
کل ج ب ہے

لیکن پہلے قیاس کے مقدمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ”بعض ج۔ ب نہین ہے“ اور چونکہ یہہ مقدمہ مخالف نتیجہ ”کل ج۔ ب ہے“ کے ہے اسواسطے دونون صحیح نہین رہ سکتے ہین۔ لیکن ”کل ج۔ ب نہین“ پہلے قیاس کا مقدمہ صحیح فرض کر لیا گیا ہے اسواسطے یہ نتیجہ کہ ”کل ج ب ہے“ غلط ہونا چاہیئے۔ اگر غلط ہے تو یا تو ترتیب قیاس مین یا کسی مقدمہ مین غلطی ہے۔ لیکن ترتیب قیاس بحسب شکل اول درست ہے۔ اسواسطے کوئی مقدمہ غلط ہے لیکن کبریٰ غلط نہین ہو سکتا کیونکہ اصل قیاس مین صحیح فرض کر لیا گیا ہے۔ اس سبب سے صغریٰ ”کل ج۔ ب ہے“ ضرور غلط ہے اور اوسکی نقیض پہلے قیاس مین کہ ”کل ج۔ ب نہین ہے“ صحیح ہے۔

فصل ۴

بیان قیاس شرطیہ کا

یہانتک ہمنے اون قیاسونکا جو مرکب ہین حملیات سے بیان کیا اور جنکو قیاس حملیہ کہتے ہین۔ اب ہم بیان کرتے ہین اون قیاسونکا جو مرکب ہین شرطیات سے۔

واضح ہو کہ جس قیاس مین قضیہ شرطیہ پایا جاتا ہے اوسے شرطیہ کہتے ہین اور جیسا قضیہ جس قیاس مین پایا جاتا ہے ویسا ہی اوسکا نام ہوتا ہے۔ اگر قضیہ متصلہ پایا جاوے تو قیاس اتصالی۔ اور اگر قضیہ منفصلہ پایا جاوے تو انفصالی کہین گے۔ قیاس شرطیہ مین کبریٰ قضیہ شرطیہ اور صغریٰ حملیہ ہوتا ہے اور نتیجہ بھی حملیہ نکلتا ہے۔ قضیہ شرطیہ کے جزاول کو مقدم اور دوسرے کو تالی کہتے ہین اور بعض جگہہ مقدم پیچھے آجاتا ہے اور تالی اول۔

مثال قضیہ شرطیہ

اگر زید کو بخار ہے تو وہ بیمار ہے

یہان پر اگر زید کو بخار ہے مقدم اور تو وہ بیمار ہے تالی ہے اور مقدم اگر تالی کی جگہہ آجائے تو یون ہوگا کہ۔

"زید بیمار ہے اگر اوسکو بخار ہے"

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ قیاس شرطیہ یا اتصالی ہوتا ہے یا انفصالی۔

۱۔ قیاس اتصالی

اول ہم بیان کرتے ہین اتصالی کا جس کا کبریٰ شرطیہ متصلہ ہوتا ہے اور صغریٰ حملیہ مثال اسکی

اگر زید کو بخار ہے تو بیمار ہے
لیکن زید کو بخار ہے
پس وہ بیمار ہے

وہی مثال بذریعہ حروف

اگر ا - ب ہے تو ا - د - ہے
لیکن ا - ب - ہے
پس ا - د - ہے

اس مثال سے بخوبی روشن ہے کہ اگر مقدم تسلیم کیا جائے تو تالی کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا - پس یہ پہلا قاعدہ نکلا کہ -

---

۱ - اگر مقدم تسلیم کیا جاوے تو تالی کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا -

لیکن اگر مقدم کا انکار کیا جائے تو کچھ ضرور نہیں کہ تالی کا بھی انکار کیا جائے مثلاً

زید کو بخار نہیں ہے
پس وہ بیمار نہیں ہے

یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ اگر بخار نہو تو بیمار بھی نہو - شاید کسی اور سبب سے بیمار

اگر تالی کا انکار کیا جائے تو مقدم کا بھی انکار کرنا پڑیگا مثلاً -

زید بیمار نہیں ہے
پس اوسکو بخار نہیں ہے

صاف ظاہر ہے کہ اگر زید بیمار نہیں ہے تو اوسکو بخار بھی نہیں ہے - پس دوسرا قاعدہ یہ نکلا کہ -

---

۲ - اگر تالی کا انکار کیا جائے تو مقدم کا انکار بھی کرنا پڑیگا -

لیکن غور کرنا چاہیئے کہ اگر تالی تسلیم کیجاوے تو کچھہ ضرور نہین کہ مقدم بہی تسلیم کیا جاوے مثلاً یون نہ کہنا چاہیئے۔

زید بیمار ہے
پس اوسکو بخار ہے

کیونکہ شاید کسی اور سبب سے بیمار ہو۔

دونون قاعدون مذکورۂ بالا سے تیسرا قاعدہ نکلتا ہے۔

۳۔ اگر تالی تسلیم کیجائے یا مقدم کا انکار کیا جاوے تو کچھہ نتیجہ نہین نکلیگا۔

جب مقدم کو صادق قرار دیکر تالی کو صادق ٹھہراوین تو دعوی قایم ہوتا ہے اور جبکہ تالی کو قرار دیکر مقدم کو کاذب ٹھہراوین تو اوسوقت مین دعوی باطل ہوجاتا ہے اول صورت کو **مثبتہ** اور دوسری کو **منفیہ** کہنا چاہیئے۔ اول صورت کی قیاس مین واسطے قایم کرنے دعوے کے کل قضیئے متصلے کو کبری گردانتے ہین اور اوسکے عین مقدم کو صغری۔ پس عین تالی اوسکا نتیجہ نکلیگا چنانچہ مثال اسکی ذیل مین لکھی ہے۔

اگر یہہ شخص گنہگار ہے تو خدا اوس سے ناخوش ہے
لیکن یہ شخص گنہگار ہے
پس خدا اوس سے ناخوش ہے

واسطے باطل کرنے دعوے کے کل قضیئے متصلے کو جیسا پہلی صورت مین تہا کبری کرتے ہین اور نقیض تالی کو صغری پس نقیض مقدمہ نتیجہ نکلتا ہے مثلاً۔

اگر یہ شخص گنہگار ہے تو خدا اوس سے ناخوش ہے
لیکن خدا اوس سے ناخوش نہین ہے
پس وہ گنہگار نہین ہے

دوسری مثال

اگر انصاف کا قانون جاری ہو تو غریب غربونکا حق ٹھکانے رہتا ہے
لیکن غریب غربونکا حق ٹھکانے نہین رہتا ہے
پس انصاف کا قانون جاری نہین ہے

جیساکہ معلوم ہو چکا ہے (صفحہ ۹۴) قضیہ متصلہ کئی صورتون پر آتا ہے اور ویسی ہی صورت قیاس اتصالی کی بھی بدل جاتی ہے مثلاً۔

اگر ا-ب ہے تو ج-د ہے	اگر برسات تھوڑی ہے تو فصل ہلکی ہوگی
ا-ب ہے	برسات تھوڑی ہے
پس ج-د ہے	اسلئے فصل ہلکی ہوگی

قضیئے متصلے کے بموجب اور مثالین طالب علم بنا سکتا ہے۔ قیاس اتصالی کی ایسی صورتین بھی ہو سکتی ہین کہ دونو مقدمے متصلے ہون مثلاً۔

اگر ا-ب ہے تو ج-د ہے
اگر ج-د ہے تو ر-س ہے
اسلئے اگر اب ہے تو ر س ہے

جاننا چاہیئے کہ قضیہ متصلہ درحقیقت موجبہ کلیّہ ہوتا ہے خواہ اوسکا مقدم اور تالی کُلّی ہو یا جزئی موجبہ ہو یا سالبہ مثلاً۔

اگر کوئی شخص گناہ کرے خدا اوس سے خوش نہ ہوگا

دیکھو اگرچہ یہان پر مقدم موجبہ کلیہ اور تالی سالبہ کلیہ ہے تاہم کل قضیہ موجبہ کلیہ ہے۔

صدق اور کذب قضیۂ متصلے کا اوسکی تالی پر موقوف ہے یعنی اگر تالی مقدم کو لازم ہے تو قضیہ سچا ورنہ جھوٹھا۔ مثلاً

اگر زید کو بخار ہے تو وہ بیمار ہے

قضیہ متصلہ سچا ہے کسواسطے کہ تالی مقدم کو لازم ہے۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ۔

"اگر یہ آدمی چور ہے تو ہندو ہے"

قضیہ جھوٹھا ہے کیونکہ اسکی تالی مقدم کو مطلق لازم نہین ہے زیراکہ تالی اور مقدم کے درمیان کچھہ علاقہ ضروری نہین ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کل قضیہ متصلہ صادق ہوتا ہے لیکن مقدم اور تالی دونون کاذب ہوتی ہین۔ مثلاً

اگر علم بُری چیز ہے تو چھوڑ دینا چاہیئے

اس قضیۂ کے صادق ہونے مین کچھہ کلام نہین مگر دونون جزا سکے کاذب ہین یعنے نہ تو علم بُری چیز ہے نہ یہ کہ اوسکو چھوڑ دینا چاہیئے۔

قیاس اتصالی کو حملیہ کیطرف پھیرتے ہین یعنے قیاس حملیہ بناتے ہین سطرح پر کہ کبریٰ کی علامت اتصال "اگر" کو دور کرکی اوسکی جگہہ لفظ "جس موقعہ پر" یا

جس حالت مین" اور "اُس موقعہ پر" یا "اُس حالت مین" بڑھاتے ہین - مثلاً -

جس حالت مین زید کو بخار رہے وہ بیمار رہے
اس حال مین زید کو حالت بخار کی ہے
پس اس حال مین وہ بیمار رہے

قیاس اتصالی کی صحت دریافت کرنے کے واسطے بھی قواعد مستعمل ہین جو حملیہ کے واسطے تھے -

۲ - قیاس انفصالی

قیاس انفصالی وہ ہے جسکا کبریٰ قضیہ منفصلہ اور صغریٰ حملیہ ہو - صورت اوسکی یہ ہے -

یہ ا - یا ب ہے یا ج ہے
یہ ا - ب ہے
پس یہ ا - ج نہین ہے

دوسری مثال

یہ دہات یا سونا ہے یا چاندی
لیکن یہ چاندی نہین ہے
پس یہ سونا ہے

ناظرین کو معلوم ہو گا کہ کبریٰ مین دو جُز انفصالی ہوتے ہین اور صغریٰ مین دونون مین سے ایک موجبہ ہوتا ہے اور نتیجہ مین دوسرا سالبہ یا برعکس اسکے جیسا کہ دوسری مثال سے ظاہر ہے -

اور جاننا چاہیئے کہ یہہ کچھ ضرور نہین کہ دو ہی جز انفصالی ہون بلکہ تین ہون یا زیادہ - مثلاً -

یہ ا - یا ب ہے یا ج ہے یا د ہے
یہ ا نہ ب ہے نہ ج ہے
پس یہ ا - د ہے

دوسری مثال

"عالم قدیم ہے یا از خود بنگنا ہے یا کسی حکیم کا بنایا ہے
لیکن عالم نہ تو قدیم ہے نہ از خود بنگیا
پس کسی حکیم کا بنایا ہے

تیسری مثال

زاویہ ا - یا برابر ہوگا یا بڑا ہوگا یا کم ہوگا زاویہ ب سے
لیکن زاویہ ا - نہ برابر ہے نہ کم ہے زاویہ ب سے
پس زاویہ ا - ضرور بڑا ہوگا زاویہ ب سے

ایک سہل سا قاعدہ واسطے قیاس انفصالی کے یہ ہے کہ -

اگر ایک جز کاذب قرار دیا جائے تو دوسرا صادق قرار دیا جائیگا -

جاننا چاہیئے کہ کبھی اس عام قاعدہ کے خلاف بھی واقع ہوا کرتا ہے - مثلاً -

بہ سبب نیکی کے ہم یا انسان کی نظرین پسند آتے یا خدا کی نظرین

یہانپر ممکن ہے کہ دونون جز صادق ہون - جب بیانمین ایسا قضیہ واقع ہو تو وہاپر طرز بیان سے معلوم ہو جائیگا کہ دونون جز صادق ہین یا صرف ایک -

۳- قیاس مرکب شرطیہ

قیاس مرکب شرطیہ اوس کو کہتے ہین جسکا کبرٰی قضیہ متصلہ مرکب ہوتا ہی اور صغریٰ قضیہ منفصلہ +

اس قیاس مین درحقیقت دو یا اس سے زیادہ قیاس اتصالی ہوتے ہین جن سب کو اختصار کے لئے ملا کر ایک کردیتے ہین -

قیاس مرکب شرطیہ کی کئی صورتین ہین مثلاً اول صورت وہ جس مین کئی ایک مقدم ہوتے ہین اور تالی ایک ہوتی ہے یا تالی کئی ایک اور مقدم سب کا ایک

مثال ۱-

اگر ا-ب ہے یا ج د ہے تو ر-س ہے
لیکن یا تو ا-ب ہے یا ج- د ہے
پس ر-س ہے

مثال ۲-

اگر ا-ب ہے تو ج د ہے یا ر-س ہے
لیکن نہ تو ج- د ہے نہ ر-س ہے
پس ا-ب نہین ہے

دوسری صورت وہ ہے جس مین کئی ایک مقدم ہوتے ہین اور ہر مقدم کی تالی جدا ہوتی ہے مثلاً-

اگر ا-ب ہے تو ج د ہے اور اگر ر-س ہے تو ن ک ہے اور اگر ل م ہے تو ن د ہے
لیکن یا ا-ب ہے یا ر-س ہے یا ن ک ہے

پس ج - د ہے یا ن ک ہے یا ن د ہے

یہ سب مثالین مذکورہ مثبتہ ہین - اگر ہم چاہین منفیہ بنا سکتے ہین -

اول صورت کی مثال یہ ہے کہ -

اگر پاک لوگونکو بہشت مین کسی باتکی خواہش نہین ہوتی ہے یا ہوتی ہے پر پوری ہوجاتی ہے
تو اونکو کمال راحت ہوگی
لیکن اونکو یا تو خواہش نہین ہوتی یا ہوتی ہے تو پوری ہوجاتی ہے
پس پاک لوگون کو بہشت مین کمال راحت ہوگی

اوپر مذکور ہوچکا ہے کہ قیاس مرکب شرطیہ درحقیقت دو یا اس سے زیادہ قیاس ہوتے ہین جنکو ملا کر ایک کر دیتے ہین اور صغری جنکا منفصلہ ہوتا ہے - چنانچہ واسطے ظاہر کرنے اس بات کے دونو قیاس جو اس قیاس مرکب مین ملا کر ایک کر دیتے ہین جدا جدا کر کے لکھے جاتے ہین -

۱- اگر پاک لوگونکو بہشت مین چاہ کسی باتکی نہین ہوگی تو وے کمال راحت مین ہونگے
لیکن اونکو چاہ نہین ہوگی
پس پاک لوگ بہشت مین کمال راحت مین ہونگے
۲- اگر پاک لوگونکی چاہ بہشت مین پوری ہوجایگی تو وے کمال راحت مین ہونگے
لیکن اونکی چاہ بہشت مین پوری ہوجایگی -
پس پاک لوگ بہشت مین کمال راحت مین ہونگے -

دوسری مثال - تالی کئی ایک اور مقدم ایک

اگر انسان نیکی علم کی ترقی نہین کرسکتا ہے تو وہ نرا حیوان ہے یا خدا کی برابر ہے

لیکن نہ وہ نرا حیوان ہے نہ خدا کے برابر ہے

پس وہ نیکی و علم کی ترقی کر سکتا ہے

اسکے بھی دو قیاس ہو سکتے ہین مثلاً۔

۱۔ اگر انسان نیکی و علم کی ترقی نہین کر سکتا ہے تو وہ نرا حیوان ہے

لیکن وہ نرا حیوان نہین ہے

پس وہ نیکی و علم کی ترقی کر سکتا ہے

۲۔ اگر انسان نیکی و علم کی ترقی نہین کر سکتا ہے تو وہ خدا کے برابر ہے

لیکن وہ خدا کے برابر نہین ہے

پس انسان نیکی و علم کی ترقی کر سکتا ہے

قیاس مرکب کی دوسری صورت کی مثال جسکے کئی مقدم ہوتے ہین اور ہر مقدم کی تالی جدا ہوتی ہے۔

اگر یہ آدمی عقلمند ہوتا تو خدا کی نسبت بے تمیزی کا کلمہ ٹھٹھے سے زبان پر نہ لاتا

اور اگر نیک ہوتا تو حقیقت مین ایسا نکرتا اور اگر خیر خواہ انسان کا

ہوتا تو بھولکر بھی ایسا نکرتا۔

لیکن وہ یا تو ٹھٹھے سے یا حقیقتاً یا بھولکر ایسا کرتا ہے

پس وہ یا تو عقلمند نہین یا نیک نہین یا انسان کا خیر خواہ نہین

اس قیاس مین بھی تینون قیاس جدا ہو سکتے ہین۔

۱ اگر یہ آدمی عقلمند ہوتا تو خدا کی نسبت بے تمیزی کا کلمہ ٹھٹھے سے زبان پر نہ لاتا

لیکن وہ بے تمیزی کا کلمہ ٹھٹھے سے زبان پر لاتا ہے

پس وہ عقلمند نہین ہے

۲ اگر یہ آدمی نیک ہوتا تو خدا کی نسبت بے تمیزی کا کلمہ حقیقت مین زبان پر نہ لاتا
لیکن وہ بے تمیزی کا کلمہ خدا کی نسبت زبان پر لاتا ہے
پس وہ نیک نہین ہے

۳ اگر یہ آدمی خیر خواہ انسان کا ہوتا تو خدا کی نسبت بے تمیزی کا کلمہ بھولکر زبان پر نہ لاتا
لیکن وہ خدا کی نسبت بے تمیزی کا کلمہ بھولکر زبان پر لاتا ہے
پس وہ خیر خواہ انسان کا نہین ہے

قیاس مرکب شرطیہ دو تین قیاسون شرطی سے جو اختصار کے ساتھ ہون ملکر بنتا ہے۔

قیاس مرکب شرطیہ بھی قیاس حملیہ کی صورت مین ہوسکتا ہے اور واسطے دریافت کرنے صحت اس قیاس کے بھی وہی قواعد جنکا بیان اوپر آچکا استعمال کرنا دین اور جیسا کہ قیاس اتصالی کو حملیہ کی طرف پھیرنے کے واسطے لفظ "جس موقعہ پر" اور "اس موقعہ پر" وغیرہ مستعمل ہین اسی طرح اس مین بھی ہونا چاہئے مثلاً۔

جس موقعہ پر ا-ب ہوتا یا ج-د ہوتا ہے اوس موقعہ پر ر-س ہوتا ہے
اس موقعہ پر ا-ب ہے-یا ج-د ہے
پس اس موقعہ پر ر-س ہے

اگر مقدمات تسلیم کئے جائین تو جو نتیجہ انسے نکلیگا اوسکو ضرور ماننا چاہیئے۔

فصل ۵

قیاس بے ترتیب و مرکب

قیاس مخفف

جس قیاس کا ایک قضیہ یعنے کبریٰ یا صغریٰ مقدر ہو اوسکو قیاس مخفف سمجھنا چاہیے۔ جیسا کہ اس کتاب مین بیان ہو چکا ہے (صفحہ ۷۵-۵) اکثر یون ہوا کرتا ہے کہ دلیلون مین مفصل بیان نہین ہوتا ہے اس لیئے کہ اوس دلیل کو ہم ویسا ہی سمجھتے ہین اگرچہ بعض قضیئے چھوڑتے جائین۔ مخفف دلیلین اکثر اسی صورت مین ہوا کرتی ہین۔ اور یہ اختیار ہے کہ کبریٰ صغریٰ مین سے جونسا چاہین مقدر کرین۔ مثلاً ایک دلیل ہے کہ۔

کل انسان فانی ہین
زید انسان ہے
پس زید فانی ہے

اب اگر ہم چاہین تو کبریٰ کو اس دلیل مین نہ ذکر کرین مثلاً

زید انسان ہے
پس زید فانی ہے

دونو طرح دلیل پوری ہے کیونکہ قضیہ مقدرہ ذہناً سمجھا جاتا ہے گو کہ لفظاً موجود نہو۔

جاننا چاہیئے کہ مخفف قیاس سے پورا قیاس بہ آسانی بن سکتا ہے کیونکہ تینوں
جز قیاس کے یعنے اکبر اور اصغر اور حد اوسط موجود ہین۔ قیاس مخفف کی تجزی دیکھنے سے
معلوم ہو جاتا ہے کہ اکبر اور اصغر یہ ہین کیونکہ نتیجہ مین ہمیشہ یہہ جز موجود ہوتے ہین
اور چونکہ موضوع نتیجہ کا اصغر ہوتا ہے اور اوسکا محمول اکبر یہ معلوم ہو جاتا ہے
کہ یہہ قضیہ قیاس مخفف مین کبریٰ ہے یا صغریٰ۔ مثلاً پہلی مثال مذکورہ قیاس
مخفف مین معلوم ہوتا ہے کہ پہلا قضیہ جو ہے صغریٰ ہے اس سبب سے کہ نتیجہ
کا موضوع اوسمین پایا جاتا ہے اور دوسری مثال مین جو قضیہ پایا جاتا ہے ضرور
کبریٰ ہوگا کیونکہ نتیجہ کا محمول اوس مین موجود ہے۔ پس جب معلوم ہو جاتا ہے
کہ کونسا مقدمہ اس قیاس مین موجود نہین ہے اوس ہی کو لاکے پورا قیاس
بنا لیتے ہین اور اوسکی صحت بذریعہ اون قواعد کے جو واسطے پرکھنے قیاس کے
مقرر ہے دریافت کر لیتے ہین۔

جاننا چاہیئے کہ اکثر دلیل مین کبریٰ مقدر ہوا کرتا ہے اسوجہ سے کہ وہ ایک
ایسا مشہور و معروف قضیہ ہے کہ بغیر ذکر کرنے کے بہ آسانی اوسے تسلیم کر لیتا
ہے۔ مثلاً اگر کوئی بیان کرے کہ زید فانی ہے تو کبریٰ یعنے کل انسان فانی ہین
اسکو مقدر کریگا کیونکہ ادنی اور اعلیٰ اس حقیقت سے واقف ہین کہ سب آدمی
مرنے والے ہین پس وہ یون کہے گا کہ۔

زید انسان ہے
پس وہ فانی ہے

بعض موقعہ پر قیاس مخفف قیاس کی صورت پر نہین ہوتا ہے جیسا کوئی کہے کہ۔

زید فانی ہے
کیونکہ وہ افغان ہے

جہان کہین کوئی حرف علت کا جیسا چونکہ کیونکہ اس باعث سے وغیرہ کسی قیاس مخفف کے قضیون کو باہمدیگر ربط دے تو اگر ہم چاہین اونکا عکس یعنے مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرین گے اور حرف علت کو دور کر کے آخر کے قضیہ مین لفظ پس بڑہا دین گے تو اس حالت مین پورا قیاس بننے کے لایق ہوگا۔ پس اوپر کی مثال کو اگر اس صورت مین لا دین تو یون ہوگا۔

زید انسان ہے
پس زید فانی ہے

قیاس مخفف سے پورا قیاس بنانے کا قاعدہ یہ ہے

اگر کسی مقدمہ مین موضوع نتیجے کا پایا جاوے تو وہ صغری ہے اور اگر محمول پایا جاوے تو کبری۔

قیاس مسلسل

قیاس مسلسل شکل اول کے کئی قیاسون مختصر کے سلسلے کو کہتے ہین۔

یہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ بحث مباحثہ مین ہر دلیل کو بجنسہ بصورت قیاس علیحدہ علیحدہ

کر کے نہین بیان کرتے ہین بلکہ بعض قضیئے ایسے موقعہ پر مقدر کرتے ہین - اگر کئی ایک قیاس سلسلہ وار اس ترتیب سے بیان کئے جاوین کہ نتیجہ ہر قیاس کا دوسرے کا مقدم واقع ہو تو ایسے اختصار کو قیاس مسلسل کہتے ہین - اور یاد رکھنا چاہیئے کہ قیاس مسلسل مین محمول قضیہ اول کا دوسرے قضیہ کا موضوع ہوتا ہے اور تیسرے کا محمول چوتھے کا موضوع واقع ہوتا ہے - حتی کہ سب سے آخر کے قضیہ کا محمول قضیہ اول کا محمول پڑتا ہے - یہی قاعدہ اکثر دلیل لانے کا ہے - مثال قیاس مسلسل کی ذیل مین مندرج ہے -

ا - ب ہے
ب ج ہے
ج - د ہے
د - ر ہے
ر - س ہے
پس ا - س ہے

اور اگر ان حروف کے عوض مین قضیئے قایم کئے جائین تو مثال یون ہوگی -

ذہن ایک قوت دراکہ ہے
قوت دراکہ روح ہے
روح غیر جسم ہے
جو چیز غیر جسم ہے غیر فانی ہے
جو چیز غیر فانی ہے ابد تک رہیگی
پس ذہن ابد تک رہے گا

اگر اس دلیل مختصر مین جتنے قیاس داخل ہین اون سب کو جدا جدا کر کے رکھین تو دلیل یون ہوگی۔

ب ج ہے	ج د ہے	د ر ہے	ر س ہے
ا ب ہے	ا ج ہے	ا د ہے	ا ر ہے
پس ا ج ہے	پس ا د ہے	پس ا ر ہے	پس ا س ہے

یہ مثال حروف کی ہوئی۔ قضیون کی مثال یہ ہے۔

۱
قوت دراکہ روح ہے
ذہن ایک قوت دراکہ ہے
پس ذہن روح ہے

۲
روح غیر جسم ہے
ذہن روح ہے
پس ذہن غیر جسم ہے

۳
جو چیز غیر جسم ہے غیر فانی ہے
ذہن غیر جسم ہے
پس ذہن غیر فانی ہے

۴
جو چیز غیر فانی ہے ابد تک رہیگی
ذہن غیر فانی ہے
پس ذہن ابد تک رہیگا

اب دیکھنا چاہیے کہ یہ سب قیاس شکل اول کے ہین اور قیاس مسلسل سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ب۔ ج۔ د۔ ر۔ جو قیاس مین دو دو بار آئے ہین حد وسط ہین۔ اور معلوم ہوگا کہ قیاس مسلسل مین اوتنے حد وسط ہوتے ہین جتنے اول قضیے

اور نتیجے کے بیچ مین قضیے ہوتے ہین - پس ظاہر ہے کہ جتنے حد اوسط ہین اوتنے ہی

قیاسون سے اختصار کر کے قیاس مسلسل بناہے اور علاوہ اسکے ان قیاسونکو قیاس

مسلسل سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس مین صغری صرف ایک ہوتا ہی

یعنے "ا - ب ہے" اور باقی سب کبری ہوتے ہین - غرضکہ یہ ظاہر ہے کہ قیاس مسلسل

مین اصغر کو لیکے ایک حد اوسط کو دوسرے سے سلسلہ وار ملاتے چلے آتے ہین حتی

کہ نتیجہ مین آگر اوس ہی اصغر کو سب سے آخری قضیہ کے محمول سے نسبت دیتے ہین

اس طرح گویا کہ صرف ایک ہی قیاس ہوتا ہے چنانچہ مثال مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ اصغر

ب - اکبر - س سے بذریعۂ حد اوسط ب - ج - د - ر کے نسبت دیا گیا ہے -

جبکہ یہ بات قرار پائی کہ قیاس مسلسل قیاسون شکل اول کا اختصار ہے تو معلوم ہوا

کہ قیاس مسلسل مین بجز قضیۂ اول کے اور کوئی جزیہ نہین ہوتا ہے اس سبب سے

کہ پہلا قضیہ صغری ہوتا ہے اور شکل اول مین صغری ہی جزیہ آتا ہے نہ یہ کہ کبری

(صفحہ ۱۰۸) اور باقی سب کبری ہوتے ہین - اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قیاس

مین صرف ایک ہی قضیہ سالبہ ہوتا ہے اور وہ آخری ہے کیونکہ اگر اور کوئی قضیہ

سالبہ ہو تو علاوہ قیاس آخری کے ایک اور قیاس قیاس مسلسل مین ایسا ہوگا کہ جسکا نتیجہ

سالبہ نکلے گا اور یہ نتیجہ قیاس مین صغری واقع ہوگا لیکن شکل اول مین صغری سالبہ

نہین ہوتا ہے (صفحہ ۲۰۸) پس ایک قاعدہ ذیل مین لکھتے ہین -

قیاس مسلسل مین سوا نتیجے کے صرف پہلا قضیہ جزیہ ہوتا ہے اور صرف آخری یعنی نتیجے کے اوپر جو ہوتا ہے سالبہ ہوتا ہے۔

جو قیاس مسلسل اس قاعدے کے خلاف ہوگا صحیح نہین ہوگا۔ جب قیاس مسلسل کے سب قیاس الگ الگ کر کے لکھے جائین تو اون کی صحت اون قاعدون سے دریافت کرنا چاہیے جو اس مقصد کے واسطے مقرر ہین + قاعدہ واسطے جدا کرنے قیاس کے یہہ ہے۔

قیاس مسلسل کے دوسرے قضیئے کو پہلا قیاس بنانے کے واسطے کبری اور پہلے قضیہ کو صغری گردانتے ہین اور پہر اون دونون مقدمات سے جو نتیجہ نکلتا ہے اوس دوسرے قیاس کا صغری کرتے ہین اور اس ہی قیاس کا کبری قیاس مسلسل کے تیسرے قضیہ کو قایم کرتے ہین۔ اسی طرحپر کرتے چلے جاتے ہین جبتک سب حدا وسط تمام نہو جاوین۔

قیاس مسلسل کا عکس بھی ہو سکتا ہے چنانچہ مثال ذیل سے ظاہر ہے۔

ر۔ س ہے

د۔ ر ہے

ج۔ د ہے

ب۔ ج ہے

ا۔ ب ہے

پس ا۔ س ہے

مثال قضیون کی یہہ ہے۔

جو چیز غیر فانی ہے ابد تک رہیگی

جو چیز جسم نہین غیر فانی ہے

روح جسم نہین ہے

قوت دراکہ روح ہے

ذہن قوت دراکہ ہے

پس ذہن ابد تک رہے گا

یہان پر دیکھنا چاہیئے کہ اس صورت مین بہی وہی نتیجہ نکلا جو پہلی صورت مین نکلا تہا گو کہ قضیئے قیاس کے سب ادلٹے ہو گئے ہین۔

یہ بہی معلوم کرنا چاہیئے کہ اس عکس کی صورت مین پہلا قضیہ جو لاتے ہین اوسکے افراد اور قضیون سے زیادہ ہوتے ہین اور کلی سے جزئی کی طرف دلیل لاتے ہین اکثر موقعہ آکر پڑتا ہے کہ یونہین دلیل لانا اچھا ہوتا ہے۔

قیاس مسلسل قضیون متصلہ سے بہی مرکب ہوتا ہے اور تب قیاس مسلسل شرطیہ کہتے ہین۔ قیاس مسلسل شرطیہ قضیون متصلون کے سلسلے سے مرکب ہوتا ہے اور وہ قضیئے اس طرحپر آتے ہین کہ تالی ہر قضیہ اول کی اپنے مابعد کا مقدم واقع ہوتی ہے اور نتیجہ یا تو پہلے مقدم کو آخری تالی کے ساتھہ نسبت اثبات دینے سے حاصل ہوتا ہے یا آخری تالی کو پہلے مقدم کے ساتھہ نسبت نفی دینے سے۔ مثلاً۔

اگر ا۔ب ہے تو ج۔د ہے
اگر ج۔د ہے تو ر۔س ہے
لیکن ا۔ب ہے۔پس ر س ہے

یا

اگر ا۔ب ہے تو ج۔د ہے
اگر ج۔د ہے تو۔ر۔س ہے
لیکن ر۔س نہین۔پس ا۔ب نہین

مثال اول قیاس مسلسل شرطی بالایجاب کی۔

اگر خدا پاک ہے تو بانی گناہ کا نہین ہے
اگر وہ بانی گناہ کا نہین ہے تو قسمت کا مسئلہ غلط ہی
لیکن خدا پاک ہے پس قسمت کا مسئلہ غلط ہے

مثال دوسری قیاس مسلسل شرطی بالسلب کی۔

اگر جوا کھیلنا اچھی بات ہے تو اوسکا کھیلنا درست ہی
اگر کھیلنا درست ہے تو اوسکا انجام بہتر ہوگا۔
لیکن اوسکا انجام بہتر نہین ہوتا پس اوسکا کھیلنا درست نہین ہی

قیاس مسلسل شرطیہ کو اوسی قاعدہ کی روسے جو شرطیہ کو حملیہ مین لانے کے واسطے مقرر ہے حملیہ بھی کر سکتے ہین (صفحہ ۱۱۰) اور پھر صحت اوسکی قاعدون قیاس مسلسل سے معلوم ہو جاتی ہے یا یہ کہ اوس قیاس مسلسل مین جتنے قیاس شرطیہ داخل ہین اون سب کو جدا جدا کر کے پھر اون کی صحت اوسی قاعدہ کی روسے جو قیاسون شرطیہ کی صحت معلوم کرنے کے واسطے مقرر ہے دریافت کیجاوے (صفحہ ۱۱۰)

اب ہم کل بیان قیاسون کا بالاجمال لکھتے ہین۔

بیان مجمل

قیاس اس طرح پر منقسم ہے۔

قیاس	حملیہ شرطیہ	اتصالی انفصالی مرکب
اور قسم کا قیاس	قیاس مخفف قیاس مسلسل	

قواعد

۱۔ قیاس اتصالی کے لئے

پہلا۔ اگر مقدم تسلیم کیا جاوے تو تالی بھی ضرور تسلیم کرنی پڑیگی۔

دوسرا۔ اگر تالی کا انکار کیا جاوے تو مقدم کا بھی انکار کرنا پڑیگا۔

تیسرا۔ اگر تالی تسلیم کیجاوے یا مقدم کا انکار کیا جاوے تو کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا۔

۲۔ قیاس انفصالی کے لئے

اگر ایک جز کاذب قرار دیا جاوے تو دوسرا صادق قرار دیا جاویگا۔

۳۔ قیاس مخفف کے لئے

اگر کسی مقدمہ مین موضوع نتیجہ کا پایا جاوے تو وہ صغری ہے اور اگر محمول پایا جاوے تو کبری ہے۔

۴۔ قیاس مسلسل کے لئے

قیاس مسلسل مین سوا نتیجہ کے صرف پہلا قضیہ جزیہ ہوتا ہے اور صرف آخری قضیہ یعنی نتیجہ کے اوپر جو ہوتا ہے سالبہ ہوتا ہے۔

حصہ ۴

منطق استعمالی

منطق استعمالی سے یہ مراد ہے کہ اس علم کو جہان کہین حاجت پڑے عمل مین
لاوین - چنانچہ منطق استعمالی اوس علم منطق سے جو صرف ذہن مین ہو فقط اسی بات
مین مختلف ہے - کسی علم کا جان لینا اور بات ہے اور اوسکا مشق رکھنا اس طرح پر
کہ روزمرہ کام مین آوے اور بات ہے - مثلاً یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص جتنے ہتھیار
بڑہی کے کام کرنے کے ہون سب کا نام بخوبی جانتا ہو اور اس بات سے بھی واقف
ہو کہ فلانا ہتھیار فلانے کام مین آتا ہے اور اس کو اس طرح استعمال مین لانا چاہئے -
غرضکہ سب کام بڑہی کا جانتا ہو مگر با این ہمہ چاہیئے کہ کوئی چیز اون ہتھیارون سے
بڑہی کی طرح بنالے تو کبھی نہ بنے گی پس مشق رکھنا بڑہی کے کام کا اور بات ہے
و صرف جان لینا اوس کا اپنے ذہن مین اور بات ہے - اسی طرح اگر کوئی شخص ایک
کتاب کو پڑہکر پیمایش کے قاعدون سے واقف ہو جاوے تو ہو جاوے مگر مشق
جو ایک چیز ہے وہ جبتک کھیتون کھیتون ناپتا نہ پھرے اور طرح طرح کی باتین اوسکی

نظر سے نہ گذرین کبھی نہین حاصل ہوگا۔

بیان قواعد اور قوانین اور اصطلاحات منطق سے فراغت پائی۔ اب ارادہ ہے کہ آگے چلکر اس کتاب مین مفصل بیان استعمال منطق کے طریقون کا لکھین اور بتلادین کہ کس طرح اسکو روزمرہ عمل مین لانا چاہیئے۔ اول بیان مختلف صورتون مغالطے کا جو اکثر آکے پڑتے ہین لکھین گے اور پھر طریقہ مغالطون کے رفع کرنیکا بذریعۂ مثالون کے بتلادین گے اور پھر چند طریقے دلیل لانیکے سمجھاوینگے۔

فصل ۱

بیان مغالطون کا

دلیل اور قیاس کی سب صورتون کے بیان سے فراغت پائی۔ اب ضرور ہے کہ مغالطہ جو اکثر دلیل لانے مین پڑتا ہے اوسکی مختلف قسمون کا بیان بالتشریح لکھین + **مغالطہ** نادرست دلیل کو کہتے ہین۔ چنانچہ استعمال علم منطق کا اس بات پر بہت منحصر ہے کہ مغالطے کو بخوبی پکڑلین اور معلوم کرلین اسواسطے بیان مغالطے کا خوب سمجھ لینا نہایت ضرور ہے + اس علم کے سیکھنے والون کو مغالطے کی سب صورتون سے واقفیت کامل پیدا کرنی چاہیئے۔ مغالطے سے واقف ہونا صرف

اسی کام مین نہین آتا ہے کہ اورون کی غلط دلیل سے محفوظ رہین بلکہ اپنی غلطیان جو بروقت دلیل لانے کے ہو جایا کرتی ہین اون سے محفوظ رہنے کے واسطے بھی کام آتا ہے۔ مغالطہ تین جگہہ پڑتا ہے مثلاً جب کوئی لفظ مشکوک ہو یعنے دو معنون مین استعمال کیا جاوے یا کوئی قضیہ غلط ہو جاوے یا ترتیب قیاس کی نادرست ہو جاوے۔

یہ ظاہر ہے کہ سب غلطیان دو قسم پر ہو سکتی ہین۔ اول جہان کہ ترتیب قیاس غلط ہو یعنے وہ نتیجہ مقدمات سے نہین حاصل ہوتا ہے۔ دوم جہان ترتیب قیاس غلط نہین ہے یعنے صحیح نتیجہ مقدمات سے حاصل ہوتا ہے لیکن اوس قیاس کے کسی لفظ یا قضیئے مین غلطی واقع ہے پہلی قسم کے مغالطے کو یعنے جبکہ قیاس کی ترتیب مین غلطی واقع ہوتی ہے مغالطۂ صوری کہتے ہین اور دوسری قسم کے مغالطے کو یعنے جبکہ قضیئے کے معنون مین غلطی واقع ہوتی ہے مغالطۂ معنوی کہتے ہین۔

قسم اول مغالطۂ صوری

اس قسم مین وہ مغالطے داخل ہین جو باعث خلاف ہونے قول ارسطاطالیس کے اور قاعدون قیاس کے واقع ہوا کرتے ہین اور یہ پانچ طرح پر ہین۔

۱- حد اوسط جزئی-

۲- کلیت ناجایز اکبر یا اصغر کی-

۳- مقدمات سالبے-

۴- نتیجہ موجبہ مقدمے سالبے سے یا برعکس اسکے-

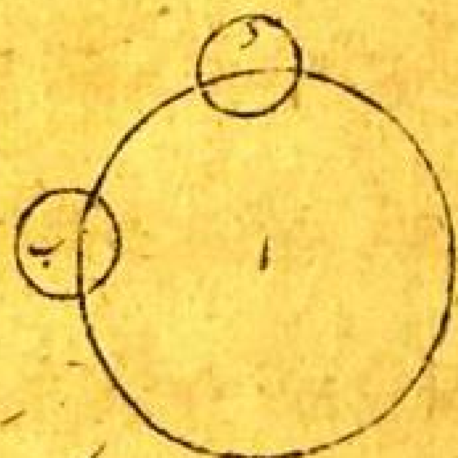
۵- ایک قیاس مین تین جزون سے زیادہ کا ہونا-

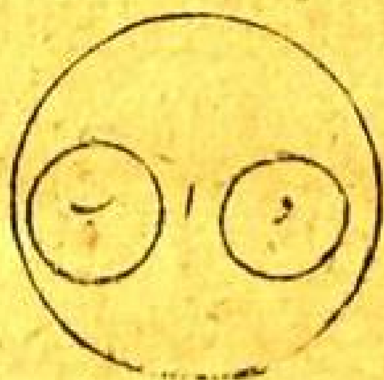
ان سب صورتون کی غلطی صورت قیاس سے معلوم ہوجاتی ہے جبکہ اپنی صورت مین بیان کیا جاوے لیکن غلطی کے پکڑنے مین اکثر مشکل اوس وقت آکے پڑتی ہے جب دلیل مخفف ہو یعنے کوئی قضیہ وہان مقدر ہو یا یہ کہ بہت سے لفظون کی تہ مین غلطی ایسی چھپ گئی ہو کہ بہ آسانی نہ معلوم ہوتی ہو- ایسے وقت مین اگر دلیل کو پوری صورت مین لادین یا یہ کہ اون بہت سے لفظونکے جنجال کو دور کر کے ترتیب قیاس رکھین تو اوس وقت غلطی صاف ظاہر ہو جاوے گی- غلطیونکا کچھہ حال قیاس کی صحت دریافت کرنے کے قاعدے نکالتے ہین ہم نے بیان کیا ہے اس وجہ سے یہان کچھہ زیادہ بیان کی حاجت نہین ہے صرف مغالطے کی قسمون کا بیان لکھا جاوے گا اور ہر بیان کے ساتھہ مثالین ہون گی- یاد رکھنا چاہیئے کہ اس قسم کے مغالطے مین جو نتیجہ نکلتا ہو اگرچہ باعتبار اپنے معنے کے صحیح ہو لیکن مقدمات سے وہ نتیجہ نہ نکلتا ہو تو دلیل ناقص رہیگی-

ا- حد اوسط جزئی

صورت مغالطے کی یہ ہے

بعض - ا - ب - ہے	سب - ب - ا - ہے
بعض - ا - د - ہے	سب - د - ا - ہے
پس بعض ا - ب - ہے	پس سب د - ب ہے





دیکھو اس مثال مین نہ اکبر اور نہ اصغر حد اوسط کے کل افراد سے مقابلہ کیا گیا ہے یعنے حد اوسط کلی نہین ہے جزئی ہے پس اس سبب سے دلیل غلط ہے اور اسی وجہ سے یہ نتیجہ جو یہان پر لکھا ہے مقدمات سے نہین نکلتا ہے + فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ ہندون کا مذہب حق ہے کیونکہ بعض اچھے آدمی اوسپر ایمان لاتے ہین اور اوسکی تعلیم دیتے ہین- یہان حد اوسط جزئی ہوگی جیسا کہ قیاس کو پوری صورت مین لکھنے سے ظاہر ہے- مثلاً-

حق مذہب کو اچھے آدمی قبول کرتے ہین اور اودسکی تعلیم دیتے ہین
ہندون کے مذہب کو اچھے آدمی قبول کرتے ہین اور اوسکی تعلیم دیتے ہین
پس ہندون کا مذہب حق ہے-

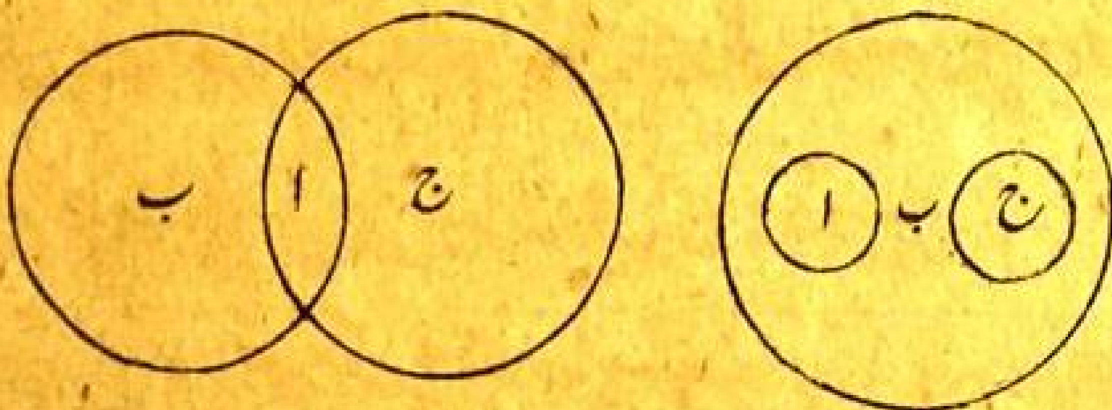
اس مثال مین حد اوسط "اچھے آدمی قبول کرتے ہین" باعث واقع ہونے محمول

موجبون کے جزئی ہے (صفحہ ۹۴ قاعدہ ۳) اس سبب سے نتیجے مین غلطی ہے۔

۲-ناجایز کلیت اکبر یا اصغر کی

صورت اس قسم کے مغالطے کی یہہ ہے

سب ا- ب ہے		سب ا- ب ہے
کوئی ج-ا- نہین	یا	سب ا- ج ہے
پس کوئی ج-ب- نہین		پس سب ج-ب ہے



فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ فلانا بادشاہ برا نہ تھا کیونکہ وہ ظالم نہ تھا۔ یہ دلیل اگر بہ ترتیب قیاس لکھی جاوے تو یون ہوگی۔

سب ظالم بادشاہ برے بادشاہ ہوتے ہین
زید بادشاہ ظالم نہ تھا
پس زید برا بادشاہ نہ تھا

اس مثال مین "اکبر برے بادشاہ" کلی ہے نتیجے سالبے مین کیونکہ اوسکا محمول پڑا ہے (صفحہ ۵۶ قاعدہ ۴) لیکن کبریٰ مین کلی نہین ہے کیونکہ قضیئے موجبہ کا محمول پڑا ہے (صفحہ ۵۶ قاعدہ ۳) پس کلیت ناجایز اکبر کی ہوئی۔

مثال دویم- فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ تعلیم کسی طرح کی کیون

عورتون کو تعلیم دینا بُرا ہے کیونکہ فلانی فلانی خراب عورتون نے تعلیم پائی هی - یہہ دلیل اگر پوری صورت مین لکھی جاوے تو کلیّت ناجایز اصغر کی ظاہر ہو جائے گی - مثلاً -

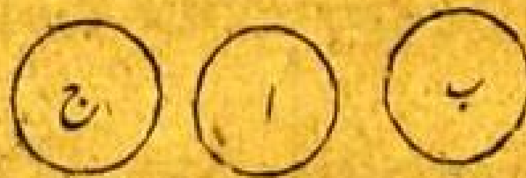
فلانی عورتین بُری ہین
اون عورتون نے علمون کی تعلیم پائی تھی
پس کسی طرحکا علم کیون نہو عورتون کو سکہانا بُرا ہے

اس مثال مین اصغر ''عورتون کو علم سکھانا'' نتیجہ مین کلی ہے لیکن صغریٰ مین کلی نہین ہے کیونکہ موجبے کا محمول پڑا ہے پس دلیل صحیح نہین ہے

۳ - مقدمات سالبے

یہ ایسی غلطی ہے جیسے کوئی کہے -

کوئی ا - ب نہین ہے
کوئی ج - ا - نہین ہے
پس کوئی ج - ب نہین ہے



یہ ظاہر ہے کہ حد اوسط آ مقابلہ کرنے کا واسطہ ان دونون جزون کے درمیان مین نہین ہے اور اگرچہ اس صورت مین یہہ نتیجہ صحیح ہے مگر ممکن ہے کہ کوئی صورت ایسی آ کر پڑے کہ ب اور ج - آ مین نہ داخل ہون مگر تاہم آپس مین علاقہ رکھین - مثلاً -



پس یہہ دلیل غلط ٹھہری -

فرض کرو کوئی شخص دلیل لادے کہ علم اور نیکی مین کچھہ علاقہ نہین کیونکہ فلانی قوم تربیت یافتہ نہ تھی اور پھر بھی بدذات قوم نہ تھی۔ یہہ مثال مقدمات سالبون کی ہے اس لئے کچھہ نتیجہ نکالنا صحیح نہین ہے۔ اگر یہہ دلیل بہ ترتیب کامل لکھی جاوے تو یون ہوگی۔

فلانی قوم بدذات نہ تھی
وہ قوم تربیت یافتہ نہ تھی
پس غیر تعلیم یافتہ قوم بدذات نہین ہوتی ہے

۴۔ نتیجہ موجبہ نکالنا جبکہ مقدمون مین سے ایک سالبہ ہے اور برعکس اسکے۔

صورت اول۔ اگر کوئی مقدمہ سالبہ ہو تو نتیجہ موجبہ نہین نکلے گا اور اگر نکلے گا تو گویا ایسا ہوگا کہ دو جز جنمین سے ایک جز تیسرے جز یعنے حد اوسط سے نسبت نفی کی رکھتا تھا نتیجہ مین آکر باہمدیگر نسبت اس بات کی رکھین گے اور یہ بات قیاس کے قانون بدیہی کے خلاف ہے (صفحہ ۶ قاعدہ ۲۱) پس کوئی دلیل یا قیاس جسکا نتیجہ موجبہ نکلے جس حالت مین کہ اوس دلیل یا قیاس کی مقدمات مین سے ایک سالبہ ہو ضرور غلط ہوگا۔

دوسری صورت مقدمات موجبون سے نتیجہ سالبہ نہین نکلتا ہے اور اگر نکلے تو گویا ایسا ہوگا کہ دو جز جو کبری صغری مین تیسرے جز حد اوسط سے نسبت

اثبات کی رکہتے تھے نتیجے مین اگر ایک دوسرے کے منافی ہوجاوین گے اور یہہ بات قیاس کے قانون بدیہی کے خلاف ہے (صفحہ ۷۰ قاعدہ ۱) پس جو کوئی قیاس ایسا ہو جسکے مقدمات موجبون سے نتیجہ سالبہ نکلے غلط ہوگا۔

۵۔ ایک قیاس مین تین جزون سے زیادہ کا ہونا۔

یہ ظاہر ہے کہ جو کوئی دلیل بہ ترتیب قیاس صحیح لکھی جاتی ہے تو ضرور اوس مین صرف تین جز ہوتے ہین پس جس دلیل مین تین جز سے زیادہ ہون گے وہ دلیل ضرور غلط ہوگی۔

اس قسم کا مغالطہ دو صورت مین اگر پڑتا ہے یا تو یہ کہ اکبر یا اصغر مشترک المعنی ہون یا حد اوسط مشترک ہو۔ ان دونون صورتون مین سے جس کسی صورت مین حد اوسط کے ایک ہی معنے کل قیاس مین قایم نہ رہین تو بیشک قیاس مین تین جز سے زیادہ ہوجاوین گے۔ مثال اس قسم کے مغالطے کی جو صغرے مین اگر پڑتا ہے اس طرح پر ہے۔

فلانے آدمی پر ظلم ہوا
اوسکو ناحق قید خانے مین ڈالدیا
پس قید خانہ ظلم کی جگہ ہے

یہان پر اس سبب سے غلطی واقع ہوئی ہے کہ "ناحق قید خانہ مین ڈالدیا" کے اور "قید خانے" کے ایک ہی معنی لئے ہین یعنی اس دعوی کرنے سے کہ جو صغری کا

اصغر ہے وہی نتیجہ کا بھی اصغر واقع ہوا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہین ہے +

دوسری مثال۔

ہندو ایک طرحکا ایمان رکھتے ہین
ہندو گناہ اکثر کرتے ہین
پس بعضے گنہگار ایماندار ہوتے ہین

یہان اکبر کبریٰ کا یعنی "ایمان رکھتے ہین" اوس اکبر سے جو نتیجہ مین آیا ہے یعنے "ایماندار" مختلف ہے۔ غرض اکبر اور اصغر کے مقدمات مین اور نتیجہ مین ایک ہی معنے رہین ورنہ اوس قیاس مین تین جز سے زیادہ ہو جاوینگے۔

لیکن اکثر اس طرحکا مغالطہ یعنی ایک قیاس مین تین جز سے زیادہ کا ہونا اوس صورت مین آکر پڑتا ہے جبکہ حد اوسط مشترک ہے۔ پس حد اوسط پر خوب لحاظ رکھنا چاہیئے تاکہ غلطی نہ پڑے۔ بعض لفظ جو حد اوسط مین واقع ہوتا ہے اوسکے مختلف معنی مقدمات مین لئے جاتے ہین یعنی ایک حد اوسط مین کبھی شرکت معنی کی آپڑتی ہے۔ مثلاً اگرچہ ایمان اور ایماندار دونون کا مصدر ایک ہی ہے لیکن انکے معنی ہمیشہ ایک ہی نہین رہتے ہین۔ مثلاً۔

ایماندار نجات پاوین گے
زید ایمان مین پختہ ہے
پس زید نجات پاویگا

ممکن ہے کہ زید اپنی مذہب کا پختہ اور خوب سخت ہو لیکن ایماندار نہو پس یہی وجہ مغالطہ کی ہے +

ایک لفظ کے کئی معنی ہونے کے چند سبب ہین **اول** یہ کہ مشابہت لفظی ہو جیسے
لفظ آگ کا کہ واسطے درخت اور آگ دونون کے مستعمل ہے یا لفظ لہسن کا کہ واسطے
اوس چیز کے جو پیڑ سے پیدا ہوتی ہے اور واسطے اوس داغ کے جو لڑکپن مین آدمیونکے
بدن پر کہین نہ کہین ہوتا ہے **دوم** یہ کہ بسبب مشابہت صورت کے ایک ہی
لفظ دو مختلف چیزون کے واسطے بولا جاوے جیسے لفظ بہالے کا کہ ہل مین لگا ہوتا ہے
اوسکو بھی کہتے ہین اور چرخے مین جو ہوتا ہے اوسے بھی کہتے ہین۔ یا لفظ کمان کا کہ
واسطے کمان کے اور گاڈی کے کہتے ہین **سیوم** یہ کہ بسبب مشابہت مقصد
کے ایک ہی لفظ بولا جاوے جیسے لفظ پایہ کا کہ واسطے پایہ چوکی اور واسطے پایہ
شامیانہ دونون کے بولا جاتا ہے۔ دونون پائے ایک ہی مقصد کے واسطے ہین
یعنے ایک چوکی تھامنے کے واسطے اور دوسرا شامیانہ کے تھامنے کیواسطے یا
مثلاً میٹھی چیز اور میٹھی آواز دونو مین یہ مشابہت ہے کہ طبیعت کو خوش کرتی ہین
اور **چہارم** کہین پر بسبب قرابت کے ایک نام مختلف چیزون کے واسطے
بولا جاتا ہے جیسے لفظ سواری کا کہ واسطے چیز کے جو بیٹھنے کے لئے ہوتی ہے
اور واسطے اوس فعل کے جو سوار سے ہوتا ہے یعنے دونون کے واسطے مستعمل
ہے مثلاً کوئی کہے کہ بگھی ایک سواری ہے یا یون کہ فلانا شخص اچھی سواری کرتا ہے
علی ہذالقیاس لفظ گاڈی کا + اگر اس بیان پر بغور لحاظ رہے تو حدا وسط مشترک کا

جاننا اور ظاہر کرنا آجایگا + طریقہ رفع کرنے مشترک معنی اور پکڑنے غلطی کا یہ ہے کہ جو لفظ حداوسط واقع ہو اوسکے ایک ہی معنی مقرر کیجائین اور پھر یہ دیکھا جائے کہ آیا ان دونون مقدمون مین وہی معنی قایم رہتے ہین یا نہین

چھ صورتین اور مغالطے کی ہین جنکا بیان یہان پر ضرور کرنا چاہئیے کیونکہ اون کے سبب سے حداوسط مین غلطی پڑجاتی ہے۔

اول مغالطہ عارضی

جب عام سے ہر خاص کو ثابت کرین تو اس قسم کی غلطی کبھی واقع ہوتی ہے۔

یہ غلطی اوس صورت مین بھی آکے پڑتی ہے جبکہ ایک مقدمہ مین حداوسط کے ذاتی معنی لئے جاوین اور دوسرے مین **عارضی** معنی یعنی معنی اتفاقیہ یہانتک کہ نتیجہ مین آکر دو ایسی باتین جو ایک دوسرے کے منافی ہوتی ہین جمع ہو جاتی ہین ایک سہل سی مثال اس قسم کی غلطی کے یہان پر دیجاتی ہے۔

بازار سے وہ چیزین خریدی جاتی ہین جو ہم کھاتے ہین
کچا گوشت ایک چیز ہے جو بازار سے خریدا جاتا ہے
پس کچا گوشت ایک چیز ہے جو ہم کھاتے ہین

کبریٰ مین حداوسط یعنے "بازار سے وہ چیزین خریدی جاتی ہین" جو ہے اوسکے ذاتی معنے لئے ہین اور صغریٰ مین اوسکے عارضی معنے۔ پس جب ایک مقدمہ مین عام معنے حداوسط کے اور دوسرے مین معنے اتفاقی یعنے خاص معنے لئے تو درحقیقت

دو حد اوسط ہو گئی جنکے سبب سے نتیجہ مین مغالطہ پڑتا ہی اس غلطی کی ایک اور مثال یہ ہو سکتی ہی۔

خوراک قیام حیات کے لئے ضرور ہے
آلو خوراک ہے
اس سبب سے آلو قیام حیات کے لئے ضرور ہے

خوراک صغری مین جزئی معنی پر ہے یعنے بمعنی مخصوص چیز کے ہو گیا اس سبب سے جس طرح اوس لفظ خوراک کو جو کبری مین واقع ہونے سے کثیر الافراد ہے قیام حیات کے واسطے ضروری کہہ سکتے ہین اس طرح اس کو نہین کہہ سکتے۔

دوسری مثال

قانون رفاہ قیام خلایق کے لئے ضرور ہے
قانون ظلم بھی قانون ہے
اسلئے قانون ظلم رفاہ و قیام خلایق کے لئے ضرور ہے

اس مثال مین دلیل کی غلطی یہ ہے کہ ایک جگہہ قانون کا لفظ عام معنی سے رفاہ و قیام خلایق کے لئے ضروری گردانا گیا ہے اور دوسری جگہ خاص معنی سے کہ وہ ضروری نہین۔ ایسی غلطی رفع کرنے کے واسطے یہ لحاظ رکھنا چاہیئے کہ حد اوسط کے ایک ہی معنی دونون مقدمون مین قایم رہین یعنی اگر کبری مین حد اوسط کے ذاتی معنی لئے ہون تو چاہیئے کہ وہی معنی صغری مین قایم رہین۔

دوسرا مغالطہ تقسیم اور جمع

یہ غلطی اوس صورت مین واقع ہوتی ہے جب ایک مقدمہ مین حد اوسط بمعنی

جمع استعمال کیجاوے اور ایک مین بطور تقسیم - پس اگر کبریٰ مین بمعنی جمع استعمال کیجاوے اور صغریٰ مین بطور تقسیم تو اوسکو "مغالطہ تقسیم" کہتے ہین اور اگر حد اوسط کبریٰ مین بطور تقسیم استعمال کیجاوے اور صغریٰ مین بمعنی جمع تو اوسکو "مغالطہ جمع" کہتے ہین - ایک سہل سی مثال یہان پر دیجاتی ہے -

ہندو بت پرست ہین (بمعنی جمع)
رام چندر ہندو ہے (بمعنی تقسیم)
پس رام چندر بت پرست ہے

یہ "مغالطہ تقسیم" ہے کیونکہ کبریٰ مین ہندو بمعنی جمع استعمال کئے گئے ہین یعنی بلحاظ قومیت بُت پرست ہین مگر صغریٰ مین بطور تقسیم اس وجہ سے یون نہین کہہ سکتے ہین کہ سب ہندو بُت پرست ہین کیونکہ ممکن ہے کہ رام چندر بُت پرست نہو -

دوسری مثال

زید عمر بکر مسلمان ہین
مسلمانون نے غدر پر کمر باندہی تہی
پس زید عمر بکر نے غدر پر کمر باندہی تہی

یہ "مغالطہ جمع" ہے کیونکہ کبریٰ مین حد اوسط مسلمان بطور تقسیم کے آئی ہے یعنی فرد فرد کے واسطے آئی ہے لیکن صغریٰ مین حد اوسط مسلمان بمعنی جمع مستعمل ہے واسطے ایک قوم کے جسنے غدر مچانے پر کمر باندہی تہی - پس جبکہ حد اوسط کبریٰ مین بطور تقسیم اور صغریٰ مین بمعنی جمع استعمال کیجاوے تو وہان مغالطہ جمع پڑ جاتا ہے

پس یہ کہنا کہ زید امر بکر نے غدر پر کمر باندھی تھی غلط ٹھہرتا ہے شاید اونھون نے کچھ بھی نکیا ہو۔

ایک اور سہل سی مثال دونون قسم کے مغالطے کی یہ ہے۔

پانچ ایک عدد ہے
تین اور دو پانچ ہوتے ہین
پس تین اور دو ایک عدد ہے

یہ "مغالطہ تقسیم" ہے

تین اور دو دو عدد ہین
پانچ تین اور دو ہوتے ہین
پس پانچ دو عدد ہین

یہ "مغالطہ جمع" ہے

اس قسم کا مغالطہ رفع کرنے کے واسطے اس امر پر لحاظ رکھنا چاہیئے کہ اگر حد اوسط بمعنی جمع مستعمل ہو تو دونون مقدمون مین بمعنی جمع رہے اور اگر بطور تقسیم ہو تو دونون مقدمون مین بطور تقسیم رہے۔

بیان مغالطۂ معنوی کا

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ مغالطۂ معنوی اوسکو کہتے ہین جہان ترتیب قیاس مین غلطی نہ واقع ہو بلکہ اون قضیون کے معنون مین غلطی ہو جنسے وہ قیاس بنا ہو۔

اس قسم کے مغالطون مین نتیجہ تو مقدمات سے نکلتا ہے اور قیاس کے صورت مین کوئی غلطی نہین معلوم ہوتی ہے لیکن قضیہ کے معنون یعنے مادے مین غلطی پڑجاتی ہے اور غلطی مادے مین یا یہ کہ مقدمات غلط ہون یا بیموقع استعمال کئے گئی ہون تو پڑتی ہے یا یہ کہ وہ نتیجہ نکالا جاوے جو غیر مطلوب ہو۔ غرضکہ مغالطہ معنوی کی دو صورتین ہین۔

مغالطہ مقدمات مین

مغالطہ نتیجے مین

پہلے۔ بیان اوس مغالطے کا جو مقدمات مین پڑتا ہے۔ اسکی کئی صورتین ہین یا تو یہ کہ کوئی مقدمہ اور نتیجہ دونون ایک ہی ہون یا مقدمات خود بالکل غلط ہون۔

۱۔ مقدمہ اور نتیجہ ایک ہی ہونا

اس قسم کے مغالطے مین یہ بات ہے کہ نتیجہ نکلتا ہے ایسے مقدمات سے جو موقوف ہون نتیجے کے ثبوت پر یا ایسے مقدمات سے جو معنی مین نتیجے کے موافق ہو پس جب نتیجہ ایسے مقدمات سے نکلے جو اوسپر موقوف ہین یا معنی مین ایک ہی ہین تو نتیجہ کیا ثابت ہوگا بلکہ چاہیئے کہ نتیجے کے ثبوت مین ایسے مقدمات آوین جو اوس سے

علیحدہ ہین - اِس قسم کے مغالطے مین یہ بات ہے کہ نتیجہ نکلتا ہے ایسے مقدمے سے جو موقوف ہو نتیجہ کے ثبوت پر یا ایسے مقدمے سے جو معنی مین نتیجہ کے موافق ہو - فرض کرو کہ کوئی شخص اس قضیہ کو کہ "خدا ازلی ہے" اس طرح پر ثابت کرنا چاہے کہ وہ بغیر ابتدا اور انتہا کے ہے تو ثبوت نتیجے کا اور نتیجہ جو نکلا ہے دونون فی الواقع ایک ہی ہو جاوینگے + یہ دلیل اگر بصورت قیاس لکھی جاوے تو یون ہو گی -

جو ذات کہ بے ابتدا اور بے انتہا ہے ازلی ہے
خدا بے ابتدا اور بے انتہا ہے
پس خدا ازلی ہے

اس مثال مین مقدمات بلاشبہہ صحیح ہین لیکن قیاس نادرست ہے کسواسطے کہ مقدمات نتیجے کے معنون مین ہین اور یہ دلیل صحیح نہین ہے - ایک اور مثال اس قسم کی غلطی کی دیجاتی ہے + فرض کرو کوئی شخص دلیل لاوے کہ فلانا مذہب برحق ہے کیونکہ اوس مذہب کی کتابین خدا کی طرف سے آئی ہین - اس دلیل مین صحت مذہب کے ثبوت مین جو قضیہ آیا ہے اوس کے معنی حقیقت مین یہ ہین کہ مذہب برحق ہے کیونکہ اگر مذہبی کتابین خدا کی طرف سے ہین تو یہ بات بھی نکلتی ہے کہ مذہب برحق ہے لیکن اس صورت مین دعوی اور دلیل دونون ایک ہی ہین حالانکہ یہ چاہیے تھا کہ دعوی ثابت ہوتا ایسے مقدمات سے جنمین نہ تو کوئی نتیجے پر موقوف ہو اور نہ کوئی معنون مین متحد ہو - اگر اس بات پر بخوبی لحاظ رہے کہ آیا یہ مقدمات نتیجہ پر موقوف

ہین یا نتیجے کے معنون مین ہین تو اس قسم کی غلطی ظاہر ہو جاوے گی۔

۲۶ دور تسلسل اوس مغالطے کو کہتے ہین جہان مقدمات بیجا استعمال کئے جاوین یعنے نتیجہ پر موقوف ہون مگر مغالطہ مذکورۂ بالا سے اس مین اتنا فرق ہے کہ اسکے مقدمات اور نتیجے یہ کچھ ضرور نہین کہ معنی مین موافق ہون جیسا کہ اوپر والے مغالطے مین تھا۔ غرضکہ دور تسلسل اوس وقت ہوتا ہے جبکہ مقدمہ اور نتیجہ باہمدیگر ثابت کیا جاوے یعنے اس طرح پر کہ نتیجہ کے ثبوت کے واسطے مقدمہ لایا جاوے اور اگر مقدمہ کا ثبوت طلب کیا جاوے تو نتیجہ لایا جاوے جیسا ا۔ صحیح ہے کیونکہ ب صحیح ہے اور ب صحیح ہے کیونکہ ا صحیح ہے۔ یا مثلاً کوئی کہے کہ عورتون کو تعلیم دینا نہ چاہیے کیونکہ نادرست ہے اور پھر دلیل لاوے کہ وہ نادرست ہے کیونکہ وہ عورتون کی تعلیم ہے تو یہ دور تسلسل ہوگی۔ یہ کہنا ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ ا صحیح نہین ہے کیونکہ ب صحیح نہین ہے۔ اور ب صحیح نہین ہے کیونکہ ا صحیح نہین ہے اس طرح کی غلطی مین مقدمات اور نتیجہ دونون کے واسطے الگ الگ ثبوت طلب کرنا چاہیے۔

جتنا بڑا دور ہوگا یعنے پہلے قضیہ سے پچھلے تک جو اول پر موقوف ہے جتنے بہت سے قضیئے ہونگے اوسی قدر غلطی پکڑنے مین وقت زیادہ ہوگی کیونکہ طول طویل دلیل مین ممکن ہے کہ غلطی خیال سے اوتر جاوے۔ مثلاً ا صحیح ہے کیونکہ ب صحیح ہے۔ ب صحیح ہے کیونکہ ج صحیح ہے ج صحیح ہے کیونکہ د صحیح ہے اور د صحیح ہے کیونکہ ا صحیح ہے

یہ بہت بڑا دور ہے اور شاید اس بات کا خیال نہ رہے کہ آخری قضیہ قضیہ اول پر موقوف ہی بطریق ناجایز پس اس غلطی مین قضیہ آخری کے واسطے کوئی ایسا ثبوت طلب کرنا چاہیئے جو دوسرے قضیون سے بالکل جدا ہو۔

۳ **وجہ غیر موجہ**۔ کسی بات یا نتیجہ کی غلط وجہ لانے کو کہتے ہین۔ اس حال مین وہ وجہ یا تو غلط ہوگی یا مسلم نہوگی۔ یہ مغالطہ اکثر واقع ہوا کرتا ہے۔ بعض معاملہ ایسا واقع ہوتا ہے یا کوئی حقیقت ایسی بیان کی جاتی ہے جسکے واسطے ایک ایسا سبب مقرر کیا جاتا ہے کہ کچھ اوس سے علاقہ نہین رکھتا ہے۔ جاہل آدمی ہمیشہ جھوٹھے سبب قحط کے اور طرح طرح کی آفتون کے تبلاتے ہین۔ مثلاً گہن کو باعث تبلاتے ہین طرح طرحکی تاثیرون کا جنکا علاقہ گہن سے مطلق نہین ہے۔ کوئی آدمی بیمار ہو جاوے یا مر جاوے تو کہتے ہین فلانا دیوتا یا بھوت اوس سے ناخوش تھا اس سبب سے ایسا ہوا + ایک بادشاہ کا سر کٹ گیا اور اوس کا بیٹا تخت پر بیٹھا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اس بیٹے نے اوس شخص کو جس نے اوس کے باپ کا مقابلہ کیا تھا دیکھا کہ اندھا ہو گیا ہے تو کہنے لگا کہ اب تم نہین جانتے کہ تم نے کیسی بڑی خطا میرے باپ کے ساتھ کی تھی جس کے سبب سے خدا نے تم کو ایسی سزا دی کہ تمہاری آنکھین جاتی رہین۔ اوس اندھے نے جواب دیا کہ نہین خداوند نعمت جہان پناہ اگر اس خطا کے سبب میری آنکھین جاتی رہین تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے باپ نے

لوئی اس سے بھی بڑی بھاری خطا کی ہوگی جو خدا نے ایسی سزا دی کہ اوسکا سر گٹ گیا
میری تو صرف آنکھین ہی گیئن - بادشاہ اپنی وجہ غیر موجہ کے جواب کا صواب سنکر
بہت قایل ہوا اور دیکھا کہ جو اعتراض مین اسپر کرتا ہون وہ خود میرے اوپر عاید
ہوتا ہے - اسی طرح ایک مثال "وجہ غیر موجہ" کی یہ ہے کہ اکثر لوگ سرکار انگریزیپر
اتہام رکھتے ہین کہ باعث بغاوت کا ہندوستان مین انگریزون کا ظلم تھا یعنی حرارت
دینی اور ہوس ملک گیری کی - بعض موقعہ پر وجہ غیر موجہ کا جب بصورت سوال
آکے پڑتا ہے تو غلطی چھپ جاتی ہے + ایک مرتبہ ایک شخص نے سوال کیا کہ پانی
بھرے برتن مین مچھلی ڈالو تو وہ برتن بہ نسبت قبل کے کیون نہین بھاری ہوتا ہی
دوسرا شخص اسکا سبب دریافت کرنے لگا مگر یہ نہ سوچا کہ یہ سوال ہی غلط ہے
کیونکہ مچھلی ڈالنے سے وہ برتن بھاری ہو جاویگا - اس غلطی کے پکڑنے کا یہ قاعدہ
ہے کہ معلوم کرنا کہ آیا یہ سبب درست ہے یا نہین اور جبتک دلیل شافی اس
بات کی نہ دیجاوے کہ یہی حقیقی سبب ہے اس معاملہ اور تاثیر کا اوسوقت تک اوسی
تعلیم کرنا نہ چاہیئے - کسی سوال کے دعوی کو تسلیم نہ کرنا چاہیئے جبتک ثابت نہو +
مغالطہ معنوی جو مقدمات مین پڑ جایا کرتے ہین اکثر یہ تین ہین یعنے "مقدمہ نتیجہ پر
موقوف" "دور تسلسل" "وجہ غیر موجہ" -

دوم بیان اون مغالطونکا جو نتیجہ مین ہوتی

اس قسم کی غلطی کو اکثر "مغالطہ نتیجہ غیر مطلوبہ کا" کہتے ہین - جو نتیجہ چاہیئے وہ نہین نکالا جاتا ہے بلکہ کوئی اور ایسا ہوتا ہے جو نتیجہ مطلوبہ کی طرف سے دہیان کو ہٹا لیتا ہے غرضکہ "مغالطہ نتیجہ غیر مطلوب کا" اوس کو کہتے ہین کہ اوس دلیل مین وہ نتیجہ ثابت کیا جاوے جو مطلوب نہو خواہ وہ نتیجہ ناسمجہی سے نکل آوے یا جان بوجہ کر نکالا جاوے - مثلاً فرض کرو کوئی شخص سوال کرے کہ اس آدمی نے فلانی چوری کی اور دوسرا شخص جواب دینے والا کہے کہ چوری ثابت نہین ہوتی تو اودہر اودہر کی باتین لاکر ثابت کرے کہ اگر چور نہین ہے تو بہر حال بدمعاش تو ہے تو "مغالطہ نتیجہ غیر مطلوب کا" ہوگا کیونکہ اوس کی بدمعاشی پر بحث نہ تھی بلکہ بحث اوس کی چوری پر تھی - اس مغالطے کی کئی ایک صورتین ہین جنکا ذکر آگے چلکر لکہا جایگا - بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ دعوی کو چالاکی سے بدلکر کچہہ کا کچہہ کر دیتے ہین - اور کبہی جواب دینیوالا بحث کرنیوالے کے دل مین ایسی باتین ڈال دیتا ہے کہ غلط نتیجے کو وہ شخص قبول کر لیوے پس اس قسم کے مغالطون سے محفوظ رہنے کے واسطے چاہیئے کہ جس بات پر بحث ہو اوسی پر قایم رہے اور اگر کوئی بات بحث سے جدا یا نتیجہ غیر مطلوب پاوے اوسکو بلا تامل رد کرے + اس مغالطہ کی چند صورتین جو اکثر آکر پڑتی ہین ذیل مین لکہی جاتی ہین

ا۔ مغالطہ تملق آمیز وہ ہے جسمین جواب دینے والا بدمعاملی سے بحث کرنے والے کے دل کو یا جس کسی کو قایل کرنا منظور ہو ایسی ترغیب دے کہ اوسکے دل مین جوش یا تعصب پیدا ہو جاوے یا اوسکے دل کی سی کہنے لگے یا اوسکو بڑہا دے کہ آپ ایسے ہین اور ویسے ہین یا حیا وغیرہ دلادے۔ اکثر حقیقت کی بات پر غصہ دلاتے ہین یا ٹھٹھے مین اوڑاتے ہین۔ ٹھٹھے سے بھی حقیقت کی بات چھپ جاتی ہے یا اوس سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ چند مثالین بہت سی اس غلطی کی یہان پر لکھی جاتی ہین جنسے اوسکا حال بخوبی کھلے گا۔

اگر کوئی فقیر جس کو دینا مناسب نہین ہے تمہارے دروازے پر آوے اور تم اوس سے کہو کہ تو اس لایق نہین ہے کہ تجھکو خیرات دیجاوے تو وہ فقیر اسکے جواب مین یہ کہے کہ "بابا غریب پروری اور رحم کرنا غریبون پر فرض ہے۔ خیرات دینا سب پر فرض ہے" یہ مثال مغالطہ تملق آمیز کی ہے۔ فقیر کی دلیل کا نتیجہ غیر مطلوب ہے کیونکہ غریب پروری اور رحم کرنا خیرات دینا عموماً فرض ہے۔ اسمین کلام نہ تھا بلکہ اس مین تھا کہ آیا یہ فقیر خیرات کے لائق ہے یا نہین۔ وہ فقیر سوال کا جواب نہین دیتا بلکہ تملق آمیز دلیلون سے تمہارے دل کو لبھاتا ہے تاکہ تم رحم کھاکر اوسکو خیرات دیدو۔

دوسری مثال۔ بہت لوگ ہندوستان کے جو عورتون کی تعلیم مین مزاحمت

کرتے ہین ثبوت کا اِس امر کا نہین دیتے کہ تعلیم سے عورتون کو یا ملک کو کیا نقصان ہوتا ہے بلکہ لوگون کو تعلیم کی طرف سے پہیرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ دستور نہین ہے - اپنی لڑکیون کو اسکول مین بھیجنے سے ہمارے خاندان کی بدنامی ہوگی - غرضکہ یہ سب باتین کہ بحث مین اصل مطلب کو چھوڑ دینا اور جوش تعصب پیدا کرنا اور شیخی دلانا مغالطۂ تعلق آمیز مین داخل ہین - اس مغالطے سے محفوظ رہنے کے واسطے یہ چاہیئے کہ اصل مطلوب کو بروقت مباحثے کے ہاتھہ سے ندے بلکہ اوسی پر دہیان رکھے -

یہ جاننا چاہیئے کہ بروقت مباحثہ کے ایسا جوش و ترغیب دلانا کہ بحث کرنیوالا راستی پر آوے اور صحیح نتیجہ نکالے کچھہ غلطی نہین ہے -

۲ - مغالطۂ تغیر مضمون - اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بحث نتیجہ غیر مطلوب کی ہے یعنے نتیجۂ مطلوب نہ نکالا جاوے بلکہ کوئی اور ایسی بات غیر مطلوب کہ اگر قایم کیجاوے تو بظاہر معلوم ہو کہ یہ وہی ہے - غرض یہہ فریب یعنے "تغیر مضمون" جواب دینے والا اکثر اس مقصد کے واسطے کرتا ہے کہ مباحثے مین جب وہ دیکھتا ہے کہ مین اپنی بحث پر قایم نہین رہ سکتا ہون تو اوس بحث کو چھوڑ کر اور بات پر جو بالکل مختلف ہو یا بالکل نہو بلکہ کچھہ ہو بحث کرنے لگتا ہے مثلاً فرض کرو کوئی شخص ثابت کرنا چاہے کہ شراب کا ایک قطرہ بھی پینا گناہ ہے

اگر ثابت نکر سکے تو چالاکی سے بحث کو بدلکر کہنے لگے کہ شراب کا بہت سا پینا گناہ ہے تو یہ بحث اول سے بالکل مختلف ہوگی - یہ مغالطہ کئی طرح آکے پڑتا ہے - مثلاً بعض جگہہ لفظ مشترک استعمال کیا جاتا ہے اور جب ایک معنی قایم نہین رہ سکتے ہین تو مقابل والا دوسرے تیسرے معنی استعمال کرنے لگتا ہے - مثلاً کوئی ثابت کرنا چاہے کہ فلانے لوگ خدا پر اس طرح ایمان لائے ہین کہ اُس کو بخوبی جانتے ہین لیکن اسکو ثابت نکر سکے تو کہنے لگے کہ وے خدا کے وجود پر ایمان رکھتے ہین تو یہ بحث بالکل جدی ہو جاویگی بعض جگہہ ایسا ہوتا ہے کہ قضیہ جزیہ ثابت کیا جاتا ہے جبکہ کلیہ ثابت کرنا چاہیئے مثلاً بعضے لوگ جب یہ نہین ثابت کر سکتے ہین کہ عیسائی مذہب اچھا نہین ہے تو اس بحث کو چھوڑ کر کہنے لگتے ہین کہ بعض شخص اس مذہب کے اچھے نہین ہین پس یہ وہ نتیجہ نہین ہے جو نکالنا چاہیئے تھا اور اگر یہ ثابت بھی ہو جاوے کہ بعض شخص اس مذہب کے اچھے نہین ہین تو اصل دعوے سے یہہ بات بالکل الگ ہے -

بعض دفعہ مقابل والا بوقت مباحثے کے ایک مقدمہ کو چھوڑ کر دوسری پر باری باری سے بحث کرنے لگتا - جب ایک مقدمہ پر اعتراض نہین ہو سکتا ہے تو دوسرے پر اعتراض کرنے لگتا ہے اور جب دوسرے پر بھی اعتراض نہین ہو سکتا ہے تو پھر پہلے پر آجاتا ہے - غرضکہ کسی بحث کو پورا نہین کرتا ہے - اگر بحث کرنیوالا کم عقل

ہوتو اوس کو اس سے بڑھکر اور کوئی مغالطہ نہین پڑتا ہے کہ ایک قضیہ کو چھوڑ کر دوسرے پر چلا جاتا ہے ہمیشہ ادہر ادہر گھومتا پھرتا ہے کسی بحث پر بخوبی قایم نہین رہتا ہے + مذہبی مباحثون مین ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ مقابل والا ایک مسئلے پر اعتراض کرتا ہے اور پھر دوسرے مسئلے پر بڑے شور وغل کے ساتھ۔ ذرا ٹھہرتا نہین کہ پورا جواب پاوے یا آپ رد کرے یا اقرار اپنے قایل ہونے کا کرے۔ پس اس مغالطے سے محفوظ رہنے کے واسطے یہ خوب طریقہ ہے کہ اگر کوئی لفظ مشترک ہو یا عام ہو تو اول اوس کے معنی مقرر کئے جاوین اور اول ہی اول خوب جتا دیا جاوے کہ اسی پر بحث رہے اور پھر اگر مقابلہ والا ایک مقدمے یا قضیئے کو چھوڑ کر دوسرے مقدمے یا قضیئے پر باری باری سے جانے لگے تو اوسے مطلع کرتا رہے کہ جب تک ایک بات پر بحث پوری نہو جاوے دوسری کو نہ پکڑے۔

۳۔ مغالطہ اعتراضون کا۔ مغالطہ اعتراضون کا اوس کو کہتے ہین جبکہ اعتراض کسی قضیئے پر یا جو کوئی بات جس پر بحث ہو رہی ہو وارد ہووے اور بسبب وارد ہونے اعتراض کے اوس بات کو غلط قرار دیا جاوے۔

مغالطہ اعتراضون کا بھی "نتیجہ غیر مطلوب" کی قسم سے ہے کیونکہ صرف اس قدر نتیجہ نکالنا کہ فلانے قضیئے پر اعتراض ہو سکتے ہین نتیجہ مطلوبہ نہین ہے بلکہ یہ بتلانا چاہیے کہ

فلانے قضیئے پر اعتراض زیادہ یا اوس کی اثبات صحت کی دلیلین زیادہ ہین یعنی یہی

بات ثابت کرنا چاہیے کہ آیا اعتراض دلیلون سے زیادہ ہین یا نہین بہت باتین ایسی ہین
جنکے ثبوت مین اوس قدر دلیلین ہین کہ کوئی اون کے قبول کرنے مین کسی طرح کا تامل نہین
کرسکتا ہے مگر با این ہمہ اون کے اوپر کچھ اعتراض ہوسکتے ہین - اگر کوئی مقابل والا
اون باتون پر بڑے شور وغل کے ساتھ اعتراض اوٹھا کے ظاہر کرے کہ ان باتون
کو رد کرنا چاہیے پس یہی مغالطہ اعتراضون کا ہوا - مثلت دمثلاً کوئی دوا ہو جس سے
بیسیون مریضون کو فائدہ ہوا ہو مگر ایک آدہ مرتبہ کسی کو نہ ہوا ہو تو یہ کہنا کہ یہ ناقص
دوا ہے غلط ہوگا - یا مثلاً بیبل کے ثبوت مین بہتیری پکی دلیلین ہین کہ یہ کتاب خدا کی
ہے اور سالہا سال سے آجتک بجنسہ بغیر تحریف چلی آتی ہے مگر تاہم چونکہ بعض جگہہ
دقت آکے پڑتی ہے اور بظاہر چند اعتراض ہوسکتے ہین اس سبب سے بعض آدمی
کہنے لگتے ہین کہ اس کو رد کرنا چاہیے - یہ مغالطہ اعتراضون کا ہوا - یہان پر یہ سوال
چاہیے تہا کہ بیبل کے الہامی ہونے اور بغیر تحریف رہنے کے زیادہ دلیلین ہین یا نہین
اگر زیادہ ہین تو تسلیم کرنا چاہیے - ایک اور مثال "مغالطہ اعتراض" کی یہ ہے کہ بعض آدمی
جب امورات سلطنت مین رفاہ خلایق کے واسطے کسی طرحکا تغیر عمل مین آوے
تو اعتراض کرتے ہین - اگرچہ اوس تغیر مین اوس ملک کی بہت بہتری ہو تاہم بسبب
دو ایک اعتراض کے بعضے لوگ رد کرنے لگتے ہین -

جس مباحثے مین کہ مغالطہ اعتراض کا واقع ہو تو اوسکے جواب مین یہ قاعدہ برتنا چاہیے

کہ جتنی دلیلین ثبوت صحت مین ہین اس سے زیادہ اعتراض جب تک نہون اوس وقت تک اوسے رد کرنا نہ چاہیئے اور کیسا ہی شور وغل کیون نہ مچے اس قاعدے کو ہاتھ سے نہ دے۔

۴۔ مغالطہ ثبوت جزئی کا۔ یہ مغالطہ مغالطۂ اعتراض کے برعکس ہے۔ مغالطہ اعتراض مین جزئی پر اعتراض کرکے کلی کو رد کرتے ہین اور اسمین جزئی کو ثابت کرکے دعوی کرتے کہ کلی ثابت ہے۔ مثلاً فرض کرو کوئی شخص سوال کرے کہ آیا فلانی کتاب اچھی ہے یا نہین۔ اور اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ چند بیانات اوس کتاب مین اچھے ہین اس سبب سے وہ کتاب اچھی ہے تو یہ مغالطہ ثبوت جزئی کا ہوگا کیونکہ جزئی کے حال سے کلی کی طرف دلیل پکڑتا ہے۔ سوال اس بات مین تھا کہ وہ کتاب سب طرح سے اچھی ہے یا نہین۔ پس یہان پر نتیجہ جزئی نکالنا جس صورت مین کلی چاہیئے تھا غیر مطلوب ہے + دوسری مثال + فرض کرو کوئی شخص سوال کرے کہ فلانی سرکار اچھی ہے یا نہین تو اوس کے جواب مین صرف دو تین باتین اوس عملداری کی اچھی ثابت کرنا کافی نہوگا بلکہ کل باتون پر غور کرکے نتیجہ نکالنا چاہیئے۔ اور اگر کل باتین اچھی ثابت نہون بلکہ جزوی باتین تو یہ نتیجہ یہان پر غیر مطلوب ہوگا کیونکہ بحث ہماری کل پر تھی نہ جزء پر۔ غرضکہ مغالطی ثبوت جزئی سے محفوظ رہنے کے واسطے کلی پر دلیل طلب کرنا چاہیئے اور اس

امر سے آگاہ کر دینا چاہیئے کہ اگر کل سوال کا جواب نہ ملے گا تو دلیل پوری نہ ہو گی۔ اور واضح ہو کہ ہر بحث مین اس بات کا لحاظ رکہنا چاہیئے کہ جتنی بات ہو اوتنا ہی دعوی کرنا چاہیئے نہ یہ کہ زیادہ کیونکہ اگر زیادہ دعوی کیا جاوے تو کل ثابت نہو سکیگی اور دلیل مین اعتراض مغالطہ جزئی کا پیدا ہو گا۔ نتیجہ غیر مطلوب اکثر انہین چار قسمون کے مغالطون مین یعنی "تملق آمیز" اور "مغالطہ تغیر مضمون" اور "مغالطہ اعتراض" اور "مغالطہ ثبوت جزئی" مین آکر پڑتا ہے۔

اب یہان پر چند قاعدہ عام واسطے دریافت کرنے صحت دلیلونکے لکہین گے اور پہر بیان مغالطون کا بالاجمال لکہکر تمام کرینگے۔

مغالطہ صوری کو پکڑنا

دلیل کو بصورتِ قیاس کرنا چاہیئے خواہ دلیل زبانی ہو یا تحریری اور تحریری خواہ کل کتاب مین یا باب مین یا فصل مین ہو۔ صورت قیاس اس طرح لانا چاہیئے یعنے دیکہو کہ آخری بحث کیا ہے کیونکہ اکثر وہی نتیجہ ہو گا اور پہر یہ دریافت کرنا کہ کس بنا پر وہ آخری بحث قایم ہے یعنے کن دلیلون سے وہ نتیجہ نکلا ہے اور وہ بنا یعنے دلیلین مقدمات ہونگے پس اس طرح قیاس بنجاوے گا اور جب قیاس بنجاوے تو اوس کی صحت اون قاعدون سے جو واسطے دریافت کرنے صحت

قیاسون کے مقدمے رہین دریافت کرنا چاہیئے

اول - یہ دیکھو کہ وہ قیاس حملیہ یا شرطیہ ہے - اگر شرطیہ ہے تو اونھین قاعدون سے جو واسطے شرطیہ کے مقرر ہین صحت اوسکی معلوم کرو -

دوم اگر قیاس حملیہ ہو تو یہ دیکھو کہ اوسمین کتنے جز ہین -

سیوم اگر صرف تین جز ہون تو یہ دیکھو کہ حد اوسط کلی ہے یا نہین اور بمعنی مفرد استعمال کی گئی یا نہین -

چہارم یہ دیکھو کہ دونون مقدمات سالبے ہین یا موجبے اور اگر سالبے ہین تو معنًا یا لفظًا اور اگر ایک مقدمہ سالبہ ہو تو دیکھو کہ نتیجہ بھی سالبہ ہے یا نہین - اگر دونون مقدمات موجبے ہون تو یہ دیکھو کہ نتیجہ بھی موجبہ ہے یا نہین -

پنجم یہ معلوم کرو کہ جو جز نتیجہ مین کلی ہین مقدمات مین بھی کلی ہین یا نہین -

ششم اگر قیاس بصورت شکل اول ہو تو یہ دریافت کرو کہ بموجب قول "ارسطاطالیس" کے ہے یا نہین -

مغالطہ معنوی کو پکڑنا

اگر وہ قیاس ان سب نقصون سے خالی ہو یعنی اوسکی صورت مین غلطی نہو تو یہ دریافت کرو کہ **مقدمات** صحیح ہین اور **نتیجہ** وہی ہے جو مطلوب تھا - اور دریافت اس طرح پر کرو کہ ہر ایک مقدمہ کو جدا جدا کرکے ذیل کے قواعد مد لحاظ رکھو

پہلے - یہہ دیکھو کہ یہہ مقدمہ بدیہی ہے یا نہین-

دوسرے اگر بدیہی نہو بلکہ محتاج ثبوت کا ہو تو یہہ دیکھو کہ وہ بنا یعنے دلیل جس پر وہ قایم ہے صحیح ہے یا نہین-

تیسرے - یہہ دیکھو کہ مقدمات درحقیقت وہی ہین جو نتیجہ ہے یا نتیجہ پر موقوف ہین-

اگر مقدمات صحیح اور اعتراض سے خالی ہون تو نتیجہ کی طرف متوجہ ہو-

پہلے - یہہ دیکھو کہ نتیجہ مطلوبہ ہے یعنے وہی ہے جو اس دلیل مین چاہیے تہا-

دوسرے - یہ کہ نتیجہ وہی ہے جو بحث کرنے والے نے ثابت کرنا چاہا تہا یا بحث بدل گئی ہے-

تیسرے - یہ دیکھو کہ نتیجہ جتنا ثابت کرنا چاہیے تہا اوتنا ہے یا جز اوسکا-

پس ان سب باتون مذکورہ بالا پر لحاظ رکہنے سے اگر کسی طرح کی غلطی دلیل مین ہو بخوبی معلوم ہو جایگی- مغالطہ کی ہر صورت پر جو ذیل کے بیان مجمل مین لکہی ہے تا وقتیکہ اوس کی کیفیت بخوبی معلوم نہو جاوے اور ہر صورت کی مثال اپنی طرف سے نہ بنا سکے خوب دہیان دینا اور غور کرنا چاہیے-

---

مغالطون کا مجمل بیان

- ۱- مغالطہ صوری
  - ۱- حد اوسط جزی
  - ۲- کلیت ناجائز
  - ۳- مقدمات سالبہ
  - ۴- نتیجہ موجبہ مقدمات سالبون سے یا برعکس اسکے
  - ۵- ایک قیاس مین تین جزون سے زیادہ کا ہونا
    - اکبر یا اصغر یا حد اوسط مشترکہ
    - مغالطہ امر خفی
    - مغالطہ تقسیم وجمع
- ۲- مغالطہ معنوی
  - اول- مغالطہ مقدمات مین
    - مقدمہ اور نتیجہ ایک ہی ہونا
    - دور تسلسل
    - وجہ غیر موجہ
  - دوم- مغالطہ نتیجہ مین یعنی "نتیجہ غیر مطلوب"
    - مغالطہ تملق آمیز
    - مغالطہ تغیر مضمون
    - مغالطہ اعتراضون کا
    - مغالطہ ثبوت جزئی

فصل ۲

بیان چند طریقون استعمال منطق کا

منطق کے استعمال کے واسطے چند طریقے ہین جنکے جدا جدا نام مقرر ہین-

بہمارا ارادہ ہے کہ اون طریقون کو لکہین اور اونکے استعمال کا طور تبلا دین۔
یہ معلوم ہوگا کہ عقل اگرچہ حقیقتاً ہمیشہ ایکہی طور پر دوڑتی ہے مگر پھر بھی بروقت مباحثے کے جبکہ کسی بات کی حقیقت دریافت کیجاوے یا کوئی غلطی رفع کیجاوے تو دلیل لانے کے طریقہ مین کچھہ نہ کچھہ تغیر ہو جاتا ہے۔

بیان استقرا کا

۱۔ استقرا۔ اوسکو کہتے ہین کہ جزیت سے کلیت کو معلوم کرنا یعنے چند باتون سے اوس قسم کی کل باتون کے لئے کوئی فائدہ عام نکالنا۔ جب چند مرتبہ ہمنے دیکہا کہ جب ایک امر ہوتا ہے اوس کے ساتھہ فلانی بات بھی ہوتی ہے پس اوس سے ہم نتیجہ نکال لیتے ہین کہ اس قسم کی جتنی باتین ہین سب ہمیشہ اسی طرح پر ہوتی ہین۔ اور ایک عام قاعدہ اون سب باتون کے واسطے نکل آتا ہے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہین کہ سیسا لوہا چاندی وغیرہ جب خوب گرم کئے جاوین تو پگہل جاوین گے۔ پس قاعدہ عام یہ نکلا کہ دہاتین پگہل جاتی ہین + دوسری مثال ہمنے دیکہا کہ گائے بہنیس بکریان اور اور سینگ والے جانور جگالی کرتے ہین۔ پس قاعدہ نکلا کہ سینگ دار جانور جگالی کرتے ہین تیسری مثال سیکڑون مرتبہ آزمانے سے معلوم ہوا کہ خالص پانی جب اوس کے عناصر کیمیائی ترکیب سے جدا جدا کئے جاوین تو دو گاسین ہو جاتی

ہین - اس حساب سے آٹھ حصہ آکسیجن اور ایک حصہ ہیڈروجن - پس نتیجہ نکلا کہ جتنا
پانی ہے دو عنصر سے یعنے آکسیجن اور ہیڈروجن سے اس طرح پر کہ آٹھ حصہ آکسیجن ہو اور
ایک حصہ ہیڈروجن مرکب ہے -

۲ - اب جاننا چاہیئے کہ بنیاد استقرا کی اس یقین پر ہے کہ قدرتی قانون ایک ہی
رہتے ہین بدلتے نہین اور یہ یقین بھی شاید استقرا سے حاصل ہوا کیونکہ لڑکپن سے
ہم دیکھتے ہین کہ آفتاب برابر طلوع ہوتا اور غروب ہوتا ہے اور رات اور دن پے در پے
ہوتے رہتے ہین ایک ہی ترتیب پر - موسم آتے ہین - بیجون مین کلا پھوٹتا ہے اور
درخت بڑھتے ہین اور پھلتے پھولتے ہین ایک ہی ترتیب پر - پس دیکھتے دیکھتے ہمارے
دل پر یہ یقین جم گیا ہے کہ قوانین قدرتی بدلتے نہین ایک ہی رہتے ہین - جب
کئی ایک مرتبہ ہم دیکھتے ہین کہ فلانے واقعہ کے ساتھ فلانی بات ہوتی ہے تو نتیجہ
نکالتے ہین کہ چونکہ قدرت کے قانون ہمیشہ ایک ہی رہتے ہین اس سبب سے
فلانے واقعہ کے ساتھ فلانی بات ہمیشہ ہوتی رہے گی -

۳ - جتنی مرتبہ اور جس قدر غور کے ساتھ کوئی بات دیکھی جاوے اوسی قدر
اوسکا استقرا کامل ہوگا - یہ نہین ہے کہ ایک بات کو ایک امر کے ساتھ دو ایک مرتبہ
ہوتے ہوئے دیکھ کر ایک عام قاعدہ نکالنا کہ جب فلانا امر ہوگا تو اوسکے ساتھ فلانی
بات ضرور ہوگی - یہ غلطی اکثر واقع ہوتی ہے کیونکہ بارہا دیکھنے مین آتا ہے کہ جب کوئی

بات کسی امر کے ساتھہ دو ایک مرتبہ ہوتی ہو تو لوگ کہنے لگتے ہین کہ اوس بات اور
اوس امر مین علاقہ ضرور ہے - مثلاً ہندو لوگ اکثر کہتے ہین کہ گہن پڑتے وقت لڑکے
کا پیدا ہونا منحوس ہوتا ہے کیونکہ بعض مرتبہ آزما دیکہا ہے کہ جب ایسے وقت مین لڑکا
پیدا ہوتا ہے منحوس ہوتا ہے - اگرچہ اس بات کی کچہہ اصلیت نہین کیونکہ ہزارون
مرتبہ لڑکے کا پیدا ہونا ایسے وقت مین مسعود ہوا - اگر عمر بہر مین دو تین مرتبہ کسی
شخص کو ایسا اتفاق ہوا ہو کہ سفر کرتے وقت کوئی جانور اوس کے سامنے سے راستہ
کاٹکر نکل گیا اور اوس سفر مین کچہہ خلل پڑ گیا تو اوسے یہ نتیجہ نکالنا نہ چاہیئے کہ مسافرت
مین جانور کا راستہ کاٹکر نکل جانا شگون بد ہے بلکہ برخلاف اس کے استقراے
کامل سے ہم کو یہ بات ثابت ہو جایگی کہ جانور کے نکلنے سے کچہہ نہین ہوتا کیونکہ
سیکڑون مرتبہ جانور راستہ کاٹکر نکل گئے اور سفر بہ خیریت تمام ہوا

جسقدر باتین ہماری نظر سے گذرینگی اوسیقدر استقرا اونکا بڑہتا جاویگا -

استقراے کامل کی جس مین کچہہ بہی کسی طرحکا شبہہ ممکن نہو جب ہوگا کہ ایک قسم کی
کل باتین ہماری نظر سے گذر جائین - لیکن یہ امر اکثر غیر ممکن ہے اور حقیقت مین کچہہ
ضرور بہی نہین ہے جبکہ طبیعت کے چندہی مرتبہ دیکہنے سے قرار واقعی اطمینان ہو
کہ ہان یہ عام قاعدہ نکلتا ہے - مثلاً یہ ضرور نہین ہے کہ تمام دنیا کے پانی کو جدا
کرکے دیکہین تاکہ یقین ہو جاوے کہ پانی دو گاسون یعنے ہواؤن سے مرکب ہے

کیونکہ چند مرتبہ آزمانے سے دل کو قرار واقعی اطمینان اس امر کا ہو گیا ہے کہ پانی دو گاسون سے مرکب ہے۔ غرض استقراے کامل جب ہوگا کہ ایک بات اتنی مرتبہ آزمائی جاوے کہ دل کو یقین کامل ہو جاوے اور جو نتیجہ نکالا جائے جایز ہو یقین جو استقرا سے حاصل ہوتا ہے یکسان نہین ہے یعنے دلیل استقرا کی جسقدر کامل ہوگی اوسی قدر یقین کامل ہوگا۔ اگر کسی امر کو صرف چند ہی مرتبہ آزما کر دیکھا تو اوسکے یقین مین شاید کسی قدر شک ہوگا اور جس بات کو بارہا آزما کر دیکھا اوسکا یقین خوب پختہ ہوگا۔

۴۔ قریب تمام علمون کے استقرا سے حاصل ہوئے ہین + بار بار دیکھتے دیکھتے اور آزماتے آزماتے عام قاعدے نکلے ہین اور اون قاعدون کے جمع کرنے سے علم بن گئے ہین۔ علم ہیئت۔ علم ترکیب زمین۔ علم کیمیا علم طب وغیرہ اسی طرح نکلے ہین۔ سیکڑون برس کی آزمایش اور تحقیقات سے بعض علم اِس کاملیت تک پہونچے ہین + استقرا سے اور بھی اِن علمون کو پختگی ہو جاویگی کیونکہ تحقیقات جدیدہ ہوتی جاتی ہے اور نئی باتین نکلتی ہین۔

۵۔ دلیل استقرا کسی طرح کیون نہو بصورتِ قیاس ہو سکتی ہے۔ اکثر تو دلیل استقرا بصورتِ قیاس مخفف ہوتی ہے جس کا کبریٰ مقدر ہوتا ہے۔ جب ایک قسم کی چند چیزون کے ایک سے حالات بارہا ہماری نظر سے گذرتے ہین

تو ہم نتیجہ نکال لیتے ہین کہ جو حال اون چند چیزون پر صادق آتا ہے وہی اوس قسم کی کُل چیزون پر صادق آویگا۔ مثلاً۔

گاے بھیڑ بکری ہرن سینگ دار جانور ہین
پس یہ جگالی کرنے والے ہین

یہی استقرا ہوا۔ اگر بہ ترتیب قیاس لکھا جاوے تو یون ہو گا۔

جو بات کہ گاے بھیڑ بکری ہرن وغیرہ پر صادق آتی ہو غالباً سب سینگدار جانور دن پر صادق آویگی۔
جگالی کرنا گاے بھیڑ بکری ہرن وغیرہ پر صادق آتا ہے
پس جگالی کرنا غالباً سب سینگ دار جانور دن پر صادق آتا ہے

استقرا مین اول صرف یہ معلوم کر لیتے ہین کہ فلانی عام بات ایک قسم کی چند چیزون مین پائی جاتی ہے اور پھر یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ اس قسم کی کُل چیزون مین یہ بات پائی جاتی ہے۔ اوپر کی مثال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی دلیلون استقرا مین کبریٰ مقدر رہتا ہے اور وہ کبریٰ مقدر کوئی ایسا قضیہ ہوتا ہے جیسا کہ جو بات فلانی قسم کی چند چیزون پر صادق آتی ہے وہی اوس قسم کی کُل پر صادق آوے گی۔

دلیلون استقرا کو بھی جدا جدا کرکے بصورت قیاس رکھہ سکتے ہین مثلاً "سیسہ پگھل جاتا ہی پس بعض دہات پگھل جاتی ہے" "چاندی پگھل جاتی ہی پس بعض دہات پگھل جاتی ہے" لہذا ہمکو معلوم ہو جاتا ہے کہ صغرا "سیسہ دہات ہے" "چاندی دہات ہے" مقدر ہے۔

اگر یہ استقرا بصورت قیاس لکہا جاوے تو یون ہوگا۔

استقرا اول بصورت قیاس { سیسہ پگہل جاتا ہے
سیسہ دہات ہے
پس بعض دہات پگہل جاتی ہے

استقرا دوسرا بصورت قیاس { چاندی پگہل جاتی ہے
چاندی دہات ہے
پس بعض دہات پگہل جاتی ہے

ان سب قیاسون استقرائی کو ملا کر ایک کر دیتے ہین اور پھر ایک عام قاعدہ اون سے نتیجہ نکلتا ہے۔ مثلاً۔

سیسہ چاندی سونا لوہا وغیرہ دہات ہین
یہ دہاتین پگہل جاتی ہین
پس دہاتین پگہل جاتی ہین

بیان استخراج کا

استخراج ٹہیک استقرا کے برعکس ہے۔ استقرا مین جزیت سے کلیت ثابت کی جاتی ہے اور استخراج مین کلیت سے جزیت ثابت کی جاتی ہے۔ استقرا سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ فلانی چیزین زہردار ہین۔ پس اس عام قاعدہ سے جو ہم کو معلوم ہوا ہے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ اگر ان زہردار چیزون مین سے کوئی بہی کسی شخص نے کہالی ہے تو اوسپر زہر نے اثر کیا ہوگا۔ اسیکو **استخراج** کہتے

ہین- اسی طرح اگر کوئی نیا جانور سینگ دار کہین ملے تو ہم نتیجہ نکال لین گے کہ یہ جُگالی کرنے والا ہے کیونکہ یہہ عام قاعدہ دلیل استقرا سے معلوم ہو چکا ہے کہ سینگ دار جانور جُگالی کرتے ہین- غرض استخراج کلّی سے جزئی پر دلیل لانیکو کہتے ہین اور استقرا جُزیت سے کلی پر دلیل لانے کو کہتے ہین-

بیان تمثیل کا

تمثیل مین استقرا اور استخراج کچھہ کچھہ دونون پائے جاتے ہین- اس کو ناکامل استقرا سمجھو- استقرا مین جُزیت سے کلیّت پر دلیل لاتے ہین- تمثیل مین ایک جُزی سے دوسری جزئی پر یعنے ایک چیز سے دوسری چیز پر حوالہ دیا جاتا ہے مثلاً کوئی نتیجہ نکالے کہ فلانے باغی کا انجام بُرا ہوگا کیونکہ نانارا و باغی کا انجام بُرا ہوا+ شاید یہان پر استقرا اور استخراج دونون پائے جاتے ہین کیونکہ تمثیل نانارؔا سے استقرا کے طور پر یہی بات نکلتی ہے کہ کلّ باغیون کا انجام بُرا ہوتا ہے- بس چونکہ یہ آدمی باغی ہے اس سبب سے اوس عام قاعدہ سے استخراج کے طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ اسکا بھی انجام بُرا ہوگا+ پطرس رسول نے جو گنہگار فرشتون کی حالت کا (۲ پطر ۲ و ۴-۹) اور قبل طوفان نوح جو لوگ دنیا مین آباد تھے اون کا اور سدوم و غمورا کے لوگون کا حوالہ دیا ہے تا کہ ثابت ہو جاوے کہ شریر بد ذات

سزا پاوین گے۔ وہ دلیل تمثیل ہے۔ یہ طریقہ دلیل لانیکا بہت صاف اور صحیح ہے
کچھہ حاجت اور مثال لانے کی یہان پر نہین ہے۔

بیان قرینے کا

۱۔ عام محاورے کے مطابق **قرینے** کے معنی مشابہت کے ہین او مشابہت اس مین خاص دو طرح پر ہے یا **صوری** ہے یا **معنوی**۔ مثال اول **قرینہ صوری** جیسے زمین اور چاند دونون کا گول ہونا اور دونون کا اپنے اپنے محورون پر گھومنا + مثال دوم **قرینہ معنوی** کی جیسے باز مچھلی کا اور پرند کا کہ دونون واسطے ایک ہی مطلب کے بنے ہین یعنے واسطے اڑنے اور دوڑنے کے اور جیسے ملک کا صدر مقام دار السلطنت ہے اسی طرح جسم کا صدر مقام دل ہے + دیکھو یہان پر جو نسبت ملک کو اپنی دار السلطنت سے ہے وہی جسم کو اپنے دل سے ہے۔ پس یہ بھی مثال مشابہت کی ہوئی۔

قرینے کی رو سے دلیل لانے مین اس طرح پر نتیجہ نکالتے ہین کہ جب ایک چیز دوسری چیز سے چند باتون مین مشابہت رکھتی ہے تو اور باتون مین بھی مشابہ ہوگی۔ اور بیشک جس قدر مشابہت ہوگی اوسیقدر دلیل پختہ ہوگی۔ ایک دلیل قرینہ کی مندرجہ مثال ذیل ہے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہین کہ یہ زمین جسپر ہم رہتے ہین

سیارون عطارد مشتری زحل وغیرہ سے بہت باتون مین مشابہت رکھتی ہے۔ سب زمین کی مثل ذی جرم معلوم ہوتے ہین۔ سب آفتاب کے آس پاس گردش کرتے ہین اور اوس سے روشنی حاصل کرتے ہین جیسے زمین کا حال ہے۔ اور جیسے زمین کے اپنے محور پر گھومنے سے دن اور رات ہوتے رہتے ہین اسی طرح اونمین بھی دن اور رات ہوتے رہتے ہین۔ پس جب ہم نے دیکھا کہ یہ سیارے بہت باتون مین زمین سے مشابہت رکھتے ہین تو قرینے سے ہم نتیجہ نکالتے ہین کہ جیسے زمین آباد ہے ویسے وے بھی آباد ہونگے +

۲۔ دلیل قرینہ دلیل استقرا اور تمثیل دونون سے مشابہت رکھتی ہے مگر استقرا سے مختلف اس بات مین ہے کہ استقرا مین جزئیت سے کلیت پر دلیل لائی جاتی ہے لیکن قرینہ مین ایک بات سے دوسری بات ثابت کی جاتی ہے + استقرا مین کئی چیزون کو ایک دوسرے کے مشابہ دیکھکر نتیجہ نکالا جاتا ہے اور اسمین ایک چیز سے دوسری چیز کو چند باتون مین مشابہت دیکھ کر قرینے سے یہ نکال لیا جاتا ہے کہ اور باتون مین بھی مشابہ ہونگے + قرینہ تمثیل سے اس بات مین مختلف ہے کہ تمثیل مین ایک چیز کو دوسری چیز سے مشابہ دیکھ کر ہم دلیل لاتے ہین۔ لیکن قرینے مین ایک چیز کو دوسری چیز سے کچھ باتون مین مشابہ دیکھ کر قرینے سے معلوم کرلیتے ہین کہ باقی اور باتون مین بھی مشابہت رکھتی ہے + اس قسم کی دلیل کی ایک اور مثال یہ ہے۔

اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ بیبل مین ایسے مسئلے ہین جو سمجھ مین نہین آتے ہین تو
اوس کے جواب مین ہم یہ بات کہین کہ خلقت اور الہامی کتابین دونون اوس لا انتہا
خدا سے ہین - تو اس بات مین خلقت اور الہامی کتاب دونون ایک ہوئے + اب چونکہ
خلقت مین بہتیری باتین ایسی ہین کہ سمجھ مین نہین آتی ہین اسی سبب
سے غالب ہے کہ الہامی کتاب مین بھی بہتیری باتین ایسی ہون جو سمجھ
مین نہ آوین اور جیسا زمانہ بہ زمانہ غور کرنے سے بھید خلقت کے کہلتے
جاتے ہین اسی طرح بیبل کا حال ہوگا - اور حقیقت مین ہم دیکھتے ہین کہ زمانہ
بہ زمانہ غور کرنے سے وہ باتین کلام الٰہی کی جو بظاہر مشکل معلوم ہوتی تہین روشن
ہوتی جاتی ہین -

۳ - دلیل قرینہ بھی بصورت قیاس ہو سکتی ہے جیسا کہ اور سب دلیلون کا حال
ہے - مثلاً فرض کرو کسی ایسے جانور کی کہانکر جس کو ہم نے کبھی نہ دیکھا ہو کہین پر ملے
اور ہم دیکھین کہ اوس کہانکر کے تیز دانت ہین اور تیز پنجے جو قرینے سے دریافت
کر لین گے کہ یہہ جانور شکاری تھا + اگر یہہ دلیل قرینہ بصورت قیاس لکھی جاوے
تو یون ہوگی -

جن جانورون کے تیز دانت اور تیز پنجے ہوتے ہین وے شکاری ہوتے ہین
اس جانور کے تیز دانت اور تیز پنجے تھے
پس یہ جانور شکاری تھا

اسی طرح ایک مثال بئیبل کی جو ابھی ہو چکی ہے بصورت قیاس ہو سکتی ہے۔

خالقت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس لا انتہا خالق سے بعض باتین ایسی ہون جو انسان کی سمجھ مین نہین آتی ہون۔

کلام الٰہی اوس لا انتہا خالق سے ہے

پس کلام الٰہی مین بعض باتین ایسی ہون جو انسان کی سمجھ مین نہ آتی ہون

دلیل قرینیہ بڑی ہوشیاری سے لانا چاہیئے کیونکہ بغیر دیکھی بات مین اکثر گنجایش اعتراض کی ہوتی ہے اور بہتیری چیزین ایسی ہین جو بعض باتون مین باہم دیگر مشابہت رکھتی ہین مگر اتنی باتون مین نہین کہ ہم نتیجہ نکالین۔ مثلاً اگرچہ زمین سیارون عطارد مشتری زحل وغیرہ سے بہت باتون مین مشابہت رکھتی ہے تاہم بیقین کامل ہم یہ نتیجہ نہین نکال سکتے ہین کہ وے زمین کے مثل آباد ہین کیونکہ شاید حالت گرمی وسردی اور پانی اور جو چیزین زندگی کے لیئے چاہیئن زمین کی مثل اون سیارون مین نہون تو وہان پرورش جان کی غیر ممکن ہے۔

بعضے یہہ سمجھتے ہین کہ چونکہ حیوانات اور نباتات کے درمیان مین بڑھنے اور گھٹنے اور مرنے مین مشابہت ہے حیوانات مع انسان اور نباتات دونون ایکہی طور پر نیست ہو جاتے ہین۔ لیکن یہہ نتیجہ نکالنا غیر جائز ہے کیونکہ حیوانات ذی حس وحرکت جسم ہین اور اس بات مین حیوانات نباتات سے مشابہت نہین رکھتی ہین۔ ان دو وجود مین بڑا فرق ہے ذراسی مشابہت دیکھکر نتیجہ نکالنا کہ وے مرتے

بھی اسی طرح ہونگے کسی طرح جایز نہین ہے۔ پس بڑی ہوشیاری سے قرینے کا استعمال کرنا چاہیئے۔ دلیل قرینہ اور دلیلون کے استحکام کے واسطے لاتے ہین۔ ایسا کم ہوتا ہی کہ وہ بجائے خود دلیل ہو۔

"استدلال لمّی"۔ "استدلال انّی"

"ادنی سے اعلی کو ثابت کرنا"

یہ تینون دلیل کی صورتون کے نام ہین۔ ان صورتون کا اور اونکے طریقہ استعمال کا بیان ہم یہان پر لکھتے ہین۔

۱۔ استدلال لمّی"۔ یعنے علت سے معلول ثابت کرنا۔ اوس کو کہتے ہین کہ سببون معلومہ سے مسبب دریافت کیے جاوین اور قواعد یا قوانین مقررہ سے نتیجے نکالے جاوین۔ غرضکہ وجود علت سے وجود معلول کا نتیجہ نکالنے کو علت سے معلول ثابت کرنا کہتے ہین۔ مثلاً جس وقت آفتاب طلوع ہوگا ہم جانتے ہین کہ دن ضرور ہوگا کیونکہ آفتاب چشمہ روشنی کا ہے۔ طلوع ہونا آفتاب کا علت ہے جس سے وجود معلول کا یعنے دن کا ہونا ثابت ہوتا ہے + یا اگر چاند آفتاب اور زمین کے درمیان آجاوے تو ضرور گہن پڑیگا۔ پس دیکھو یہان پر

حایل ہونا چاند کا علت ہے جس سے وجود معلول کا یعنے گہن کا پڑنا ہوتا ہے یا اگر ہم سنین کہ کسی شخص کو باولی کتے نے کاٹ کہایا ہے تو ہم جان لین کہ وہ شخص کتے کی بیماری سے مرجاویگا۔ اسی طرح جب ہم نے جانا کہ خدا رحیم اور کریم قدوس و حکیم حقیقی ہے تو ہم نتیجہ نکالتے ہین کہ خدا تعالے انسان پر رحمت کی نظر رکھتا ہے اور بانی گناہ کا نہین ہے۔

علم ریاضی مین اس قسم کی دلیل کی بہت مثالین پائی جاتی ہین۔ کیونکہ علم ریاضی مین چند قواعد مقررہ یا اصول موضوعہ سے نتایج ثابت کئے جاتے ہین یا یہہ ثابت کیا جاتا ہے کہ فلان دعویٰ غلط ہے۔ مثلاً ایک قاعدہ یہ ہے کہ خطوط متوازی کبھی نہین ملتے ہین پر جہان کسی دعوے مین ایسا سبب آکے پڑے تو ہم ثابت کرین گے کہ یہہ خطوط کبھی نہ ملین گے کیونکہ متوازیہ ہین یا یہ ثابت کرین گے کہ یہہ خطوط ملجاوینگے کیونکہ متوازیہ نہین غرض اسی طرح بہت اور نتایج ثابت کرلیتے ہین اور سب علمون سے اسی طریق پر بحث کیجاتی ہے۔

۲۔ استدلال انی یعنی معلول سے علت ثابت کرنا۔

یہ اول کے برعکس ہے۔ اسمین معلول سے علت ثابت کیجاتی ہے۔ مثلاً جب چاند گہن پڑتا ہے تو چاند کا عکس زمین پر گول پڑتا ہے۔ پس اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ زمین گول ہے۔ عکس گول پڑنا معلول ہے جس سے علت یعنے زمین کا گول ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کی دلیل کی بہتیری مثالین اوس موقع پر آتی ہین جہان کہ وجود معلول سے وجود علت کا ثابت کرنا چاہتے ہین۔ خون کے مقدمہ مین اکثر اس امر کی تحقیقات کہ کس چیز سے مارا گیا اور کس کس طرح ہوا اس طریق سے قاتل معلوم ہو جاتا ہے۔

اس دلیل کی رو سے ہم اپنا وجود اور خلقت کا وجود اور طرح طرح کی حکمتین وغیرہ دیکھہ کر خدا کا وجود اور اوس کی ذات صفات ثابت کرتے ہین اسی طرح ہم دیکھتے ہین کہ بیبل کی تعلیم نہایت عمدہ ہے اور ایسی باتین اوس مین پائی جاتی ہین کہ انسان کی طاقت ولیاقت سے باہر ہین۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیبل الہامی کتاب ہے۔ علی ہذا القیاس اگر کسی کتاب کی تعلیم بُری ہو اور اوس کی نسبت کوئی دعوے کرے کہ یہ کتاب آسمانی ہے تو ہمین ثابت ہو جاویگا کہ یہ صرف آدمی کی بنائی ہے۔

اس قسم کی دلیل کو بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے استعمال کرنا چاہیئے۔ جبتک علت اور معلول کے درمیان کوئی علاقہ قرار واقعی نہ پایا جاوے اوس وقت تک کچھہ نتیجہ نکالنا نہین چاہیئے ورنہ صورت مغالطہ وجہ غیر موجہ کی پیدا ہو جائے گی۔ جو باتین مغالطہ وجہ غیر موجہ سے محفوظ رہنے کے واسطے اوپر

بیان ہو چکی ہین اون کا لحاظ یہان پر بھی رکھنا چاہیے۔

۳۔ ادنیٰ سے اعلیٰ کو ثابت کرنا۔ اس دلیل مین کسی امر یا دعوی مسلم سے اوسی قسم کے کسی اور امر یا دعوی کو ثابت کرتے ہین اور جو امر یا دعوے کہ ثابت کیا جاتا ہے اوس کو تسلیم کرنے کے واسطے اوس سے بھی بڑھ کر ثبوت ہوتے ہین جتنا کہ اوس امر یا دعوے مسلّم کے ثبوت کے لئے ہوتے ہین۔ یہ دلیل اس صورت کی ہوتی ہے۔

ا۔ برابر ہے ب کے یا اوس سے بڑا ہے
ج۔ ا۔ سے بڑا ہے
پس ج۔ ب۔ سے بڑا ہے

مسیح اپنے شاگردون اور اور لوگون کے ساتھ بارہا اس قسم کی دلیل لایا۔ مثلاً (دیکھو متی ۶۔ ۲۸۔ ۳۰) "اور پوشاک کی کیون فکر کرتے ہو جنگلی سوسنون کو دیکھو کیسے بڑہتے ہین وہ نہ محنت کرتے نہ کاتتے ہین پر مین تمہین کہتا ہون کہ سلیمان بھی اپنی ساری شان و شوکت مین اون مین سے ایک کی مانند پہنے نہ تھا۔ پس جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور مین جھونکی جاتی یون پہناتا ہے تو کیا تمکو اے سست اعتقاد زیادہ نہ پہناویگا۔

اگر یہ دلیل بصورت قیاس قایم کیجاوے تو یون ہوگی۔ (صفحہ ۳ ۷ دیکھو)

خدا نے جنگلی سوسن اور گھاس کو پوشاک دی
تم اون سے بہت بڑے ہو
پس یقین زیادہ ہے کہ وہ تم کو پوشاک بخشیگا

دوسری مثال (متی ۱۲-۱۰-۱۲) اور دیکھو وہان ایک شخص تہا جسکا ہاتھ سوکھہ گیا تہا تب اونہون نے اس ارادہ سے کہ اوس پر نالش کرین اوس سے پوچھا کہ کیا سبت کے دن چنگا کرنا روا ہے۔ اوس نے اونھین کہا کہ تم مین سے ایسا کون ہے کہ جسکے پاس ایک بھیڑ ہو اگر وہ سبت کے دن گڑہے مین گرے وہ اوسے پکڑ کے نہ نکالے پس آدمی بھیڑ سے کتنا بہتر ہے۔ اسلیئے سبت کے دن نیکی کرنا روا ہے"۔

غرض اسی قسم کی دلیل کو **ادنی سے اعلی کو ثابت کرنا** کہتے ہین جسمین قضیہ مسلّمہ ایسا صاف نہین ہوتا جیسا کہ اوس قضیہ کی جو مسلّمہ سے ثابت ہوتا ہے تسلیم کرنے کی دلیلین پختہ ہوتی ہین۔

بیان مجمل

دلیل کئی طرح پر ہے۔

۱- استقرائی
۲ استخراجی
۳ تمثیلی
۴ قرینہ
۵ علت سے معلول ثابت کرنا
۶ معلول سے علت ثابت کرنا
۷- ادنی سے اعلی کو ثابت کرنا

خاتمہ

منطق کے بیان سے فراغت پائی - اب صرف اتنا اور رہا ہے کہ ایک آدہ بات خاتمے کے طور پر لکھین + منطق کا حال اس قدر کہ اکثر سکھلایا جاتا ہے اس کتاب مین موجود ہے - اگر کوئی شخص ازراہ دھوکھ دہی اپنا علم جتانے کو کسی طالب علم سے یہہ دعوے کرے کہ "اس کتاب مین کل حال علم منطق کا نہین لکھا ہے منطق بہت بڑا علم ہے اس ذراسی کتاب مین نہین سما سکتا ہے" تو اس بات پر ہرگز یقین نہ لانا چاہیے - بعض مقامات مین عربی و فارسی کتابون سے فرق ہے لیکن مطلب ایک ہی ہے اور بہت سے مقامات کتب عربی و فارسی سے زیادہ مکمّل ہین -

مطالب اور معنی صحیح منطق کے جیسا کہ متقدمین اور متاخرین سکھلاتے چلے آئے ہین اس کتاب مین موجود ہین - جو کچہہ حال علم منطق کا اور کتابونکے پڑہنے سے آتا ہے وہ سب اس کتاب سے مختصر حاصل ہے - جو کچہہ کتابین علم منطق کی اس ملک مین مروج ہین اونکا پڑہنا اس غرض سے چاہیے کہ مختلف طرز بیان اور اصطلاحات وغیرہ سے کہ ہر کتاب کے مختلف ہوتی ہین واقف ہوجاوے اور استعمال مین لاوے -

مگر کوئی طالب علم یہہ نہ سمجھے کہ ایک آدہ کتاب یا بہت سی کتابین علم منطق کی
اگرچہ وہ کامل ہی کیون نہون پڑہ لینے سے منطقی ہوجاوے گا۔ اگر کوئی اِس
کتاب کو پڑہ کر اوس کے اصطلاحات اور قواعد اور الفاظ بر زبان یاد کرکے
اوس کو تہ کر رکہے اور اوس کو استعمال مین نہ لاوے تو منطقی نہوجاوے گا
کیونکہ کاربکثرت سے ہر علم وہنر مین ملکہ چاہیئے کاریگرون کو دیکہو کہ اول ہتہیارون
کے نام اور اون کے استعمال کرنے کے طریقون سے واقف ہوکر بعدہ روزمرّہ
اون ہتہیارون کو کام مین لاتے ہین تو کہین ایک مدت مین جاکے ہوشیار
ہوجاتے ہین۔ اسی طرح پیمایشی کو دیکہو کہ بعد جاننے قواعد پیمایش کے ایک
مُدت تک اوس کا مشق کرتا ہے تو پیمایش مین پختہ ہوجاتا ہے۔ علی ہذالقیاس
ہر شخص کو قبل اِس سے کہ وہ اپنے کو منطقی کہلاوے اِس علم کے استعمال سے
واقف ہونا ضرور ہے + اصول اور اصطلاحات اور قواعد اِس علم کے اول
خوب سمجہنا چاہیئے اور پہر روزمرّہ صحت کے ساتہہ بحث کرنے کے لیئے بلکہ پیدا
کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہمیشہ اپنی اور اورون کی غلطی پکڑنے کی اور
مغالطون کے جاننے کی کوشش کرتا رہے۔ جو دلیل کہ پیش آوے خواہ وہ
زبانی ہو یا تحریری خوب غور کے ساتہہ دیکہنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ ہر دلیل
کی صورت اور پختگی اور خامی پر ہمیشہ نظر رہے۔ جہان کوئی پختہ اور قومی دلیل

دیکھنے مین آوے اوس کو اپنے واسطے ایک نمونہ سمجھنا چاہیئے - جو شخص اِن سب
باتون پر لحاظ رکھے وہ منطقی ہو جاوے گا - پس غرض یہہ ہے جو شخص ایسا
کرے اوس کا ذہن بڑھ جاوے گا مثلاً **اول** اوس کے خیالات مین خوب
صفائی اور روشنی آجاوے گی + اگر ذہن مین صفائی اور روشنی نہو تو اندیشہ
ہے کہ وہ شخص آپ دہوکھا کھائے اور اون کو دھوکھے مین ڈالے + جو شخص
علم منطق مین ملکہ کامل حاصل کرلے اوس کا سوچ بہت درست ہو جاوے گا -
ہر بات کی رگ وپے کو خوب صفائی کے ساتھہ سمجھ لیگا اور بیان کردیگا - قوای
ذہن مین ایسی رسائی آجاوے گی کہ فوراً کسی طرح کا مغالطہ ہو دریافت کرلیگا
اور بتلاوے گا -

دوسرے ان سب باتون مذکورۂ بالا پر لحاظ رکھنے سے ذہن مین
بڑی قوت آجاتی ہے - جو آدمی خوب تربیت یافتہ نہو اوس کا ذہن کمزور ہوگا
اور اس لایق نہوگا کہ کسی حقیقت کو دریافت کر سکے اور اگر کوئی حقیقت دریافت
ہو بھی گئی تو اوس پر قایم رہنا مشکل پڑتا ہے - منطق کے پڑہنے سے طبیعت
انسان کی زور پر آجاتی ہے اور اس لایق ہو جاتا ہے کہ مشکل سے مشکل بات
ہو اوس کو حل کرلے -

تیسرے اِن سب باتون مذکورۂ بالا پر لحاظ رکھنے سے ذہن آراستہ

پیراستہ ہوجاتا ہے۔ خدا کی بنائی ہوئی جن جن چیزون سے ہم واقف ہین اُنمین
سب سے عمدہ چیز ہم دیکھتے ہین کہ ذہن ہے لیکن اس سے بڑھکر افسوس وحقارت
کی بات کیا ہے کہ ذہن کسیکا جہالت سے بھرا ہو اور خطا و غلطی کی راہو نمین بھٹک
رہا ہو۔ اور اس سے بڑھکر اور کیا خوبصورتی ہے کہ ذہن کسیکا تیز و درست
ہو اور نور صداقت وحقیقت سے منور ہو۔ اِن سب باتون مذکورۂ بالا کے
حاصل کرنے کے واسطے جو جو وسایل قوی ہین اونمین سے ایک علم منطق ہے

تمام شد

امتحان کے لئے چند سوالات

مقدمہ

منطق کسکو کہتے ہین

منطق کو علم کب کہنا چاہیے اور فن کب

کیا عقل فقط ایک ہی طور سے نتیجہ صحیح نکال سکتی ہے

علم منطق کے سیکھنے سے عقل مین کیا کیفیت پیدا ہوتی ہے

علم منطق کے حق مین بعض آدمی کیا سمجھتے ہین

علم منطق ابتدا مین کن لوگون مین تھا

اول یہ علم کس قوم مین ایجاد ہوا

یہ علم سلسلہ وار اس زمانہ تک کس طرح پہونچا

اس علم کے مشہور مصنفون کا نام اور اونکا زمانہ بیان کرو

فی الحال اہل اسلام مین یہ علم کس صورت پر پایا جاتا ہے

ایضاً ہندؤن مین

حصہ ۱

علم منطق ذہن سے کونسی صورت مین علاقہ رکھتا ہے۔

ذہن کیا شے ہے

حواس خمسہ کا نام لو

محسوس کس کو کہتے ہین معقول کس کو کہتے ہین۔

علم منطق ذہن سے کونسے تین امرون سے متعلق ہے

تصور کسکو کہتے ہین

تصدیق کسکو کہتے ہین۔ تصدیق کو قضایا کس حالت مین کہتے ہین

دلیل اور برہان کسکو کہتے ہین

غور اور مقابلہ کرنا قوت تفریقہ اور قوت جنسی کونسی ذہنی قوتون کو کہتے ہین

قوت ناطقہ کا کچھہ بیان کرو

لفظ کی تعریف کرو

دلالت کا بیان کرو

پہلی فصل

تصور کی تعریف اور اوسکی قسمین بیان کرو

دوسری فصل

تصور اور لفظ مین کیا فرق ہے

لفظ مفرد اور مرکب اور کلی اور جزئی کسکو کہتے ہین

لفظ کونسی حالت مین تمام اور ناتمام کہا جاتا ہے

افراد کسکو کہتے ہین

لفظ بالنسبت کس حالت مین کہا جاتا ہے

لفظ مشترک اور غیر مشترک اور مترادف کی تعریف بیان کرو

لفظ متناقضہ اور متزادہ مین کیا فرق ہے

تیسری فصل

جنس اور نوع کی تعریف بیان کرو

اقسام جنس بیان کرو اور اونکی مثال دو

تقسیم اجناس اور انواع کس بات پر منحصر ہے

فصل کسکو کہتے ہین

عرض کسکو کہتے ہین

اوسکی قسمین معہ مثالون کے بتلاؤ

عموم وخصوص کسکو کہتے ہین

چوتھی فصل

معرّف کسکو کہتے ہین

معرّف کی ترکیب مین کون کون چیزین داخل ہین

معرّف کے طور پر ہوسکتا ہے

قواعد معرّف بیان کرو

حصّہ ۲

پہلی فصل

قضیہ کسکو کہتے ہین معہ مثال کے بیان کرو

موضوع اور محمول اور نسبت حکمیہ کسکو کہتے ہین

قضیۂون کی قسمین بیان کرو

مادہ کسکو کہتے ہین

مادہ مین کے صورتین ہین

مادہ نسبت کے قواعد بیان کرو

دوسری فصل

علم منطق مین لفظ کم کسکو کہتے ہین

موضوع کی کلیت اور جزیت کس بات پر موقوف ہے

اور محمول کی

کونسے چار قواعد کم کے واسطے ہین

تیسری فصل

عکس کسکو کہتے ہین

معکوسہ اور غیر معکوسہ کسکو کہتے ہین

عکس کونسی صورت مین صحیح ہوگا

عکس کے قسم کے ہین اونکے نام معہ مثال کے بیان کرو

عکس کرنے کا قاعدہ کیا ہے

چوتھی فصل

نقیض کسکو کہتے ہین

نقیض کے طرح پر ہوتا ہے معہ مثال بیان کرو

نقیض کے قواعد بیان کرو

حصّہ ۳

پہلی فصل

دلیل کی تعریف بیان کرو

دلیل مین کونسے دو جزاعلی ہین ہرایک کا نام معہ تعریف اور مثال بیان کرو

قیاس کسکو کہتے ہین

نتیجہ کسکو کہتے ہین

قیاس کے جزون کا بیان کرو

اکبر اور اصغر اور حدِ اوسط کسکو کہتے ہین

قول ارسطاطالیس کسکو کہتے ہین

قیاس کے قانون بدیہی بیان کرو

آٹھہ قاعدے جو واسطے جانچنے قیاس کے ہین بیان کرو

دوسری فصل

شکل کسکو کہتے ہین

چارون شکلون کا بیان کرو

چارون شکلون کے قاعدے بتلاؤ

ہر ایک شکل کے استعمال کی صورت بیان کرو

تیسری فصل

ضرب کسکو کہتے ہین

ہر شکل مین کتنی صحیح ضربین ہین

ضروب کاملہ کسکو کہتے ہین

خلف کسکو کہتے ہین

خلف کے طور پر ہوتا ہے

چوتھی فصل

قیاس شرطیہ کسکو کہتے ہین

اوسکو اتصالی کب کہتے ہین اور انفصالی کب

مقدم اور تالی کسکو کہتے ہین

قیاس اتصالی کے تین قاعدے بتلاؤ

قیاس اتصالی کو مثبتہ کب کہتے اور منفیہ کب

قیاس اتصالی کو حملیہ کی طرف کیسے پھیرتے ہین

قیاس انفصالی کا کیا قاعدہ ہے

قیاس مرکبّ شرطیہ کسکو کہتے ہین

اس قیاس کی کے صورتین ہین

اس قیاس کی صحت دریافت کرنے کے واسطے کون قاعدہ ہے

پانچوین فصل

قیاس مخفف کسکو کہتے ہین

اس قیاس سے پورا قیاس کیونکر بن سکتا ہے

اسکا قاعدہ بیان کرو

قیاس مسلسل کسکو کہتے ہین

قیاس مسلسل مین دلیل کی کیا صورت ہے

قیاس مسلسل کے جانچنے کے لئے کیا قاعدہ ہے

قیاس مسلسل کو پورے قیاسون مین لانے کے لئے کیا قاعدہ ہے

قیاس مسلسل کا عکس بیان کرو

قیاس مسلسل شرطیہ کسکو کہتے ہین

قیاس مسلسل شرطیہ حملیہ کیونکر بناتے ہین

حصہ ۴

منطق استعمالی سے کیا مراد ہے

اس بات کی مثال دو

پہلی فصل

مغالطہ کسکو کہتے ہین

مغالطون کی تقسیم کرو

ان مغالطون کا معہ مثال بیان کرو یعنی حد اوسط جزئی کلیت ناجایز اکبر یا اصغر کی۔ مقدمات سالبہ نتیجہ موجبہ مقدمہ سالبہ سے یا برعکس اسکے۔ ایک قیاس مین تین جزون سے زیادہ کا ہونا۔

حد اوسط مشترک کسکو کہتے ہین

الفاظ مشترک کیونکر ہو جاتے ہین

حد اوسط مشترک کے لئے کیا قاعدہ ہے

مغالطہ عرضی کسکو کہتے ہین اسکی مثال دو

مغالطہ تقسیم اور جمع کا معہ مثال بیان کرو

مغالطہ معنوی کسکو کہتے ہین

اوسکی تقسیم کیسی ہے

ان مغالطون کا معہ مثال بیان کرو۔ یعنی مقدمہ اور نتیجے ایک ہی ہونا۔ دور تسلسل وجہ غیر موجبہ مغالطہ تملق آمیز مغالطہ تغیر مضمون۔ مغالطہ اعتراضون کا۔ مغالطۂ ثبوت جزئی کا۔

ان مغالطون کے ظاہر کرنے کے لئے کون کون قاعدے ہین۔ ہر ایک کا بیانکرو

اون قواعد عام کا جو واسطے دریافت کرنے صحت دلیلون کے ہین بیان کرو

دوسری فصل

استقرا کسکو کہتے ہین

وہ کس یقین پر موقوف ہے

استقرا کس حالت مین کامل ہے

کونسے علم استقرا سے حاصل ہوتے ہین

استخراج کسکو کہتے ہین اور وہ استقرا کے کس بات مین خلاف ہے

دلیل مین تمثیل کیسے لاتے ہین

منطق مین قرینہ کسکو کہتے ہین

قرینہ کے طور پر ہوتا ہے

قرینے سے دلیل لانا کس بات مین استخراج اور تمثیل کے خلاف ہے

اس بات کی مثال دو کہ قرینے کی دلیل قیاس کی صورت مین آجاوے

قرینے کی دلیل مین کیسی خبرداری چاہیئے

علت سے معلول ثابت کرنا کسکو کہتے ہین

اسکی مثال دو

معلول سے علت ثابت کرنا کسکو کہتے ہین

اسکی مثال دو

ادنی سے اعلیٰ کو ثابت کرنا کسکو کہتے ہین

علم منطق مین پختگی حاصل کرنے کے لئے کونسا طریقہ چاہیئے

علم منطق سے ذہن کو کونسے فواید حاصل ہوتے ہین

فہرست اصطلاحات

